فیضانِ ختم نبوت نمبر

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

جلد 61

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شمارہ 51-52

شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر امریکن
70 کینیڈین ڈالر یا 50 یورو

Postal Reg. No. L/P/GDP-1, DEC 2012   20-27 دسمبر 2012ء   20-27 فتح 1391 ہش   13-20 صفر 1433 ہجری

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۱﴾ (سورۃ الاحزاب آیت 41)

نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں (نہ ہونگے) لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوت یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے۔" (الحکم جلد 9 مورخہ 17 مارچ 1905 صفحہ 6)
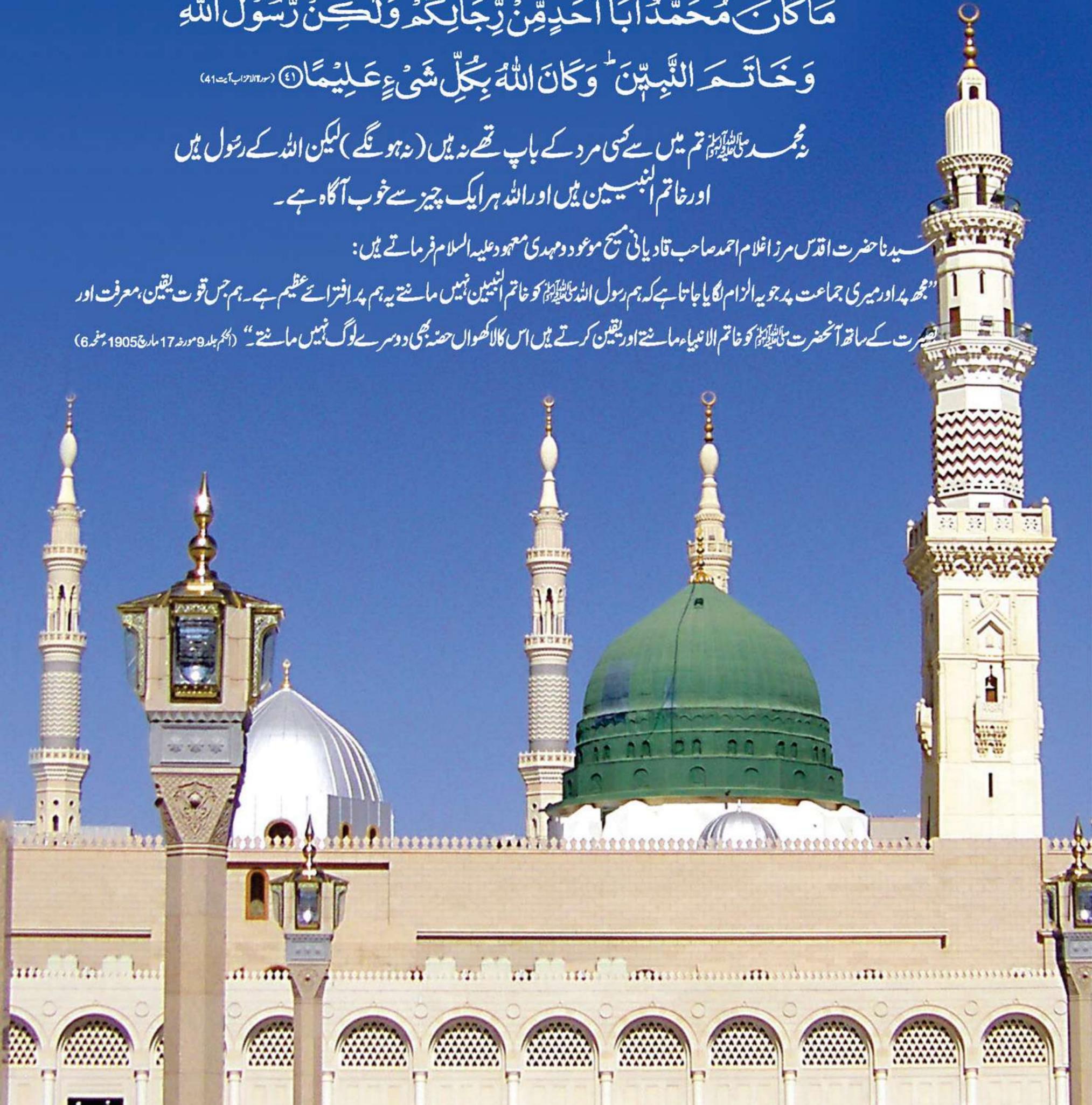
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا　　نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں　　وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
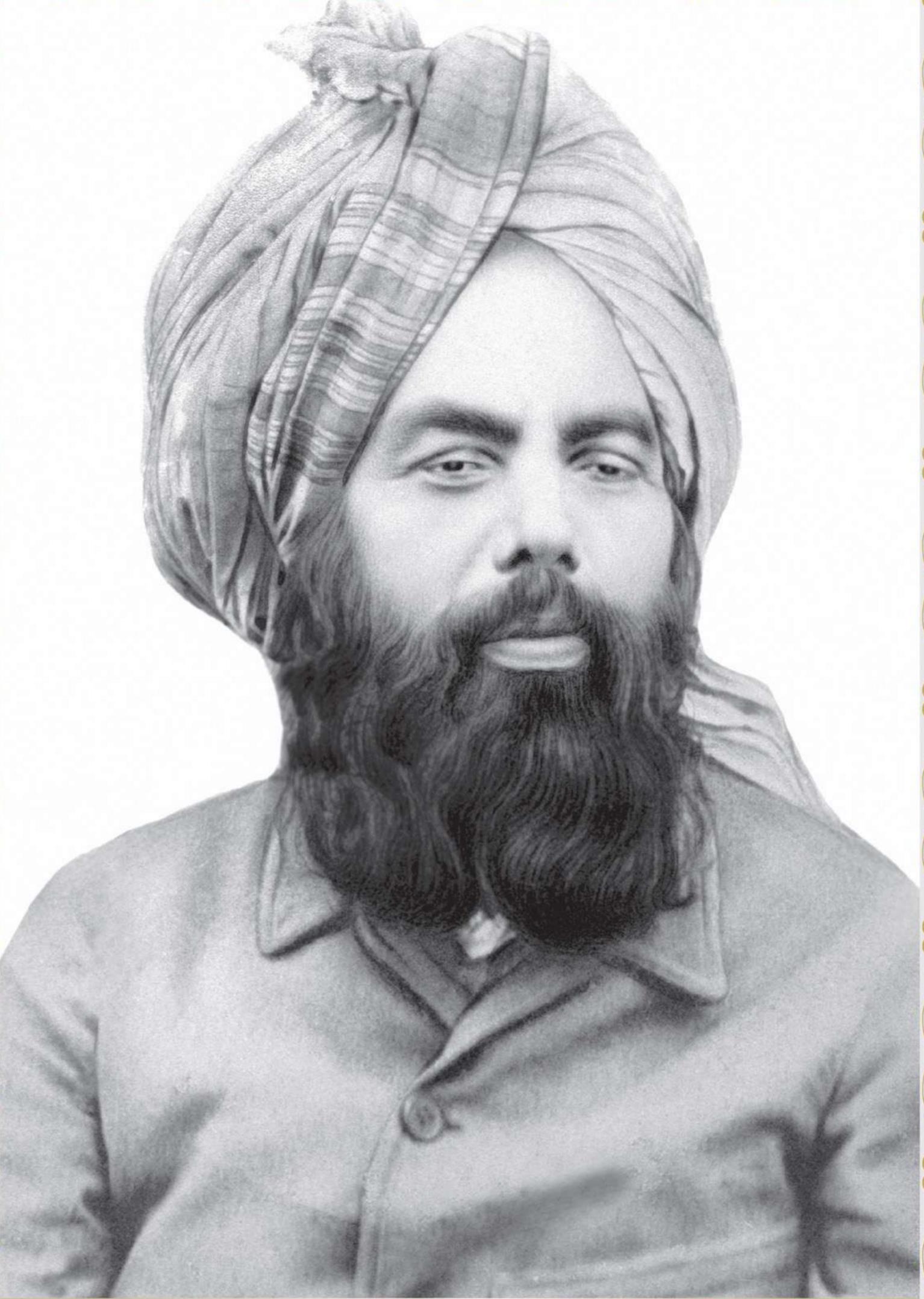
شبیہ مبارک سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام (1835ء - 1908ء)
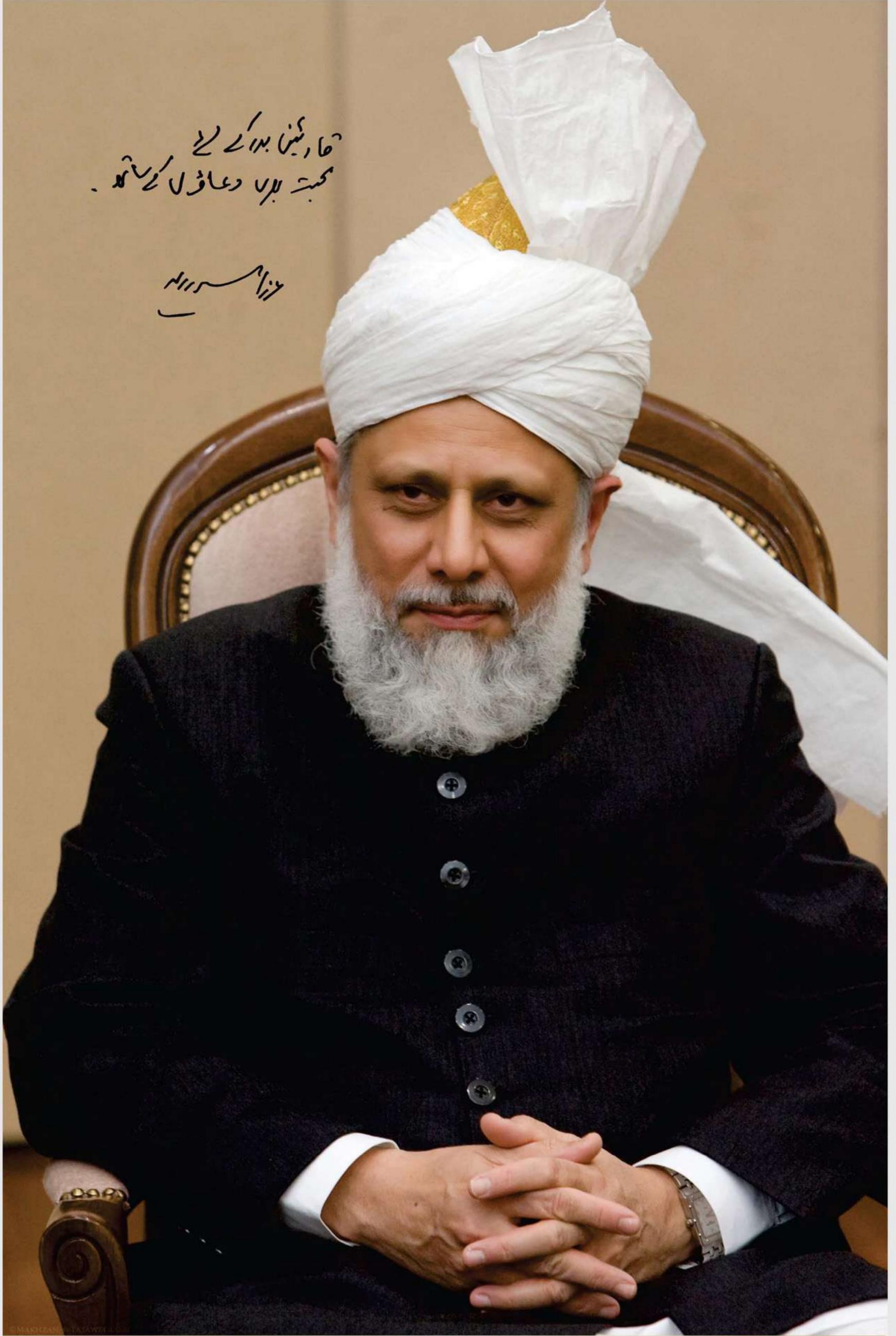
حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خصوصی پیغام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، برموقعہ فیضان ختم نبوت نمبر ہفت روزہ اخبار بدر قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو النّاصر

لندن

16/11/12

پیارے مکرم مدیر صاحب اخبار بدر قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے اطلاع دی ہے کہ آپ اخبار ''بدر'' کا خاص شمارہ بعنوان ''فیضان ختم نبوت'' شائع کر رہے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

آپ نے اس خاص شمارہ کیلئے پیغام کی درخواست کی ہے تو میں قارئین بدر کو موٹے طور پر یہی بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور اس کے بارہ میں جملہ پیشگوئیوں اور آخری زمانہ میں اسلام کے تمام ادیان پر غلبہ جیسے امور کا اگر دو لفظوں میں بیان مقصود ہو تو اسے فیضان ختم نبوت کا نام دیا جائے گا۔ کیونکہ فیضان ختم نبوت کا تقاضا یہ ہے کہ آخری زمانے میں آنحضرت ﷺ کے دین کو پھیلانے کیلئے آنے والے مسیح ومہدی کو آنحضرت ﷺ کے فیوض اور تربیت سے فیضیاب ہونا چاہیئے۔

اسی فیضان ختم نبوت کا تقاضا ہے کہ آنے والا موعود ''یحی الدین ویقیم الشریعۃ'' کے تابع صحیح اسلامی تعلیمات اور آنحضرت ﷺ کی سنت کو زندہ کرنے والا اور آپ کے مکارم اخلاق کے عطر سے ممسوح کیا ہوا ہو۔ اسی فیضان کا تقاضا ہے کہ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کی مہم سر کرنے کا سہرا اُس مردِ میدان کے سر ہو جو آنحضرت ﷺ کے رنگ میں اس قدر رنگین ہو چکا ہو کہ آپ کا ظل اور بروز کہلانے کا مصداق ٹھہرے۔ اسی فیضان ختم نبوت کا تقاضا ہے کہ آنے والا امام الزمان قرآن کریم کا عاشق اور اس کی حاکمیت قائم کرنے والا اور تمام کتب سابقہ پر اس کی فضیلت ثابت کرنے والا ہو اور نہ صرف قرآن بلکہ اسلام اور نبیٔ اسلام ﷺ پر دیگر مذاہب کے اعتراض کا کافی وشافی جواب دینے والا ہو۔

جماعت احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ آخری زمانے میں غلبۂ اسلام کی مہم سر کرنے کیلئے آنحضرت ﷺ نے جس جلیل القدر خادم اور عاشق صادق کی خبر دی تھی وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں۔ آپ نے پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانے میں مبعوث ہو کر اسلام کی سربلندی کی عظیم مہم کا آغاز فرمایا اور اپنی زندگی میں اس کے روشن نظارے دکھا دیئے۔ آپ کے بعد خلافت کے زیر سایہ آپ کی جماعت آپ ہی کے نقش قدم پر چل کر اسلام کے غلبہ کے ایام کو قریب سے قریب تر کرنے کیلئے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور کوششوں کو بروئے کار لانے میں مصروف ہے۔ اس جماعت کے کاموں اور کارناموں پر ایک نظر ڈالنے سے صاف دل کو بڑی وضاحت کے ساتھ یہ پتہ چل سکتا ہے کہ یہی وہ جماعت ہے جو آنحضرت ﷺ کے نہج اور آپ کے نقش قدم پر چلنے والی جماعت ہے۔

یہی وہ جماعت ہے جو دنیا کے ۲۰۲ ممالک میں مساجد اور مراکز کے ذریعہ تبلیغ اسلام کی مہم جاری رکھے ہوئے ہے۔ یہی وہ جماعت ہے جو ۶۰ سے زائد عالمی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم مکمل کر کے پھیلا رہی ہے۔ پھر یہی وہ جماعت ہے جو M.T.A کے ذریعہ دنیا بھر میں 24 گھنٹے دنیا کی مختلف زبانوں میں اسلام کی حقانیت اور اعلیٰ تعلیمات کا پرچار کر رہی ہے۔ اور یہی وہ جماعت ہے جو ہزاروں کتب بیسیوں اخبارات ورسائل اور ویب سائٹس نیز عصر حاضر کے دیگر وسائل کے ذریعہ اسلامی تعلیمات اور مفاہیم کی قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت وتبلیغ کا فرض سرانجام دے رہی ہے اور اسلام، نبیؐ اسلام اور قرآن کریم پر ہونے والے ہر حملہ اور اعتراض کا کافی وشافی جواب دینے کی کوشش کر رہی ہے۔

یہ جماعت ایک محکم نظام کے ذریعہ خلیفہ وقت کے پیچھے امت واحدہ بن کر اعلیٰ اخلاقی اقدار کا پاس کرتے ہوئے اور اسلامی تعلیمات اور روایات پر عمل پیرا ہو کر ان کا حسن عام کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ یقیناً یہ جماعت بلاتمیز رنگ ونسل اور مذہب وملت انسانیت کی خدمت کو اپنا فرض سمجھتی ہے اور دکھی اور نادار انسانیت کی تعلیم اور علاج معالجہ کیلئے، سکولز اور ہسپتال نیز تعلیمی وتربیتی ادارے قائم کر کے ہر ممکن مدد کر رہی ہے۔

یہ ہے اس جماعت کی مساعی کی ایک جھلک اور یہ ہیں اس جماعت کے لوگوں کے حسن عمل جو ختم نبوت کے فیضان کو عام کرنے کے عزم کے ساتھ قائم کی گئی ہے۔

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ اس کے بالمقابل فیضان ختم نبوت کو ختم کرنے والوں کے کیا اعمال ہیں؟ وہ اسلامی تعلیمات کے مخالف ایسے کاموں پر اصرار کرتے چلے جارہے ہیں کہ جن کی وجہ سے امن وسلامتی کے مذہب اسلام اور رسولِ رحمت پر دہشتگردی کے الزام لگائے جارہے ہیں۔ وہ قرآنی تعلیم کے مخالف ایسے اعمال میں ملوث ہیں جن کی بناء پر مخالفین قرآن کا احترام کرنے کی بجائے اسے جلانے کی کوششیں کرتے ہیں۔ اسلام کو رواداری کی بجائے جبر واکراہ کا مذہب بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔ یہ لوگ مسجدیں بنانے کی بجائے انہیں مسمار کرنے کو فخر سمجھتے ہیں اور اسلام کے نام لیوا بنانے کی بجائے مسلمانوں کو ہی بموں سے اڑا رہے ہیں۔

ان کی یہ حالت دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ کی صداقت ایک منصف کیلئے بڑی واضح ہو جاتی ہے۔ آپ نے کیا خوب فرمایا تھا کہ:

''ہم جس قوتِ یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں، اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے۔ اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں''۔ (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۴۲)

اللہ ان لوگوں کو عقل سمجھ دے اور اللہ تعالیٰ آپ کی اس کوشش کو ایسی برکتیں نصیب فرمائے کہ سب پڑھنے والوں کو فیضان ختم نبوت کے مضمون کا صحیح عرفان عطا ہو جائے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

اداریہ

’’فیضان خداوند بھی ہوتے ہیں کبھی بند؟‘‘

قرآن مجید میں سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ’’خاتم النبیین‘‘ کا جلیل القدر خطاب عطا فرمایا گیا ہے۔(الاحزاب:۴۱) ہم دل وجان سے خدائے واحد و یگانہ کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان معنوں کی رو سے خاتم النبیین قرار دیا ہے کہ ایک تو آپ تمام کمالاتِ انبیاء علیہم السلام کے جامع ہیں اور دوسرے اُن کمالات و برکات کو اپنے متبعین میں منتقل کرنے والے ہیں۔ گویا آسان لفظوں میں سمجھا جائے تو آپ کامل غنی بھی ہیں اور کامل سخی بھی۔ آپ جامع کمالات انبیاء ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر آپ فیض رسانی میں وہ تاثیر قدسی رکھتے ہیں کہ آپ کے دم سے بے شمار مسیح پیدا ہو سکتے ہیں۔ جس کا ایک زندہ ثبوت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود بابرکت میں ملتا ہے۔ اسی طرف قرآن مجید کی ایک دوسری آیت میں بھی اشارہ ہے جہاں آپؐ کو ’’سراجاً منیراً‘‘ یعنی ’’چمکدار سورج‘‘ کے عظیم لقب سے نوازا گیا ہے۔ جس طرح نظام شمسی میں چاند اپنے نور کیلئے کامل طور پر سورج کا محتاج ہوتا ہے اور سورج کے نور کے بغیر چاند کا اپنا کوئی معنوی وجود باقی نہیں رہتا اسی طرح روحانی دنیا میں جس کی طرف ’’سراجاً منیراً‘‘ میں اشارہ ہے، حضرت رسولِ کریمؐ کا وجود ’’سراجِ منیر‘‘ ہے۔ یعنی آپ کے نور کے انعکاس سے فیضیاب ہو کر اُمت محمدیہؐ میں مسلسل صدیقین، شہدا اور صالحین کا مقام پانے والے افراد پیدا ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔ اُسی طرح آپ کے نور کے کامل انعکاس سے فیضیاب ہو کر دنیا کو منور کرنے والا وجود حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ظلی نبوت کے مقام پر فائز ہوا۔ آپ نے اعلان کیا کہ۔

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں — وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تو خدایا — وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

قرآن مجید میں بیسیوں مقامات پر آنحضرتؐ کے فیضان کے ابدالآباد تک جاری وساری رہنے کے واضح بیانات موجود ہیں بلکہ ختم نبوت بمعنی انقطاع نبوت کے نظریہ کو ہی غیر اسلامی قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو سورۃ المومن آیت ۳۵)۔ فیضان نبوت کے جاری رہنے کی آیات پر تفکر کرنے کیلئے سورۃ فاتحہ کی حسب ذیل جامع دُعا پر غور وفکر کیا جانا ہی کافی ہے۔ یعنی

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ (الفاتحہ:۶۔۷)

ترجمہ: ہمیں سیدھے راستے پر چلا ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا ہے۔

یہ دُعا پنج وقتہ نمازوں میں پڑھی جاتی ہے اور اس کے بغیر نماز مکمل نہیں ہو سکتی۔ اس کا مطلب ہے کہ تمام مسلمان منعم علیہم کے گروہ میں داخل ہونے کیلئے خدا تعالیٰ کے حضور درخواست کرتے ہیں۔ ’’صراط مستقیم‘‘ کی وضاحت سورۃ النساء ۶۹:۷۰ میں کی گئی ہے۔ اور بتایا ہے کہ اگر ہم کامل اتباع کریں گے تو اللہ تعالیٰ ’’وَّلَهَدَيۡنٰهُمۡ صِرَاطًا مُّسۡتَقِيۡمًا ○ (النساء:۶۹)‘‘ یعنی ہمیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت دے گا۔ اس کے معاً بعد صراط مستقیم کی طرف ہدایت دینے کی تفصیل بتاتے ہوئے فرمایا:۔

وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيۡقًا۔ (النساء:۷۰)

اس جگہ صاف بتایا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان اور آپ کی اطاعت اور پیروی کی خوبی کا یہ نتیجہ ہے کہ آپ کی اُمت میں نبی، صدیق، شہید اور صالح ہوتے رہیں گے اور یہ چاروں انعام قیامت تک جاری وساری ہیں اس لئے یہ اُمت خیر اُمت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم منصب ختم نبوت سے جو حضرات نبوت ختم ہونے کا خیال پیش کرتے ہیں وہ بھول جاتے ہیں کہ نبوت خدا تعالیٰ کی طرف سے جاری سب سے عظیم نعمت ہے اور

(باقی صفحہ 52 پر ملاحظہ فرمائیں)

فہرست

ہفت روزہ بدر ’’فیضان ختم نبوت نمبر‘‘

منظومات

ادارہ بدر کی جانب سے قارئین بدر کو

جلسہ سالانہ قادیان

اور

نئے سال کی مبارک صد مبارک

فیضان ختم نبوت از روئے قرآن مجید

❁ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۝ (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ: نہ محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں (نہ ہوں گے) لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز سے خوب آگاہ ہے۔

❁ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۝ (الفاتحہ:۶-۷)

ترجمہ: ہمیں سیدھے راستے پر چلا ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ جن پر نہ تو (بعد میں تیرا) غضب نازل ہوا (ہے) اور نہ وہ (بعد میں) گمراہ (ہو گئے) ہیں۔

❁ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ (النساء۷۰)

ترجمہ: اور جو (لوگ بھی) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین (میں) اور یہ لوگ (بہت ہی) اچھے رفیق ہیں۔

❁ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ م بَصِيْرٌ (الحج:۷۶)

ترجمہ: اللہ فرشتوں میں سے اپنے رسول منتخب کرتا ہے اور (اسی طرح) انسانوں میں سے (بھی) اللہ بہت (دُعائیں) سننے والا (اور حالات کو) بہت دیکھنے والا ہے۔

❁ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ (الاعراف۳۶)

ترجمہ: اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجے جائیں اس طرح کہ وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ کر سناتے ہوں تو جو لوگ تقویٰ اختیار کریں اور اصلاح کریں ان کو (آئندہ کے لئے) کسی قسم کا خوف نہ ہوگا، اور نہ وہ (ماضی کی کسی بات پر) غمگین ہوں گے۔

❁ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا۝ (الاحزاب:۸)

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب کہ ہم نے نبیوں سے اُن پر عائد کردہ ایک خاص بات کا وعدہ لیا تھا اور تجھ سے بھی (وعدہ لیا تھا) اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی اور ہم نے ان سب سے ایک پختہ عہد لیا تھا۔

❁ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (ال عمران:۸۲)

ترجمہ: اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب اللہ نے (اہل کتاب سے) سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں پھر تمہارے پاس کوئی ایسا رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو۔ جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ہی اُس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا (اور فرمایا تھا) کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری (طرف سے) ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ (اور) انہوں نے کہا تھا ہاں ہم اقرار کرتے ہیں، فرمایا اب تم گواہ رہو۔ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے (ایک گواہ) ہوں۔

❁ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝ (النور:۵۶)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال ایمان لانے والوں میں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا گیا تھا اور جو دین اُس نے ان کیلئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کیلئے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے بھی قرار دیئے جائیں گے۔

❁ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ۝ (المؤمن:۱۶)

ترجمہ: اپنے حکم میں سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا کلام نازل کرتا ہے تا کہ وہ (بندہ خدا کی) ملاقات کے دن سے لوگوں کو ڈرائے۔

❁ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ (النحل:۲)

ترجمہ: وہ فرشتوں کو اپنے بندوں پر جنہیں وہ پسند کرتا ہے اپنے امر سے کلام دیکر اُتارتا ہے اور رسولوں کو کہتا ہے) کہ (لوگوں کو) آگاہ کردو کہ بات یہی درست ہے کہ میرے سوا کوئی بھی (سچا) معبود نہیں اس لئے تم (مصائب) سے اپنے بچاؤ کا ذریعہ مجھے ہی بناؤ۔

فیضان ختم نبوت از روئے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

❁ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ كَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُهٗ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِهٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ فَكُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْیَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ۔

(بخاری کتاب المناقب باب خاتم النبیین۔ مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۲۸۔ ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵۴۴۔ مشکوۃ صفحہ ۵۱۱)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور سابقہ نبیوں کی مثال اس محل کی طرح ہے جس کی تعمیر بڑے خوبصورت انداز میں ہوئی لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ لوگ اس محل کو گھوم پھر کر دیکھتے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے لیکن دل میں کہتے یہ اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی گئی پس میں ہوں جس نے اس اینٹ کی جگہ کو پُر کیا۔ میرے ذریعہ یہ عمارت تکمیل میں اعلیٰ اور حُسن میں بے مثال ہوگئی ہے اسی لئے مجھے رسولوں کا خاتم بنایا گیا ہے۔ ایک اور روایت ہے کہ حضور نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں اور نبیوں کا خاتم ہوں۔

❁ (ب) كُنْتُ مَكْتُوْبًا عِنْدَ اللّٰهِ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنِهٖ۔

(مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۲۷، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس وقت سے خاتم النبیین لکھا گیا ہوں جبکہ ابھی آدم کو گارے اور پانی سے ٹھوس شکل دی جارہی تھی یعنی اس کی ساخت کی تیاریاں ہورہی تھیں۔

❁ عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : وَاِنَّهٗ سَیَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ (ابوداؤد کتاب الفتن)

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امّت میں تیس جھوٹے خروج کریں گے وہ سب کے سب دعویٰ کریں گے کہ وہ نبی ہیں حالانکہ مَیں خاتم النبیین ہوں (میرے بعد میری پیروی سے آزاد مستقل یا نئی شریعت لانے والا) کوئی نبی نہیں۔

❁ فِیْ اُمَّتِیْ كَذَّابُوْنَ وَدَجَّالُوْنَ سَبْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ مِنْهُمْ اَرْبَعَةٌ نِسْوَةٌ وَاِنِّیْ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔

(کنز العمال جلد ۷، صفحہ ۱۷۰)

میری امّت میں ستائیس جُھوٹے دجّال ہوں گے جن میں سے چار عورتیں ہوں گی حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

❁ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِذَا هَلَكَ قَیْصَرُ فَلَا قَیْصَرَ بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ كِسْرٰی فَلَا كِسْرٰی بَعْدَهٗ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوْزَهُمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔

(بخاری کتاب الایمان والنذر باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۲ صفحہ ۹۸۱)

حضرت جابر بن سمرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب یہ قیصر روم ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد اس شان کا کوئی اور قیصر نہیں ہوگا۔ اور جب یہ کسریٰ شاہِ ایران ہلاک ہوگا تو اس کے بعد اس شان کا کوئی اور کسریٰ نہیں ہوگا۔ (یعنی تمہارے ذریعہ ان سلطنتوں کی شان وشوکت مٹادی جائے گی)۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم ان بادشاہوں کے خزانوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کروگے۔

❁ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِیْهِ ؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ : اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ، وَفِیْ رِوَایَةٍ لِلْبُخَارِیْ اِلَّا اَنَّهٗ لَیْسَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْنَدٍ اِلَّا اَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِیٍّ۔

(بخاری کتاب الفضائل باب فضائل علی بن ابی طالب۔ مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل علی بن ابی طالب، کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک۔ مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۱۳۳۔ طبقات ابن سعد صفحہ ۱۵)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا میرے ہاں تیری منزلت وہی ہے جو موسیٰؑ کے ہاں ہارون کی تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ایک اور روایت میں ہے البتہ تُو نبی نہیں ہے۔

❁ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَاَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ مَوْلَی الْجُهَنِیّٖنَ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهُمَا سَمِعَا اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ : صَلٰوةٌ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِیْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدَهٗ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ،

(مسلم کتاب الحج باب فضل الصلوۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ)

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور ابوعبداللہ الاغیر جو کہ جھنین کے آزاد کردہ غلام تھے اور حضرت ابوھریرۃ کے ساتھیوں میں سے تھے ان دونوں سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوھریرہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھنا مسجد الحرام کے سوا باقی مساجد میں ہزار نماز پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء میں سے آخری نبی ہیں اور آپ کی مسجد تمام مساجد میں سے

آخری مسجد ہے یعنی آئندہ تمام مساجد آپ کی مسجد کے تابع ہوں گی۔

عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًّا فَتَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَتَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 273۔ مشکوٰۃ باب الْاِنْذَارِ وَالتَّحْذِیْرِ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دَور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دَور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے۔

❁ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: لَمَّا مَاتَ اِبْرَاھِیْمُ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلَیْہِ وَقَالَ: اِنَّ لَہٗ مُرْضِعًا فِی الْجَنَّۃِ وَلَوْ عَاشَ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا وَلَوْ عَاشَ لَعُتِقَتْ اَخْوَالُہُ الْقِبْطُ وَمَا اسْتُرِقَّ قِبْطِیٌّ۔

(ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم وذکر وفاتہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۷ مطبع علمیہ ۱۳۱۳ھ)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیمؑ فوت ہوئے تو آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا۔ یقیناً جنت میں اس کیلئے دایہ دودھ پلانے والی ہے اور اگر میرے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے تو وہ صدیق (یعنی سچ کا پرچار کرنے والے) نبی ہوتے اور ان کے ننھیال جو مصری قبطی ہیں (کفر کی) غلامی سے رہائی پاتے۔

❁ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَمَّا تُوُفِّیَ اِبْرَاھِیْمُ اَرْسَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی اُمِّہٖ مَارِیَۃَ فَجَآءَتْہُ وَغَسَّلَتْہُ وَکَفَّنَتْہُ وَخَرَجَ بِہٖ وَخَرَجَ النَّاسُ مَعَہٗ فَدَفَنَہٗ وَاَدْخَلَ النَّبِیُّ یَدَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ فَقَالَ: اَمَا وَاللّٰہِ اِنَّہٗ لَنَبِیٌّ ابْنُ نَبِیٍّ۔

(تاریخ الکبیر لابن عساکر جلد ا صفحہ ۲۹۵، الفتاوی الحدیثیہ لابن حجر الہیثمی صفحہ ۱۲۵)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیمؑ فوت ہوئے تو آپؐ نے ان کی والدہ ماریہؓ کو جنازہ تیار کرنے کا پیغام بھیجا۔ چنانچہ انہوں نے صاحبزادہ ابراہیم کو غسل دیا، کفن پہنایا، حضور علیہ السلام اپنے صحابہؓ کے ساتھ جنازہ باہر لائے۔ قبرستان میں دفن کیا اور پھر قبر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا خدا کی قسم یہ نبی ہے نبی کا بیٹا ہے۔

❁ (الف)۔ اَبُوْبَکْرٍ خَیْرُ النَّاسِ بَعْدِیْ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ۔

(جامع الصغیر صفحہ ۵ و کنوز الحقائق حاشیہ جامع الصغیر صفحہ ۷ مصری، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۳۷، ۱۳۸)

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکرؓ اس اُمت میں سب سے افضل ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی مبعوث ہو۔

(ب) قَالَ عَلِیٌّ اِنِّیْ لَمْ اَرَ زَمَانًا خَیْرَ الْعَامِلِ مِنْ زَمَانِکُمْ ھٰذَا اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ زَمَانٌ مَعَ نَبِیٍّ۔ (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۲۷)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ تمہارے اس زمانہ سے بہتر زمانہ اچھے اثرات کے لحاظ سے مجھے نظر نہیں آتا البتہ اگر کوئی نبی آئے تو اس کے زمانہ کی برکات کی اور بات ہے۔

❁ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَوْ کَانَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ (ترمذی کتاب المناقب مناقب عمرؓ)

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت ہوتی تو عمرؓ نبی ہوتے۔

❁ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ کَانَ فِیْمَنْ قَبْلَکُمْ مِنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ رِجَالٌ یُکَلَّمُوْنَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّکُوْنُوْا اَنْبِیَآءَ فَاِنْ یَّکُنْ مِنْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَعُمَرُ۔ (بخاری کتاب المناقب مناقب عمر جلد ۱ صفحہ ۵۲۱)

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ تھے جن سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا تھا۔ بغیر اس کے کہ وہ (مستقل) نبی ہوتے۔ میری اُمت میں حضرت عمرؓ اسی درجہ کی شخصیت ہیں۔

❁ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ۔

(۱- المقاصد الحسنہ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتھرۃ علی الألسنۃ صفحہ ۲۸۶۔ ۲- مکتوبات امام ربانیؒ دفتر اوّل حصہ چہارم صفحہ ۱۲ مطبع مجددی منشی نبی بخش والقمر امرتسر ۱۳۲۹ھ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے علماء (جو ربانی ہیں) بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح (بلند مقام رکھتے) ہیں۔

❁ ۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔ (ابوداؤد کتاب الملاحم)

حضرت ابوہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایسا مجدد بھیجے گا جو اس اُمت کے دین کی تجدید کرے گا یعنی اُمت میں جو بگاڑ ہو گیا ہوگا اس کی اصلاح کرے گا اور دین کی رغبت اور اس کے لئے قربانی کے جذبہ کو بڑھا دے گا۔

❁❁❁

نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کا دجال سے مقابلہ

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاۃٍ فَخَفَّضَ فِیْہِ وَرَفَّعَ حَتّٰی ظَنَنَّاہُ فِیْ طَآئِفَۃِ النَّخْلِ ، فَلَمَّا رُحْنَا اِلَیْہِ عَرَفَ ذٰلِکَ فِیْنَا ، فَقَالَ مَا شَاْنُکُمْ ؟ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! ذَکَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاۃً فَخَفَّضْتَ فِیْہِ وَرَفَّعْتَ حَتّٰی ظَنَنَّاہُ فِیْ طَآئِفَۃِ النَّخْلِ فَقَالَ : غَیْرُ الدَّجَّالِ اَخْوَفُنِیْ عَلَیْکُمْ اِنْ یَّخْرُجْ وَاَنَا فِیْکُمْ فَاَنَا حَجِیْجُہٗ دُوْنَکُمْ ، وَاِنْ یَّخْرُجْ وَلَسْتُ فِیْکُمْ فَامْرُؤٌ حَجِیْجُ نَفْسِہٖ ، وَاللّٰہُ خَلِیْفَتِیْ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ : اِنَّہٗ شَابٌّ قَطَطٌ عَیْنُہٗ طَافِیَۃٌ کَاَنِّیْ اُشَبِّھُہٗ بِعَبْدِ الْعُزّٰی بْنِ قَطَنٍ ، فَمَنْ اَدْرَکَہٗ مِنْکُمْ فَلْیَقْرَاْ عَلَیْہِ فَوَاتِحَ سُوْرَۃِ الْکَھْفِ ، اِنَّہٗ خَارِجٌ خَلَّۃً بَیْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ یَمِیْنًا وَعَاثَ شِمَالًا ، یَا عِبَادَ اللّٰہِ فَاثْبُتُوْا قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! وَمَا لَبْثُہٗ فِی الْاَرْضِ ؟ قَالَ : اَرْبَعُوْنَ یَوْمًا ، یَوْمٌ کَسَنَۃٍ ، وَیَوْمٌ کَشَھْرٍ ، وَیَوْمٌ کَجُمُعَۃٍ ، وَسَآئِرُ اَیَّامِہٖ کَاَیَّامِکُمْ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَذٰلِکَ الْیَوْمُ الَّذِیْ کَسَنَۃٍ اَتَکْفِیْنَا فِیْہِ صَلٰوۃُ یَوْمٍ ؟ قَالَ : لَا اُقْدُرُوْا لَہٗ قَدْرَہٗ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا اِسْرَاعُہٗ فِی الْاَرْضِ ؟ قَالَ : کَالْغَیْثِ اسْتَدْبَرَتْہُ الرِّیْحُ فَیَاْتِیْ عَلَی الْقَوْمِ فَیَدْعُوْھُمْ فَیُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَیَسْتَجِیْبُوْنَ لَہٗ فَیَاْمُرُ السَّمَآءَ فَتُمْطِرُ وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوْحُ عَلَیْھِمْ سَارِحَتُھُمْ اَطْوَلَ مَا کَانَتْ ذُرًا وَاَسْبَغَہٗ ضُرُوْعًا وَاَمَدَّہٗ خَوَاصِرَ ثُمَّ یَاْتِی الْقَوْمَ فَیَدْعُوْھُمْ فَیَرُدُّوْنَ عَلَیْہِ قَوْلَہٗ فَیَنْصَرِفُ عَنْھُمْ فَیُصْبِحُوْنَ مُمْحِلِیْنَ لَیْسَ بِاَیْدِیْھِمْ شَیْءٌ مِّنْ اَمْوَالِھِمْ وَیَمُرُّ بِالْخَرِبَۃِ فَیَقُوْلُ لَھَا : اَخْرِجِیْ کُنُوْزَکِ فَتَتْبَعُہٗ کُنُوْزُھَا کَیَعَاسِیْبِ النَّحْلِ ، ثُمَّ یَدْعُوْ رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَیَضْرِبُہٗ بِالسَّیْفِ فَیَقْطَعُہٗ جِزْلَتَیْنِ رَمْیَۃَ الْغَرَضِ ثُمَّ یَدْعُوْہُ فَیُقْبِلُ وَیَتَھَلَّلُ وَجْھُہٗ یَضْحَکُ ، فَبَیْنَمَا ھُوَ کَذٰلِکَ اِذْ بَعَثَ اللّٰہُ تَعَالَی الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ فَیَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَۃِ الْبَیْضَآءِ شَرْقِیَّ دِمَشْقَ بَیْنَ مَھْزُوْدَتَیْنِ وَاضِعًا کَفَّیْہِ عَلٰی اَجْنِحَۃِ مَلَکَیْنِ اِذَا طَاْطَاَ رَاْسَہٗ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَہٗ تَحَدَّرَ مِنْہُ جُمَانٌ کَاللُّؤْلُؤِ فَلَا یَحِلُّ لِکَافِرٍ یَجِدُ رِیْحَ نَفَسِہٖ اِلَّا مَاتَ وَنَفَسُہٗ یَنْتَھِیْ حَیْثُ یَنْتَھِیْ طَرْفُہٗ فَیَطْلُبُہٗ حَتّٰی یُدْرِکَہٗ بِبَابِ لُدٍّ فَیَقْتُلُہٗ ثُمَّ یَاْتِیْ عِیْسٰی قَوْمًا قَدْ عَصَمَھُمُ اللّٰہُ مِنْہُ فَیَمْسَحُ عَنْ وُجُوْھِھِمْ وَیُحَدِّثُھُمْ بِدَرَجَاتِھِمْ فِی الْجَنَّۃِ فَبَیْنَمَا ھُوَ کَذٰلِکَ اِذْ اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی عِیْسٰی اِنِّیْ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّیْ لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِھِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِیْ اِلَی الطُّوْرِ وَیَبْعَثُ اللّٰہُ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ ، فَیَمُرُّ اَوَائِلُھُمْ عَلٰی بُحَیْرَۃِ طَبَرِیَّۃَ فَیَشْرَبُوْنَ مَا فِیْھَا وَیَمُرُّ اٰخِرُھُمْ فَیَقُوْلُوْنَ لَقَدْ کَانَ بِھٰذِہٖ مَرَّۃً مَآءٌ ، وَیُحْصَرُ نَبِیُّ اللّٰہِ عِیْسٰی وَاَصْحَابُہٗ حَتّٰی یَکُوْنَ رَاْسُ الثَّوْرِ لِاَحَدِھِمْ خَیْرًا مِنْ مِّائَۃِ دِیْنَارٍ لِاَحَدِکُمُ الْیَوْمَ ، فَیَرْغَبُ نَبِیُّ اللّٰہِ عِیْسٰی وَاَصْحَابُہٗ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی فَیُرْسِلُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْھِمُ النَّغَفَ فِیْ رِقَابِھِمْ فَیُصْبِحُوْنَ فَرْسٰی کَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَۃٍ یَھْبِطُ نَبِیُّ اللّٰہِ عِیْسٰی وَاَصْحَابُہٗ اِلَی الْاَرْضِ فَلَا یَجِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا مَلَاَہٗ زَھَمُھُمْ وَنَتْنُھُمْ ، فَیَرْغَبُ نَبِیُّ اللّٰہِ عِیْسٰی وَاَصْحَابُہٗ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی فَیُرْسِلُ اللّٰہُ تَعَالٰی طَیْرًا کَاَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُھُمْ فَتَطْرَحُھُمْ حَیْثُ شَاءَ اللّٰہُ ، ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ مَطَرًا لَا یَکُنُّ مِنْہُ بَیْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ فَیَغْسِلُ الْاَرْضَ حَتّٰی یَتْرُکَھَا کَالزَّلَفَۃِ ، ثُمَّ یُقَالُ لِلْاَرْضِ اَنْبِتِیْ ثَمَرَتَکِ ، وَرُدِّیْ بَرَکَتَکِ ، فَیَوْمَئِذٍ تَاْکُلُ الْعِصَابَۃُ مِنَ الرُّمَّانَۃِ وَیَسْتَظِلُّوْنَ بِقِحْفِھَا وَیُبَارَکُ فِی الرِّسْلِ حَتّٰی اَنَّ اللِّقْحَۃَ مِنَ الْاِبِلِ لَتَکْفِی الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ ، وَاللِّقْحَۃَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَکْفِی الْقَبِیْلَۃَ مِنَ النَّاسِ ، وَاللِّقْحَۃَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَکْفِی الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَیْنَمَا ھُمْ کَذٰلِکَ اِذْ بَعَثَ اللّٰہُ تَعَالٰی رِیْحًا طَیِّبَۃً فَتَاْخُذُھُمْ تَحْتَ اٰبَاطِھِمْ فَتَقْبِضُ رُوْحَ کُلِّ مُؤْمِنٍ وَکُلِّ مُسْلِمٍ ، وَیَبْقٰی شِرَارُ النَّاسِ یَتَھَارَجُوْنَ فِیْھَا تَھَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَیْھِمْ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ۔

(مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ وابوداؤد صفحہ ۵۹۳)

ترجمہ

حضرت نواس بن سمعانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صبح دجّال کے حالات بیان کئے آپؐ کی آواز کبھی آہستہ ہو جاتی اور کبھی بلند۔ آپؐ اس انداز میں حالات بیان فرمار ہے تھے کہ ہم نے سمجھا شاید دجّال ہمارے قریب ہی کے نخلستان میں موجود ہے۔ جب ہم شام کو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہمارے اس تاثر کا اندازہ لگا کر آپؐ نے فرمایا۔ تمہاری یہ پریشان حالی کیوں؟ ہم نے عرض کیا آپؐ نے صبح دجّال کے حالات بیان کئے تھے آپؐ کی آواز کبھی آہستہ ہو جاتی اور کبھی بلند، اس خاص انداز سے ہم نے یوں محسوس کیا جیسے دجّال اس نخلستان کے کسی حصہ میں اس وقت موجود ہے۔ حضورؐ نے فرمایا تمہارے متعلق مجھے دجّال کے کسی فتنہ کا ڈر نہیں اگر وہ اب ظاہر ہوا جبکہ میں تم میں موجود ہوں تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں اس کا مقابلہ کروں گا اور تم تک اس کا اثر نہیں پہنچنے دوں گا اور اگر وہ میرے بعد ظاہر ہوا تو انسان کو خود اپنے بچاؤ کی تدبیر کرنی چاہئے اگرچہ اللہ تعالیٰ ہی میری بجائے ہر مسلمان کا نگران ہے وہی حفاظت کے سامان کرے گا یعنی جہاں تک ممکن ہو ہر شخص کو اس کے مقابلہ کیلئے تیار رہنا چاہئے (کیونکہ انسان کی کوشش ہی نصرتِ الٰہی کو جذب کرنے کا حقیقی ذریعہ ہے) بہر حال مجھے دجّال کا نظارہ اس رنگ میں دکھایا گیا جیسے وہ ایک گھنگریالے بالوں والا نوجوان ہے جس کی ایک آنکھ کا ڈیلا اُبھرا ہوا ہے اس کی شکل عبدالعزّیٰ بن قطن سے بہت ملتی ہے اس مشابہت کو یاد رکھو اور جس سے کبھی اس کی مٹھ بھیڑ ہو وہ اس کے شر سے بچنے کیلئے سورۃ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے (ان آیات میں دجّال کی سحر کاریوں کا جواب موجود ہے) وہ شام اور عراق کے درمیان کے علاقہ سے ظاہر ہوگا دائیں بائیں جدھر رُخ کرے گا قتل و غارت اور فتنہ و فساد کا بازار گرم کرتا چلا جائے گا (ہر طرف ہاہا کاری مچادے گا) سو اَے خدا کے بندو! تم ثابت قدم رہنا۔ ہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! وہ دنیا میں کتنا عرصہ رہے گا۔ آپؐ نے فرمایا چالیس دن۔ کہیں ایک دن سال کے برابر ہوگا کہیں ایک دن مہینہ کے برابر اور کسی جگہ ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی علاقوں میں ایسے ہی دن ہوں گے جیسے تمہارے دن ہوتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! جہاں دن سال کے برابر ہوگا وہاں کیا اس ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، بلکہ اس کے لئے تمہیں اندازہ سے کام لینا ہوگا۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ دجّال زمین میں کتنی جلدی ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچے گا؟ آپؐ نے فرمایا اس میں ایسے ابرِ باراں کی سی تیزی ہوگی جسے پیچھے سے تیز ہوا دھکیل رہی ہو۔ وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں اپنی طرف بلائے گا وہ لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کا ہر حکم مانیں گے اس پر وہ بادل کو حکم دے گا کہ وہ ان پر بارش برسائے اور زمین کو کہے گا وہ ان کی فصلیں اُگائے اور ان کے کھلے چرنے والے جانور جب شام کو واپس آئیں گے تو ان کی کوہانیں اونچی اور کھیریاں دودھ سے بھری ہوئی ہونگی اور ان کی کوکھیں خوب بھری تنی نظر آئیں گی (غرض ان کے لئے خوب فارغ البالی کے دن ہوں گے) پھر دجّال کچھ اور لوگوں کے پاس جائے گا اور انہیں اپنی طرف بلائے گا لیکن وہ اس کی دعوت کو ردّ کر دیں گے اور اُس کا کہا نہیں مانیں گے۔ دجّال ان سے ناراض ہو کر واپس ہوگا تو وہ سخت قحط کی مصیبت سے دوچار ہو جائیں گے اور ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں رہے گا (ان کا سب کچھ لُٹ جائے گا) ادھر دجّال ویران مقامات سے گزرے گا تو اُن سے کہے گا اے ویرانو! اپنے خزانے اُگل دو تب ان جگہوں کے خزانے اس طرح اُس کے پیچھے بھاگیں گے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کے پیچھے اُڑتی ہیں۔ پھر وہ ایک جوانِ رعنا کو بلائے گا اور اُسے تلوار مار کر دو[2] ٹکڑے کر دے گا اور ان دونوں ٹکڑوں کو ایک تیر کی مسافت پر علیحدہ علیحدہ رکھ کر ان کو آواز دے گا تو وہ دونوں ٹکڑے تیزی سے آکر آپس میں جڑ جائیں گے اور وہ نوجوان ہنستا ہوا شاداں و فرحاں دجّال کے سامنے آکھڑا ہوگا۔ ابھی دجّال اس قسم کے شعبدے دکھا رہا ہوگا کہ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو مبعوث کرے گا جو دمشق کے مشرقی سفید منارے کے پاس دو[2] زرد رنگ کی چادریں پہنے دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے نزول فرما ہوں گے۔ وہ جب اپنا سر جھکائیں گے تو اس سے قطرے گریں گے جب وہ سر اٹھائیں گے تو وہ قطرے موتیوں کی طرح سفید نظر آئیں گے۔ جس کافر تک ان کے سانس کی گرمی پہنچے گی وہ وہیں ڈھیر ہو جائے گا اور ان کے سانس کی گرمی اتنی دُور تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گی پھر وہ دجّال کی تلاش میں نکلیں گے اور بابِ لُد پر اس کو جالیں گے اور اس کو قتل کر دیں گے پھر عیسیٰ ایسے لوگوں کے پاس آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجّال کے اثر سے محفوظ رکھا تھا آپ ان لوگوں کے چہروں سے غبار صاف کریں گے۔ اور جنّت میں اِن کے جو درجات ہیں ان کی انہیں اطلاع دیں گے۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ عیسیٰؑ کو وحی کے ذریعہ خبر دے گا کہ میں نے اب کچھ ایسے لوگ بھی برپا کئے ہیں جن سے جنگ کی کسی میں طاقت نہیں۔ اس لئے تم میرے بندوں کو پہاڑ کی طرف محفوظ طریق سے لے جاؤ۔ غرض ان حالات میں اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو برپا کرے گا۔ وہ ہر بلندی سے تیزی کے ساتھ اترتے دکھائی دیں گے۔ یاجوج ماجوج کی اس ٹڈی دل فوج کے اگلے حصّے جب بحیرہ طبریہ کے پاس سے گزریں گے تو اس کا سارا پانی پی جائیں گے اور جب اس فوج کا آخری حصہ وہاں پہنچے گا تو کہے گا یہاں کبھی پانی ہوا کرتا تھا وہ کہاں گیا۔ ان رُوح فرسا حالات میں اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰؑ علیہ السلام اپنے ساتھیوں سمیت محصور ہو جائیں گے۔ خوراک کی اس قدر قلت ہو جائے گی کہ بیل کا ایک سر آج کے سَو[1] دینار کے مقابلے میں سستا اور اچھا لگے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰؑ اور آپ کے ساتھی اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے یاجوج ماجوج کو ہلاک کرنے کیلئے ان کی گردنوں میں طاعون پیدا کر دے گا جن کی وجہ سے وہ یکدم ہلاک ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰؑ اور آپ کے ساتھی ہموار میدانوں کی طرف اتریں گے لیکن تمام زمین میں ایک بالشت جگہ بھی یاجوج ماجوج کی لاشوں اور ان کی بدبُو سے خالی نہیں ملے گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰؑ اور آپ کے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیجے گا جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی طرح ہوں گی وہ پرندے ان لاشوں کو اٹھا کر وہاں پھینک آئیں گے جہاں پھینکنے کا اللہ تعالیٰ ان کو حکم دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا۔ یہاں تک کہ نہ کوئی مکان بچے گا اور نہ کوئی خیمہ پھر سب کے سب اور ساری کی ساری زمین دُھل جائے گی اور آئینہ کی طرح صاف ہو جائے گی۔ پھر زمین کو کہا جائے گا اپنے پھل اُگا اور اپنی برکت کو واپس لا۔ ایسے بابرکت زمانے میں ایک انار سے ایک پوری جماعت سیر ہوگی اور انار کا آدھا چھلکا اتنا بڑا ہوگا کہ اس کے نیچے ایک پوری جماعت آرام کر سکے گی اور دودھ میں اتنی برکت ہو جائے گی کہ دودھ دینے والی ایک اونٹنی کئی بڑی جماعتوں کے لئے کافی ہوگی اور دودھ دینے والی ایک گائے پورے قبیلہ اور بکری پورے گھرانے کو کفایت کرے گی۔ پس ایسی خوشحالی اور آرام و آسائش کے حالات میں لوگ رہ رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ اور لطیف ہوا چلائے گا جو بغلوں میں سے گزرے گی اور مومنوں کی روح قبض کرتی چلی جائے گی۔ صرف شریر لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح علی الاعلان بدفعلی اور بے حیائی کے مرتکب ہوں گے اور ایسے ہی بدکار اخلاق باختہ لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

فیضان ختم نبوت ازروئے بزرگانِ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت حضرت علیؓ

عبدالرحمان بن سلمی راویت کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ أُقْرِءُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَمَرَّ بِيْ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَاَنَا أُقْرِءُهُمَا وَقَالَ لِيْ اَقْرِءْهُمَا وَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ بِفَتْحِ التَّاءِ۔

(درمنثور مرتبہ امام سیوطی زیر آیت خاتم النبیین)

ترجمہ: میں حضرت حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنھما کو پڑھایا کرتا تھا تو ایک دفعہ جب میں ان صاحبزدگان کو پڑھا رہا تھا حضرت علی بن ابی طالبؓ میرے پاس سے گزرے اور مجھے مخاطب ہو کر فرمایا دیکھو! انہیں خاتم النبیین کا لفظ ''ت'' کی زبر سے پڑھانا۔

❁❁❁

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ قُوْلُوْا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ

(درمنثور جلد ۵ وتکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

اے لوگو! یہ تو کہا کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں مگر یہ نہ کہا کرو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

❁❁❁

شیخ الامام حضرت ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الامام حضرت ابن قتیبہ (متوفی ۲۶۷ھ) سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لَيْسَ هٰذَا مِنْ قَوْلِهَا نَاقِضًا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ لِاَنَّهٗ اَرَادَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ يَنْسَخُ مَا جِئْتُ بِهٖ۔

(تاویل مختلف الاحادیث صفحہ ۲۳۶)

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا) کا یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ کے مخالف نہیں کیونکہ حضور کا مقصد اس فرمان سے یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو میری شریعت کو منسوخ کردینے والا ہو۔

❁❁❁

حضرت امام محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ

برصغیر ہندو پاک کے مشہور محدث اور عالم حضرت امام محمد طاہر متوفی ۹۸۶ھ ۱۵۷۸ء حضرت عائشہؓ کے اس ارشاد کی تشریح فرماتے ہوئے مجمع البحار میں لکھتے ہیں:

" عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قُوْلُوْا إِنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ هٰذَا نَاظِرٌ اِلٰى نُزُوْلِ عِيْسٰى وَهٰذَا اَيْضًا لَا يُنَافِيْ حَدِيْثَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ لِاَنَّهٗ اَرَادَ لَا نَبِيَّ يَنْسَخُ شَرْعَهٗ۔

(درمنثور وتکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

حضرت عائشہؓ کا یہ قول اس بناء پر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بحیثیت نبی اللہ نازل ہونا ہے اور یہ قول لا نبی بعدی کے خلاف بھی نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اس قول سے یہ ہے کہ آپؐ کے بعد ایسا نبی نہیں ہوگا جو آپ کی شریعت منسوخ کردے۔

❁❁❁

حضرت نواب نورالحسن خان صاحب ابن نواب صدیق حسن خان صاحب

حضرت نواب نور الحسن خان صاحب ابن نواب صدیق حسن خان صاحب حدیث لا نبی بعدی کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''حدیث لا وحی بعد موتی بے اصل ہے (یعنی یہ جو خیال پیدا ہوگیا ہے کہ وحی بند ہے جھوٹا خیال ہے بالکل بے اصل ہے)۔ البتہ لا نبی بعدی آیا ہے جس کے معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہیں لائے گا''۔

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۲)

حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام باقر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَقَدْ اٰتَيْنَا اٰلَ اِبْرَاهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اٰتَيْنَا هُمْ مُلْكًا عَظِيْمًا جَعَلَ مِنْهُمُ الرُّسُلَ وَالْاَنْبِيَاءَ وَالْاَئِمَّةَ فَكَيْفَ يُقِرُّوْنَ فِيْ اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيُنْكِرُوْنَهٗ فِيْ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔"

(الصافی فی شرح اصول الکافی جز سوم صفحہ 119)

ترجمہ: حضرت ابوجعفر امام باقر رحمہ اللہ تعالیٰ اللہ جل شانہ کے اس ارشاد فقد اتینا ال ابراہیم الکتب کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آل ابراہیم میں رسول انبیاء اور امام بنائے لیکن عجیب بات ہے کہ لوگ نبوت و امامت کی نعمتوں کا وجود آل ابراہیم میں تو تسلیم کرتے ہیں لیکن آل محمد ﷺ میں ان کے وجود سے انکار کرتے ہیں

❁❁❁

حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محی الدین ابن عربی صاحب فرماتے ہیں۔

"فَالنُّبُوَّةُ سَارِيَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِي الْخَلْقِ وَاِنْ كَانَ التَّشْرِيْعُ قَدِ انْقَطَعَ فَالتَّشْرِيْعُ جُزْءٌ مِنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ"

(فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ باب ۷۳ نمبر ۸۲)

یعنی: نبوت مخلوق میں قیامت کے دن تک جاری ہے گو تشریعی نبوت منقطع ہوگئی ہے پس شریعت، نبوت کے اجزا میں سے ایک جزء ہے۔

اس طرح فرمایا:

اِنَّ النُّبُوَّةَ الَّتِيْ انْقَطَعَتْ بِوُجُوْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اِنَّمَا هِيَ نُبُوَّةُ التَّشْرِيْعِ لَا مُقَامُهَا فَلَا شَرْعَ يَكُوْنُ نَاسِخًا لِشَرْعِهٖ وَلَا يَزِيْدُ فِيْ شَرْعِهٖ حُكْمًا اٰخَرَ وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ ﷺ اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ اَيْ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ يَكُوْنُ عَلٰى شَرْعٍ يُخَالِفُ شَرْعِيْ بَلْ اِذَا كَانَ يَكُوْنُ تَحْتَ حُكْمِ شَرِيْعَتِيْ وَلَا رَسُوْلَ اَيْ لَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ اِلٰى اَحَدٍ مِنْ خَلْقِ اللهِ بِشَرْعٍ يَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ فَهٰذَا هُوَ الَّذِيْ انْقَطَعَ وَسُدَّ بَابُهٗ لَا مُقَامُ النُّبُوَّةِ۔ (فتوحات مکیہ جلد ۲ ص ۳ مطبع دارالکتب العربیہ الکبریٰ مصر)

ترجمہ: وہ نبوت جو آنحضرت ﷺ کے وجود پر ختم ہوئی وہ صرف تشریعی نبوت ہے پس آنحضرت کی شریعت کو منسوخ کرنے والی کوئی شریعت نہیں آسکتی اور نہ اس میں کوئی حکم بڑھا سکتی ہے اور یہ معنی ہیں آنحضرت ﷺ کے اس قول کے کہ رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی اور میرے بعد کوئی رسول یا نبی نہیں آئے گا یعنی میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت کے خلاف کسی اور شریعت پر ہو ہاں اس صورت میں نبی آسکتا ہے جو میری شریعت کے حکم کے ماتحت آئے اور میرے بعد کوئی رسول نہیں یعنی میرے بعد دنیا کے کسی انسان کی طرف کوئی ایسا رسول نہیں آسکتا جو شریعت لے کر آئے اور لوگوں کو اپنی شریعت کی طرف بلانے والا ہو پس یہ وہ قسم نبوت ہے جو بند ہوئی اور اس کا دروازہ بند کردیا گیا ورنہ مقام نبوت بند نہیں۔

❁❁❁

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ملا علی قاری صاحب فرماتے ہیں:۔

قُلْتُ وَمَعَ هٰذَا لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ وَصَارَ نَبِيًّا وَكَذَا لَوْ صَارَ عُمَرُ ؓ نَبِيًّا لَكَانَا مِنْ اَتْبَاعِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَعِيْسٰى وَالْخِضْرِ وَاِلْيَاسَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ فَلَا يُنَاقِضُ قَوْلَهٗ تَعَالٰى خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اِذِ الْمَعْنٰى اَنَّهٗ لَا يَاْتِيْ نَبِيٌّ بَعْدَهٗ يَنْسَخُ مِلَّتَهٗ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ اُمَّتِهٖ۔

(الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعه المعروف بالموضوعات الکبریٰ صفحہ ۱۹۲ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: یعنی میں کہتا ہوں کہ اس کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا فرمانا کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوجاتا اور اگر اسی طرح اگر عمرؓ نبی ہوجاتا تو یہ دونوں آنحضرت ﷺ کے متبعین میں سے ہوتے جیسا کہ عیسیٰ خضر اور الیاسؑ۔ پس یہ ارشاد ''خاتم النبیین'' کے مخالف نہیں کیونکہ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آنحضرت ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کی امت سے نہ ہو۔

❁❁❁

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن علی حسین الحکیم الترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن علی حسین الحکیم الترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَمَعْنَاهُ عِنْدَنَا أَنَّ النُّبُوَّةَ تَمَّتْ بِأَجْمَعِهَا لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجُعِلَ قَلْبُهُ بِكَمَالِ النُّبُوَّةِ وِعَاءً عَلَيْهَا ثُمَّ خُتِمَ" (کتاب ختم الاولیاء صفحہ 241)

ترجمہ: ہمارے نزدیک خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ نبوت اپنے جملہ کمالات اور پوری شان کے ساتھ محمد ﷺ میں جمع ہو گئے ہے سو خدا تعالیٰ نے آپ ﷺ کے قلب مبارک کو کمال نبوت کے جمع کرنے کے لئے بطور برتن قرار دیا ہے اور اس پر مہر لگا دی ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"يَظُنُّ أَنَّ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ تَأْوِيلُهُ أَنَّهُ آخِرُهُمْ مَبْعَثًا فَأَيُّ مَنْقَبَةٍ فِي هٰذَا؛ وَأَيُّ عِلْمٍ فِي هٰذَا؛ هٰذَا تَأْوِيلُ الْبُلْهِ الْجَهَلَةِ" (کتاب ختم الاولیاء صفحہ 341)

ترجمہ: یہ جو گمان کیا جاتا ہے کہ خاتم النبیین کی تاویل یہ ہے کہ آپ مبعوث ہونے کے اعتبار سے آخری نبی ہیں بھلا اس میں آپ کی کیا فضیلت وشان ہے؟ اور اس میں کون سی علمی بات ہے؟ یہ تو احمقوں اور جاہلوں کی تاویل ہے۔

❁❁❁

حضرت سید عبد الکریم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

"فَانْقَطَعَ حُكْمُ نُبُوَّةِ التَّشْرِيعِ بَعْدَهُ وَكَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ لِأَنَّهُ جَاءَ بِالْكَمَالِ وَلَمْ يَجِيءْ أَحَدٌ بِذٰلِكَ" (الانسان الکامل جلد 1 صفحہ 98 مطبوعہ مصر)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت تشریعی کا انقطاع ہو گیا۔ اور آنحضرت ﷺ خاتم النبیین قرار پا گئے آپ ایسی کامل شریعت لے آئے جو اور نبی کوئی نہ لایا۔

❁❁❁

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مولانا روم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

فکر کن در راہِ نیکو خدمتے
تا نبوت یابی اندر امتے

(مفتاح العلوم، شرح مثنوی مولانا روم، جلد 13، دفتر 5 حصہ اول صفحہ 98,152)

نیکی کی راہ میں خدمت کی ایسی تدبیر کر کہ تجھے اُمت کے اندر نبوت مل جائے۔

اسی طرح ایک اور مقام میں فرمایا:

"بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود
مثل اونے بود نے خواہند بود
چونکہ در صنعت برد استاد دست
نے تو گوئی ختم صنعت بر تو ہست"

(مثنوی مولانا روم دفتر ششم صفحہ 8)

یعنی: آنحضرت ﷺ کا نام اس لئے خاتم النبیین رکھا گیا کہ آپ کے برابر نہ تو کوئی پہلے لوگوں میں گزرا ہے اور نہ آئندہ گذرے گا۔ دیکھو جب کوئی ماہر فن کسی صنعت میں سب سے آگے نکل جاتا ہے تو کیا تم اُس کے متعلق یہ نہیں کہتے کہ اس پر صنعت ختم ہوگئی؟ پس سمجھ لو اس معنی میں آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہوئی ہے۔

❁❁❁

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"فَالْعَقْلُ خَاتَمُ الْكُلِّ وَالْخَاتَمُ يَجِبُ أَنْ يَكُونَ أَفْضَلَ أَلَا تَرٰى أَنَّ رَسُولَنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ كَانَ أَفْضَلَ الْأَنْبِيَاءِ" (تفسیر کبیر رازی جلد 6 صفحہ 31)

ترجمہ: عقل تمام کی خاتم ہے اور خاتم کے لئے واجب ہے کہ وہ افضل ہو دیکھو ہمارے رسول ﷺ خاتم النبیین ہوئے تو سب نبیوں سے افضل قرار پائے۔

شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ اپنی کتاب "الیواقیت الجواہر" میں فرماتے ہیں:- "اِعْلَمْ أَنَّ مُطْلَقَ النُّبُوَّةِ لَمْ تَرْتَفِعْ إِنَّمَا ارْتَفَعَ نُبُوَّةُ التَّشْرِيعِ" اسی طرح فرمایا فَقَطْ فَقَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا رَسُولَ بَعْدِي أَيْ مَا ثَمَّ مَنْ يُشَرِّعُ بَعْدِي شَرِيعَةً خَاصَّةً۔

(الیواقیت والجواہر جلد ۲۔ صفحہ ۳۵)

حضرت امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں "جان لو کہ مطلق نبوت نہیں اٹھی۔ صرف تشریعی نبوت منقطع ہوئی ہے"۔

پھر لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا رَسُولَ بَعْدِي سے مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص شریعت خاصہ کے ساتھ تشریعی نبی نہیں ہوگا۔

❁❁❁

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:-

خُتِمَ بِهِ النَّبِيُّونَ أَيْ لَا يُوجَدُ بَعْدَهُ مَنْ يَأْمُرُهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ بِالتَّشْرِيعِ عَلَى النَّاسِ۔ (تفہیمات الٰہیہ۔ تفہیم صفحہ ۵۳)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ پر نبی ختم ہو گئے یعنی آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں ہوسکتا جس کو اللہ تعالیٰ شریعت دے کر مبعوث کرے۔

❁❁❁

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

"حصول کمالات نبوت مر تابعاں را بطریق تبعیت و وراثت بعد از بعثت خاتم الرسل علیہ و علی جمیع الانبیاء والرسل الصلوٰۃ و التحیات منافی خاتمیت او نیست فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ"

(مکتوبات احمدیہ جلد اول مکتوب 301 صفحہ 432)

"یعنی آنحضرت ﷺ کے متبعین کے لئے آپ ﷺ کی پیروی میں اور آپ ﷺ کے روحانی ورثہ کے طور پر نبوت کے کمالات کا حاصل کرنا آپ کی ختم نبوت کے خلاف نہیں۔ پس تم اس معاملہ میں ہرگز شک کرنے والے لوگوں میں سے مت بنو۔"

علامہ عبد الحی ؒ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ عبد الحی ؒ لکھنوی صاحب لکھتے ہیں۔

"علمائے اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہوسکتا اور نبوت آپ کی تمام مکلفین کو شامل ہے اور جو نبی آپ کے ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا"

(دافع الوساوس فی اثر ابن عباس ص ۳۔ مطبع یوسفی واقع فرنگی محل لکھنؤ)

❁❁❁

مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں:۔

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی"۔

(تحذیر الناس از مولانا محمد قاسم نانوتوی۔ صفحہ ۵۔ دار الاشاعت اُردو بازار کراچی)

نیز فرماتے ہیں کہ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"

(تحذیر الناس از مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب صفحہ ۳۴)

❁❁❁

حضرت امام علامہ السید محمد بن عبد الرسول الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنی کتاب "الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ" میں بحوالہ امام ملا علی قاری فرماتے ہیں:۔

"اما حدیث لا وحی بعدی فباطل لا اصل له نعم ورد لا نبی بعدی و معناہ عند العلماء لا یحدث بعدہ نبی بشرع ینسخ شرعه"

یعنی یہ حدیث کہ میرے بعد وحی نہیں باطل اور بے اصل ہے ہاں لا نبی بعدی آیا ہے جس کے معنے علماء کے نزدیک یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرنے والا ہو۔ ❁❁❁

علامہ صدیق حسن خان بھوپالوی صاحب

"فهو ان کان خلیفة فی الامة المحمدیه فهو رسول ونبی و کریم علی حاله (حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۶)

یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام باوجود اس بات کے کہ وہ امت محمدیہ کے ایک خلیفہ ہوں گے پھر بھی بدستور رسول اور نبی ہوں گے۔ ❁

ختم نبوت کے متعلق

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہودؑ کے ارشاداتِ مبارکہ

بانی جماعت احمدیہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام ختم نبوت کے بارے میں اپنے اور اپنی جماعت کے ایمان و ایقان کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

’’ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبّ لُباب یہ ہے کہ لا الٰہ الّا اللہ محمد رّسول اللہ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّن و خیر المرسلین ہیں‘‘۔

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۳۷۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۶۸)

❀❀❀

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

(الاحزاب سورۃ نمبر 33 آیت 40)

ترجمہ: محمد تمہارے (جیسے) مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں، بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں کا خاتم ہے۔ اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اُتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے اُن سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت ﷺ کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے کہ آپؐ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا۔ اور پھر آپؐ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے۔ اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپؐ ہی سے مخصوص تھی کہ آپؐ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا۔ اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت اُن میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ اُن کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا۔ بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔ پس بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے۔ بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی۔ اور ختم نبوت آپؐ پر نہ صرف زمانہ کے تاخر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے۔ اور چونکہ صفات الٰہیہ کے مظہر اتم تھے اس لئے آپؐ کی شریعت صفات جلالیہ و جمالیہ دونوں کی حامل تھی۔ اور آپؐ کے دو نام محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی غرض سے ہیں۔ اور آپؐ کی نبوت عامہ میں کوئی حصہ بخل کا نہیں بلکہ وہ ابتداء سے تمام دنیا کیلئے ہے۔‘‘ (لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۶)

❀❀❀

’’میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظلّ ہے نہ کہ اصل نبوت اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ہے، ایسا ہی میرا نام اُمّتی بھی رکھا ہے۔ تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپؐ کے ذریعہ ملا ہے۔‘‘ (حقیقۃ الوحی صفحہ 150 رُوحانی خزائن جلد 22 صفحہ 154)

❀❀❀

عقیدہ کے رُو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے۔‘‘ (کشتی نُوح صفحہ 15 روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۵)

❀❀❀

’’میں مسلمان ہوں قرآن کریم کو خاتم الکتب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتا ہوں۔‘‘ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۰۷)

’’یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوتِ یقین، معرفت و بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے......‘‘

(الحکم جلد ۹ صفحہ ۹ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۵ صفحہ ۶)

❀❀❀

’’مجھ پر اور میری جماعت پر جو الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیّن نہیں مانتے۔ یہ ہم پر افتراء عظیم ہے ہم جس قوت یقین و معرفت اور بصیرت سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اُس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے۔ انہوں نے باپ دادا سے ایک لفظ سُنا ہوا ہے۔ مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے۔ اس پر ایمان لانے کا مضمون کیا ہے۔ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۴۲)

❀❀❀

’’پس بلاشبہ خدا تعالیٰ کا حسن اور احسان جو سرچشمہ محبت کا ہے سب سے زیادہ اس پر ایمان لانا ہمارے حصّہ میں آ گیا ہے اور مسلمانوں میں سے سخت نادان اور بدقسمت وہ لوگ ہیں جو اس کے کمالِ حسن اور احسان کے انکاری ہیں۔ ایک طرف تو اس کی مخلوق کو اس کی صفاتِ خاصہ میں حصّہ دار ٹھہرا کر توحید باری پر دھبّہ لگاتے اور اس کے حسن وحدانیت کی چمک کو شراکتِ غیر سے تاریکی کے ساتھ بدلتے ہیں اور پھر دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابدی فیض سے ایسا اپنے تئیں محروم جانتے ہیں کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ زندہ چراغ نہیں ہیں بلکہ مُردہ چراغ ہیں جن کے ذریعہ سے دوسرا چراغ روشن نہیں ہو سکتا۔ وہ اقرار رکھتے ہیں کہ موسیٰ نبی زندہ چراغ تھا جس کی پیروی سے صدہا نبی چراغ ہو گئے۔ اور مسیح اسی کی پیروی تیس برس تک کر کے اور توریت کے احکام کو بجا لا کر اور موسیٰؑ کی شریعت کا جوآ اپنی گردن پر لے کر نبوت کے انعام سے مشرف ہوا۔ مگر ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کسی کو کوئی روحانی انعام عطا نہ کر سکی بلکہ ایک طرف تو آپ حسب آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ (الاحزاب:41) اولاد نرینہ سے جو ایک جسمانی یادگار تھی محروم رہے اور دوسری طرف روحانی اولاد بھی آپ کو نصیب نہ ہوئی جو آپ کے روحانی کمالات کی وارث ہوتی۔ اور خدا تعالیٰ کا یہ قول وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب:41) بے معنی رہا۔ ظاہر ہے کہ زبان عرب میں لٰكِنْ کا لفظ استدراک کیلئے آتا ہے یعنی جو امر حاصل نہیں ہو سکا اس کے حصول کی دوسرے پیرایہ میں خبر دیتا ہے جس کے رُو سے اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی نرینہ اولاد کوئی نہیں تھی مگر رُوحانی طور پر آپ کی اولاد بہت ہو گی اور آپ نبیوں کے لئے مُہر ٹھیرائے گئے ہیں۔ یعنی آئندہ کوئی نبوت کا کمال بجز

آپ کی پیروی کی مُہر کے کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔ غرض اس آیت کے یہ معنے تھے جن کو اُلٹا کر نبوت کے آئندہ فیض سے انکار کر دیا گیا۔ حالانکہ اس انکار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سراسر مذمّت اور منقصت ہے۔ کیونکہ نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلّی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کردے اور رُوحانی امور میں اس کی پوری پرورش کر کے دکھلاوے۔

(چشمۂ مسیحی صفحہ 73.74)

❀❀❀

”یہ الزام جو میرے پر لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں۔ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدار و متابعت سے باہر ہو جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا نبوت کا دعویٰ میرے نزدیک کفر ہے۔ نہ صرف آج سے بلکہ ہر ایک کتاب میں میں ہمیشہ یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ سراسر میرے پر تہمت ہے۔“

(اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

❀❀❀

” میں بڑے یقین اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمالات نبوت ختم ہوگئے۔ وہ شخص جھوٹا اور مفتری ہے جو آپ کے خلاف کسی سلسلہ کو قائم کرتا ہے اور آپ کی نبوت سے الگ ہو کر کوئی صداقت پیش کرتا ہے اور چشمہ نبوت کو چھوڑتا ہے۔ میں کھول کر کہتا ہوں کہ وہ شخص لعنتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا آپؐ کے بعد کسی اور کو نبی یقین کرتا ہے اور آپ کی ختم نبوت کو توڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی ایسا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا جس کے پاس مہر نبوت محمدیؐ نہ ہو۔ ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کھائی ہے کہ وہ ختم نبوت کو توڑ کر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اُتارتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور آپ کی ابدی نبوت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ تیرہ سو برس کے بعد بھی آپؐ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپؐ کی اُمت میں وہی مہر نبوت لے کر آتا ہے...... یہ وہ بات ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپکی زندگی کا ثبوت ہوتا ہے“

(اخبار الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۱)

❀❀❀

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا جس کے لوازم میں سے محبت اور تعظیم اور اطاعت آنحضرتؐ ہے۔ اس کا ضروری نتیجہ یہ ہے کہ انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اگر کوئی گناہ کی زہر کھا چکا ہے تو محبت اور اطاعت اور پیروی کے تریاق سے اس زہر کا اثر جاتا رہتا ہے۔ جب ایک انسان سچے دل سے ہمارے نبیؐ پر ایمان لاتا ہے اور آپؐ کی تمام عظمت اور بزرگی کو مان کر پورے صدق وصفا اور محبت اور اطاعت سے آپؐ کی پیروی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ کامل اطاعت کی وجہ سے فنا کے مقام تک پہنچ جاتا ہے تب اس تعلق شدید کی وجہ سے جو آپؐ کے ساتھ ہو جاتا ہے وہ الٰہی نور جو آنحضرتؐ پر اُترتا ہے اُس سے یہ شخص بھی حصہ لیتا ہے...... پھر اس نور سے قوت پاکر اعلیٰ درجہ کی نیکیاں اُس سے ظاہر ہوتی ہیں اور اس کے ہر عضو میں سے محبت الٰہی کا نور چمک اُٹھتا ہے۔

(ریویو آف ریلیجنز جلد ا صفحہ ۵ صفحہ ۲۰۲)

❀❀❀

”کہتے ہیں کہ دروازہ مکالمات ومخاطبات کا اس وجہ سے بند ہو گیا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

(الاحزاب:41)

یعنی آنحضرت ﷺ چونکہ خاتم النبیّن ہیں اس لئے آپؐ کے بعد یہ فیض اور فضل بند ہو گیا۔ مگر ان کی عقل اور علم پر افسوس آتا ہے کہ یہ نادان اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر ختم نبوّت کے ساتھ ہی معرفت اور بصیرت کے دروازے بھی بند ہو گئے تو آنحضرت ﷺ (معاذ اللہ) خاتم النبیّن تو کجا نبی بھی ثابت نہ ہوں گے۔ کیونکہ نبی کی آمد اور بعثت تو اس غرض کے لئے ہوتی ہے تا کہ اللہ تعالیٰ پر ایک یقین اور بصیرت پیدا ہو اور ایسا ایمان ہو جو لذیذ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے تصرّفات اور اس کی قدرتوں اور صفات کی تجلّی کو انسان مشاہدہ کرے اور اس کا ذریعہ بھی اس کے مکالمات ومخاطبات اور خوارق عادات ہیں لیکن جب یہ دروازہ ہی بند ہو گیا تو پھر اس بعثت سے فائدہ کیا ہوا؟ میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی ہرگز قدر نہیں کی اور آپؐ کی شانِ عالی کو بالکل نہیں سمجھا ورنہ اس قسم کے بیہودہ خیالات یہ نہ تراشتے۔ اس آیت کے اگر یہ معنے جو یہ پیش کرتے ہیں تسلیم کر لئے جاویں تو پھر گویا آپ کو نعوذ باللہ ابتر ماننا ہوگا۔ کیونکہ جسمانی اولاد کی نفی تو قرآن شریف کرتا ہے اور رُوحانی کی یہ نفی کرتے ہیں تو پھر باقی کیا رہا۔

اصل بات یہ ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کا عظیم الشان کمال اور آپ کی قوتِ قدسیہ کا زبردست اثر بیان کرتا ہے کہ آپؐ کی روحانی اولاد اور رُوحانی تاثیرات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ آئندہ اگر کوئی فیض اور برکت کسی کو مل سکتی ہے تو اسی وقت اور اسی حالت میں مل سکتی ہے جب وہ آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع میں کھویا جاوے اور فنا فی الرسول کا درجہ حاصل کرلے۔ بدُوں اس کے نہیں۔ اور اگر اس کے سوا کوئی شخص ادعائے نبوت کرے تو وہ کذّاب ہوگا۔ اس لئے نبوت مستقلہ کا دروازہ بند ہو گیا اور کوئی ایسا نبی جو بجز آنحضرت ﷺ کی اتباع اور ورزش شریعت اور فنا فی الرسول ہونے کے مستقل نبی صاحب شریعت نہیں ہوسکتا۔ ہاں فنا فی الرسول اور آپ کے اُمتی اور کامل متبعین کے لئے یہ دروازہ بند نہیں کیا گیا۔ اسی لئے براہین میں یہ الہام درج ہے "كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ"۔ یعنی یہ مخاطبات اور مکالمات کا شرف جو مجھے دیا گیا ہے یہ محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا طفیل ہے اور اسی لئے یہ آپؐ ہی سے ظہور میں آرہے ہیں۔ جس قدر تاثیرات اور برکات وانوار ہیں وہ آپؐ ہی کے لئے ہیں“۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 428 تا 430 ایڈیشن ۲۰۰۳) ❀❀

اب شفیع صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

”نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اِسی دُنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زِندہ رہے۔

مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے۔ موسیٰ نے وہ متاع پائے جس کو قرونِ اُولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائے جس کو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے۔ مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھ کر“۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۳)

زِندہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

” میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے (ہزار ہزار درُود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا۔ اور اُس کی تاثیر قُدسی کا اندازہ کرنا اِنسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دُنیا سے گُم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دُنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ محبت کی“۔ (حقیقۃ الوحی ۱۱۴)

محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں احمد علیہ السلام کے ترانے

انتخاب از منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام

بزبانِ عربی:

بزبانِ عربی	ترجمہ
يَا عَيْنَ فَيْضِ اللّٰهِ وَالْعِرْفَانِ	اے خدا کے فیض اور عرفان کے چشمے
يَسْعٰى اِلَيْكَ الْخَلْقُ كَالظَّمْاٰنِ	لوگ تیری طرف سخت پیاسے کی طرح دوڑے آتے ہیں
يَا بَحْرَ فَضْلِ الْمُنْعِمِ الْمَنَّانِ	اے منعم ومنّان کے فضل کے سمندر
تَهْوِيْ اِلَيْكَ الزُّمَرُ بِالْكِيْزَانِ	لوگ کوزے لئے تیری طرف بھاگے آرہے ہیں
يَا شَمْسَ مُلْكِ الْحُسْنِ وَالْاِحْسَانِ	اے حُسن واحسان کے ملک کے آفتاب
نَوَّرْتَ وَجْهَ الْبَرِّ وَالْعُمْرَانِ	تونے ویرانوں اور آبادیوں کا چہرہ روشن کردیا
قَوْمٌ رَأَوْكَ وَاُمَّةٌ قَدْ اُخْبِرَتْ	ایک قوم نے تجھے آنکھ سے دیکھا اور ایک قوم نے
مِنْ ذٰلِكَ الْبَدْرِ الَّذِيْ اَصْبَانِيْ	اس بدر کی خبریں سنیں جس نے مجھے اپنا دیوانہ بنایا ہے
يَا لَلْفَتٰى مَاحُسْنُهٗ وَجَمَالُهٗ	واہ کیا ہی خوش شکل اور خوبصورت جوان ہے
رَيَّاهُ يُصْبِي الْقَلْبَ كَالرَّيْحَانِ	جس کی خوشبو دل کو ریحان کی طرح شیفتہ کرلیتی ہے
وَجْهُ الْمُهَيْمِنِ ظَاهِرٌ فِيْ وَجْهِهٖ	اس کے چہرہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے
وَشُئُوْنُهٗ لَمَعَتْ بِهٰذَا الشَّانِ	اور اس کی شان سے خدا کی شان نمایاں ہوگئی ہے
فَلِذَا يُحَبُّ وَيُسْتَحَقُّ جَمَالُهٗ	اسی لئے وہ محبوب ہے اور اس کا جمال اس لائق ہے کہ تمام
شَغَفًا بِهٖ مِنْ زُمْرَةِ الْاَخْدَانِ	دوستوں کو چھوڑ کر اسی کے جمال سے دلبستگی پیدا کی جائے
سُجُحٌ كَرِيْمٌ بَاذِلٌ خِلُّ التُّقٰى	خوش خو، کریم، سخی، عاشق تقویٰ
خِرْقٌ وَفَاقَ طَوَائِفَ الْفِتْيَانِ	کریم الطبع اور تمام اسخیاء سے بڑھ کر سخی
فَاقَ الْوَرٰى بِكَمَالِهٖ وَجَمَالِهٖ	اپنے کمال اور جمال اور جلال اور تازگی دل کے
وَجَلَالِهٖ وَجَنَانِهِ الرَّيَّانِ	سب سے تمام مخلوق سے بڑھا ہوا ہے
لَا شَكَّ اَنَّ مُحَمَّدًا خَيْرُ الْوَرٰى	بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر الوریٰ
رِيْقُ الْكِرَامِ وَنُخْبَةُ الْاَعْيَانِ	برگزیدہ کرام اور چنیدہ اعیان ہیں
تَمَّتْ عَلَيْهِ صِفَاتُ كُلِّ مَزِيَّةٍ	ہر قسم کی فضیلت کی صفات آپؐ کے وجود میں اپنے کمال کو
خُتِمَتْ بِهٖ نَعْمَاءُ كُلِّ زَمَانِ	پہنچی ہوئی ہیں اور ہر زمانہ کی نعمتیں آپؐ کی ذات پر ختم ہیں
وَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا كَرِدَافَةٍ	اللہ کی قسم! آنحضرتؐ شاہی دربار کے سب سے اعلیٰ افسر کیطرح ہیں
وَبِهِ الْوُصُوْلُ بِسُدَّةِ السُّلْطَانِ	اور آپؐ ہی کے ذریعہ سے دربار سلطانی میں رسائی ہوسکتی ہے
يَارَبِّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ دَائِمًا	اے میرے رب اپنے اس نبی پر ہمیشہ درود بھیج
فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا وَبَعْثٍ ثَانِيْ	اِس دنیا میں بھی اور دوسرے بعث میں بھی
يَاسَيِّدِيْ قَدْ جِئْتُ بَابَكَ لَاهِفًا	میرے آقا! میں سخت غمزدہ ہوکر تیرے دروازہ پر آیا ہوں
وَالْقَوْمُ بِالْاِكْفَارِ قَدْ اٰذَانِيْ	اور قوم نے مجھے کافر کہہ کر ستایا ہے
لِلّٰهِ دَرُّكَ يَا اِمَامَ الْعَالَمِ	آفرین تجھے اے امامِ جہاں
اَنْتَ السَّبُوْقُ وَسَيِّدُ الشُّجْعَانِ	تو سب سے بڑھا ہوا اور شجاعوں کا سردار ہے
اُنْظُرْ اِلَيَّ بِرَحْمَةٍ وَتَحَنُّنٍ	مجھ پر رحم اور محبت کی نظر کر!
يَاسَيِّدِيْ اَنَا اَحْقَرُ الْغِلْمَانِ	اے میرے آقا میں تیرا ایک ناچیز غلام ہوں
يَاحِبِّ اِنَّكَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّةً	اے میرے پیارے تیری محبت میری جان
فِيْ مُهْجَتِيْ وَمَدَارِكِيْ وَجَنَانِيْ	میرے سر اور دماغ میں رچ گئی ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 594)

بزبانِ فارسی:

عجب نوریست در جانِ محمدؐ	عجب لعلیست در کانِ محمدؐ
ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف	کہ گردد از محبّانِ محمدؐ
عجب دارم دل آں ناکساں را	کہ رُو تابند از خوانِ محمدؐ
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم	کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ
خدا زاں سینہ بیزار ست صد بار	کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ
خُدا خود سوزد آں کِرمِ دنی را	کہ باشد از عدوانِ محمدؐ
اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس	بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت	بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش	محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ
سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ	دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم	نثارِ رُوئے تابانِ محمدؐ
دریں رہ گر کشندم ور بسوزند	نتابم رُو زِ ایوانِ محمدؐ
بکارِ دیں نترسم از جہانے	کہ دارم رنگ ایمانِ محمدؐ
بسے سہلست از دُنیا بریدن	بیادِ حُسن و احسانِ محمدؐ
فدا شد در رہش ہر ذرّۂ من	کہ دیدم حُسنِ پنہانِ محمدؐ
دگر اُستاد را نامے ندانم	کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ
بدیگر دلبرے کارے ندارم	کہ ہستم کُشتۂ آنِ محمدؐ
مرا آں گوشۂ چشمے بباید	نخواہم جز گلستانِ محمدؐ
دلِ زارم بہ پہلویم مجوئید	کہ بستیمش بدامانِ محمدؐ
من آں خوش مرغ از مرغانِ قدسم	کہ دارد جا بہ بستانِ محمدؐ
تو جانِ ما منوّر کر دی از عشق	فدایت جانم اے جانِ محمدؐ
دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ	نباشد نیز شایانِ محمدؐ
چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں راہ	کہ ناید کس بہ میدانِ محمدؐ
اَلا اے دشمنِ نادان و بے راہ	بترس از تیغ بُرّانِ محمدؐ
رہِ مولیٰ کہ گم کردند مردم	بجو در آل و اَعوانِ محمدؐ
اَلا اے منکر از شانِ محمدؐ	ہم از نور نمایانِ محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشاں است	بیا بنگر زِ غلمانِ محمدؐ

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان میں ایک عجیب نور ہے۔ محمدؐ کی کان میں ایک عجیب وغریب لعل ہے۔ دل اُس وقت ظلمتوں سے پاک ہوتا ہے جب وہ محمدؐ کے محبوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ مَیں اُن نالائقوں کے دلوں پر تعجب کرتا ہوں جو محمدؐ کے دستر خوان سے منہ پھیرتے ہیں۔ دونوں جہان میں مَیں کسی شخص کو نہیں جانتا جو محمدؐ کی سی شان وشوکت رکھتا ہو۔ خدا اُس دل سے سخت بیزار ہے جو محمدؐ سے کینہ رکھتا ہو۔ خدا خود اس ذلیل کیڑے کو جلا دیتا ہے جو محمدؐ کے دشمنوں میں سے ہو۔ اگر تو نفس کی بدمستیوں سے نجات چاہتا ہے تو محمدؐ کے مستانوں میں سے ہو جا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تیری تعریف کرے تو تہِ دل سے محمدؐ کا مدح خوان بن جا۔ اگر تو اس کی سچائی کی دلیل چاہتا ہے تو اس کا عاشق بن جا کیونکہ محمدؐ ہی خود محمدؐ کی دلیل ہے۔ میرا سر احمدؐ کی خاکِ پا پر نثار ہے اور میرا دل ہر وقت محمدؐ پر قربان۔ رسول اللہ کی زلفوں کی قسم کہ میں محمدؐ کے نورانی چہرے پر قربان

ہوں۔اس راہ میں اگر مجھے قتل کر دیا جاوے یا جلا دیا جاوے تو پھر بھی میں محمدؐ کی بارگاہ سے منہ نہیں پھیروں گا۔دین کے معاملہ میں مَیں سارے جہان سے بھی نہیں ڈرتا کہ مجھ میں محمدؐ کے ایمان کا رنگ ہے۔دُنیا سے قطع تعلق کرنا نہایت آسان ہے بس محمدؐ کے حسن واحسان کو یاد کر لے۔اس کی راہ میں میرا ہر ذرّہ قربان ہے کیونکہ مَیں نے محمدؐ کا مخفی حُسن دیکھ لیا ہے۔مَیں اور کسی استاد کا نام نہیں جانتا کیونکہ مَیں تو محمدؐ کے مدرسہ میں پڑھا ہوں۔کسی معشوق سے مجھے واسطہ نہیں کہ مَیں تو محمدؐ کے ناز و ادا کا مقتول ہوں۔مجھے تو اسی آنکھ کی نظرِ مہر درکار ہے مَیں محمدؐ کے باغ کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا۔میرے زخمی دل کو میرے پہلو میں تلاش نہ کرو کہ اُسے تو ہم نے محمدؐ کے دامن سے باندھ دیا ہے۔مَیں طائرانِ قدس میں سے وہ اعلیٰ پرندہ ہوں جو محمدؐ کے باغ میں بسیرا رکھتا ہے۔تو نے عشق کی وجہ سے ہماری جان کو روشن کر دیا اے محمدؐ کی جان! تجھ پر میری جان فدا ہو۔اگر اس راہ میں مَیں سو جان سے قربان ہو جاؤں تو بھی مجھے یہ افسوس رہے گا کہ یہ محمدؐ کی شان کے شایاں نہیں ہے۔اس جوان کو کس قدر رعب دیا گیا ہے کہ محمدؐ کے میدان میں کوئی بھی (مقابلہ پر) نہیں آتا۔اے نادان اور گمراہ دشمن ہوشیار ہو جا اور محمدؐ کی کاٹنے والی تلوار سے ڈر!!۔خدا کے اِس راستہ کو جسے لوگوں نے بھلا دیا ہے تُو محمدؐ کے آل اور انصار میں ڈھونڈ۔خبردار ہو جاے وہ شخص جو محمدؐ کی شان اور نیز محمدؐ کے چمکتے ہوئے نُور سے منکر ہے۔کہ اگرچہ کرامت اب ہر جگہ مفقود ہے۔مگر تُو آ اور اُسے محمدؐ کے غلاموں میں دیکھ لے۔

❁❁❁

بزبانِ اردو

۱

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلینؐ

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے

دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فِدا

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے ربّ الوریٰ

۲

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اُس نے ہیں اُتارے
میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے سب اُس نے کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نِعْمُ الْعطا یہی ہے

آنکھ اُس کی دُوربیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عینُ الضِّیا یہی ہے

جو راز دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ہم تھے دلوں کے اندھے سو سو دلوں میں پھندے
پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم صفحہ ۴۸)

۳

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اُٹھو دیکھو سُنایا ہم نے

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہرچند
ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے

آؤ لوگو! کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

آج ان نوروں کا اِک زور ہے اِس عاجز میں
دِل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

جب سے یہ نور ملا نورِ پیمبر سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

موردِ قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کی ہم
جب سے عشق اُس کا تہِ دل میں بٹھایا ہم نے

تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
اپنے سینہ میں یہ ایک شہر بسایا ہم نے

ترے مُنہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

نور دکھلا کے ترا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دِل آتشِ سوزاں میں جلایا ہم نے

نقشِ ہستی تری اُلفت سے مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرہ تری رہ میں اُڑایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے

چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے

دلبرا! مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲۴ مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دیں کا پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار

پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اک معجزہ
معنیٔ رازِ نبوت ہے اِسی سے آشکار

نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اِک نور تھے
قومِ وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار

روشنی میں مہرِ تاباں کی بھلا کیا فرق ہو
گرچہ نکلے روم کی سرحد سے یا از زنگ بار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷ مطبوعہ ۱۹۰۸ء روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۲۷)

برکاتِ دُرود کے متعلق رؤیا

بانی جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”ایک رات اِس عاجز نے اِس کثرت سے دُرود شریف پڑھا کہ دِل وجان معطر ہو گیا۔اسی رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آبِ زُلال کی شکل پر نُور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔اور ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ وُہی برکات ہیں جو تو نے محمد ﷺ کی طرف بھیجی تھیں ﷺ“

(براہین احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۵۴۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

”ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت ﷺ پر دُرود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا۔کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق ہیں۔وہ بجز وسیلہ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں۔جیسا کہ خدا فرماتا ہے وابتغوا الیہِ الوسیلة۔تب ایک مدّت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستہ سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور اُن کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھٰذَا بِمَا صَلَّیْتَ عَلٰی مُحَمَّدٍ“۔

(حقیقة الوحی صفحہ ۱۲۸)

نذرانہ درود وسلام بحضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

منجانب

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرتبہ بشیر الدین الہ دین۔ سکندرآباد)

(۱) ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ سَيِّدِ الرُّسُلِ وَالْاَنْبِيَاءِ اَصْفَى الْاَصْفِيَاءِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ'' (کرامات الصادقین)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار رحمن، رحیم جزا سزا کے دِن کا مالک ہے۔ اور درود وسلام ہو تمام نسلِ آدم اور جمیع انبیاء ورُسل کے سردار اور جملہ برگزیدوں سے بزرگ تر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب آل واصحاب پر۔

(۲) ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَرَسُوْلِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ۔ رَبِّ اَمْطِرْ مَطَرَ السُّوْءِ عَلٰى مُكَذِّبِيْهِ وَاجْعَلْنَا مِنَ الْمَنْصُوْرِيْنَ'' (کرامات الصادقین صفحہ ۱۰۶)

ترجمہ: تمام تعریفین خدا کے لئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور سلامتی ہو ہمارے آقا اور رسول اور خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ اے میرے ربّ! آپؐ کے مکذبین پر عذاب نازل کر اور ہمیں غلبہ پانے والوں میں شامل فرما۔

(۳) ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى قَوْمٍ مُّوْجَعٍ سِيَّمَا عَلٰى اِمَامِ الْاَصْفِيَاءِ وَسَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰى وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ'' (ازالہ اوہام صفحہ ۳)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں اور سلامتی ہو تکالیف برداشت کرنے والی قوم پر خاص طور پر برگزیدوں کے امام اور انبیاء کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی سب آل اور اصحاب پر۔

(۴) ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ رُسُلِهٖ وَصَفْوَةِ اَحِبَّتِهٖ وَخِيَرَتِهٖ مِنْ خَلْقِهٖ وَمِنْ كُلِّ مَا ذَرَءَ وَبَرَءَ وَخَاتَمِ اَنْبِيَائِهٖ وَفَخْرِ اَوْلِيَائِهٖ سَيِّدِنَا وَاِمَامِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰى الَّذِيْ هُوَ شَمْسُ اللّٰهِ لِتَنْوِيْرِ قُلُوْبِ اَهْلِ الْاَرَضِيْنَ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَكُلِّ مَنْ اٰمَنَ وَاعْتَصَمَ بِحَبْلِ اللّٰهِ وَاتَّقٰى وَجَمِيْعِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ'' (نور الحق صفحہ ۱)

ترجمہ: ''تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور درود اور سلام ہے اس کے نبیوں کے سردار پر جو اس کے دوستوں میں سے برگزیدہ اور اُس کی مخلوق اور ہر ایک پیدائش میں سے پسندیدہ اور خاتم الانبیاء اور فخر اولیاء ہے ہمارا سید ہمارا امام نبی محمد مصطفیٰ جو زمین کے باشندوں کے دِل روشن کرنے کیلئے خدا کا آفتاب ہے۔ اور سلام اور درود اس کی آل اور اس کے اصحاب پر اور ہر ایک پر جو مومن اور حبل اللہ سے پنجہ مارنے والا متقی ہو۔ ایسا ہی خدا کے تمام نیک بندوں پر سلام''۔

(۵) ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُحْسِنِ الْمَنَّانِ جَالِي الْاَحْزَانِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ اِمَامِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ طَيِّبِ الْجَنَانِ قَائِدِ الْجِنَانِ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ سَعَوْا اِلٰى عُيُوْنِ الْاِيْمَانِ كَالظَّمْاٰنِ وَنُوِّرُوْا فِيْ وَقْتِ تَرْوِيْقِ اللَّيَالِيْ بِنَيِّرِ اِكْمَالِ الْعَمَلِ وَتَكْمِيْلِ الْعِرْفَانِ وَاٰلِهِ الَّذِيْنَ هُمْ لِشَجَرَةِ النُّبُوَّةِ كَالْاَغْصَانِ وَلِشَامَّةِ النَّبِيِّ كَالرَّيْحَانِ'' (نور الحق حصہ دوم صفحہ ۱)

ترجمہ: ''اُس خدائے محسن کا شکر ہے جو احسان کرنے والا اور غموں کو دور کرنے والا ہے اور اس کے رسول پر درود اور سلام جو انس اور جن کا امام اور پاک دل اور بہشت کی طرف کھینچنے والا ہے۔ اور ان کے اصحاب پر سلام جو ایمان کے چشموں کی طرف پیاسے کی طرح دوڑے اور گمراہی کی اندھیری راتوں میں علمی اور عملی کمال سے روشن کئے گئے۔ اور اس کی آل پر درود جو نبوت کے درخت کی شاخیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت شامہ کے لئے ریحان کی طرح ہیں۔

(۶) ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ'' (جنگِ مقدس صفحہ ۳)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کے لئے ثابت ہیں۔ جو تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ اور درود اور سلام ہو اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی تمام آل اور اصحاب پر۔

(۷) ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ رُسُلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ'' (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور درود اور سلام ہو خدا کے رسولوں میں سے سب سے بہتر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپؐ کے سب آل اور اصحاب پر۔

(۸) ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ'' (الوصیت صفحہ ۲)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور درود وسلام ہو اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپؐ کے سب آل اور اصحاب پر۔

(۹) ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰى اَفْضَلِ الرُّسُلِ وَخَيْرِ الْوَرٰى سَيِّدِ كُلِّ مَا فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ'' (نزول المسیح صفحہ ۱۸۶)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں اور درود وسلام ہو اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو تمام رسولوں سے افضل اور تمام مخلوق سے بہتر اور زمین وآسمان میں موجود ہر چیز کے سردار ہیں۔

(۱۰) ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ'' (تریاق القلوب صفحہ ۴۵)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور سلامتی ہو اُس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

(۱۱) ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَوْلَى النِّعَمِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَسِرَاجِ الْاُمَمِ وَاَصْحَابِهِ الْهَادِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ وَاٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ الْمُطَهَّرِيْنَ'' (مِنن الرحمن صفحہ ۱)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو سب نعمتوں کا مالک ہے اور درود وسلام ہو رسولوں کے سردار اور اُمتوں کے چراغ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والے آپؐ کے اصحاب اور طاہر و مطہر آپؐ کی آل پر۔

(۱۲) ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَيْرِ الرُّسُلِ وَاَفْضَلِ كُلِّ مَنْ اُرْسِلَ اِلَى الْوَرٰى وَاَصْحَابِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَاٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَكُلِّ مَنْ تَبِعَهٗ وَاتَّقٰى''۔ (تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۷۴)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو بلند آسمانوں کا ربّ ہے اور درود وسلام ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب رسولوں سے بہتر اور مخلوق کی طرف بھیجے گئے تمام رسولوں سے افضل ہیں اور آپؐ کے طیب اصحاب اور پاکباز آل اور ہر اُس شخص پر جو آپؐ کی پیروی کرے اور تقویٰ اختیار کرے سلامتی ہو۔

(۱۳) ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَخَيْرِ خَلْقِهٖ وَاَفْضَلِ رُسُلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ''۔ (تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۸۱)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا تعالیٰ کیلئے ثابت ہیں جو تمام جہانوں کا ربّ ہے اور درود و سلام ہو خدا کی تمام مخلوقات میں سے بہتر اور اس کے سب رسولوں سے افضل رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپؐ کی جملہ آل اور اصحاب پر۔

(۱۴) وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ الرُّسُلِ وَنُخْبَةِ النُّخَبِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَشَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ وَاَفْضَلِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَاٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ الْمُطَهَّرِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ اٰيَاتُ الْحَقِّ وَحُجَّةُ اللّٰهِ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى كُلِّ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ''۔ (انجامِ آتھم صفحہ ۷۳)

ترجمہ: اور درود وسلام ہو رسولوں میں سے بہتر اور چنیدہ وجودوں میں سے بھی چنیدہ وبرگزیدہ حضرت محمد ﷺ پر جو خاتم النبیین اور گنہگاروں کے شفیع اور تمام اولین اور آخرین سے افضل ہیں اور آپؐ کے طاہر ومطہر آل پر اور آپؐ کے اُن صحابہ پر جو حق تعالیٰ کے نشانات اور تمام جہانوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔ اور (اسی طرح درود وسلام ہو) خدا کے ہر ایک نیک اور صالح بندے پر۔

(۱۵) وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَمَقْبُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ خَیْرِ رُسُلِہٖ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ'' (اتمام الحجہ صفحہ ۲)

ترجمہ: اور درود وسلام ہو اُس (خدا) کے رسول مقبول ﷺ پر جو خیر الرسل اور خاتم النبیین ہیں۔

(۱۶) وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَی السَّیِّدِ الْکَرِیْمِ الْجَلِیْلِ الطَّیِّبِ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَفَخْرِ الْمُرْسَلِیْنَ''۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۲۰)

ترجمہ: اور درود وسلام ہو تمام معززوں اور پاکبازوں کے سردار اور تمام رسولوں کے فخر خاتم الانبیاء ﷺ پر۔

(۱۷) وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ رُسُلِہٖ وَخَاتَمِ اَنْبِیَآءِہٖ وَاِمَامِ اَوْلِیَآءِہٖ وَسُلَالَةِ اَنْوَارِہٖ وَلُبَابِ ضِیَآءِہٖ الرَّسُوْلِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْمُبَارَکِ۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳)

ترجمہ: اور درود وسلام ہوں رسولوں کے سردار اور انبیاء کی مہر اور اولیاء کے امام اور خدا کے نور اور اس کی ضیاء کے اصل یعنی اس رسول نبی امی پر جو مبارک وجود ہے۔

(۱۸) ''وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ رُسُلٍ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفَی الَّذِیْ ھُوَ سَیِّدُ قَوْمٍ انْکَسَرَتْ اِرَادَاتُھُمُ الْبَشَرِیَّةُ وَاُزِیْلَتْ حَرَکَاتُھُمُ الطَّبْعِیَّةُ وَجَرَتْ فِیْ بَوَاطِنِھِمُ الْاَبْحُرُ الرُّوْحَانِیَّةُ''۔ (کرامات الصادقین صفحہ ۶۳)

ترجمہ: درود وسلام ہوں رسولوں کے سردار اور خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو ایسی قوم کا سردار ہے جن کے بشری ارادے ٹوٹ گئے اور طبعی حرکات (تقاضے) زائل کر دیئے گئے اور اُن کے باطن میں روحانی سمندر جاری ہو گئے۔

(۱۹) ''وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَجَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ''۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۳۸۹)

ترجمہ: اور درود وسلام ہو ہمارے نبی اور ہمارے آقا محمد ﷺ اور آپؐ کی آل اور اصحاب اور خدا کے تمام نیک بندوں پر۔

(۲۰) ''اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الرُّسُلِ الَّذِی اقْتَضٰی خَتْمُ نُبُوَّتِہٖ اَنْ تُبْعَثَ مِثْلُ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ اُمَّتِہٖ وَاَنْ تَفُوْرَ وَتُثْمِرَ اِلٰی انْقِطَاعِ ھٰذَا الْعَالَمِ اَشْجَارُہٗ وَلَا تَعْفُو اٰثَارُہٗ وَلَا تَغِیْبَ تِذْکَارُہٗ''۔ (الہدیٰ صفحہ ۲۰۱)

ترجمہ: درود اور سلامتی ہو اُس خاتم الرسل پر جس کی ختم نبوت نے اس بات کا تقاضا کیا کہ اس کی امت میں سے انبیاء کی مانند لوگ مبعوث کئے جائیں اور اس کے درخت اس دنیا کے منقطع ہونے تک روشنی اور پھل دیں اور آپؐ کے آثار مٹ نہ جائیں اور آپؐ کا ذکر غائب نہ ہو۔

(۲۱) ''وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ رُسُلِہٖ وَاَفْضَلِ اَنْبِیَآئِہٖ وَسُلَالَةِ اَصْفِیَآئِہٖ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفَی الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْہِ اللّٰہُ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ الْمُقَرَّبُوْنَ''۔ (اشتہار تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۱۲۶)

ترجمہ۔ اور درود وسلام ہو سب رسولوں سے بہتر اور تمام انبیاء سے افضل اور برگزیدہ بندوں کے اصل محمد مصطفیٰ ﷺ پر جس پر خدا اور اس کے فرشتے اور تمام مقرب مومن درود بھیجتے ہیں۔

(۲۲) ''وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ مُحَمَّدٍ اَحْمَدَ الَّذِیْ کَانَ اسْمَاہُ ھٰذَانِ اَوَّلَ اَسْمَآءٍ''۔ (نجم الہدیٰ صفحہ ۱)

ترجمہ: رسول نبی امی پر درود اور سلام ہو جس کا نام محمدؐ اور احمدؐ ہے۔ یہ دونوں نام اُس کے وہ ہیں کہ جب حضرت آدمؑ کے سامنے تمام چیزوں کے نام پیش کئے گئے تھے تو سب سے اول یہی دو نام پیش ہوئے تھے۔

(۲۳) وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِ الرُّسُلِ وَنُوْرِ الْاُمَمِ وَخَیْرِ الْبَرِیَّةِ وَاَصْحَابِہِ الْهَادِیْنَ الْمُهْتَدِیْنَ وَاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الْمُطَهَّرِیْنَ وَجَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ'' (منن الرحمن صفحہ ۱۹)

ترجمہ: ''اور سلام اور صلوٰۃ اس کے رسول پر جو رسولوں کا سردار اور اُمتوں کا نور اور تمام مخلوق سے بہتر ہے اور اس کے اصحاب پر جو ہادی اور مہتدی ہیں اور اس کے آل پر جو طیب اور طاہر ہیں اور تمام خدا کے نیک بندوں پر''۔

(۲۴) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ'' (اشتہار تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۴)

ترجمہ: اے اللہ! تو محمد اور آل محمد ﷺ پر درود بھیج جو تمام رسولوں سے افضل اور خاتم النبیین ہے۔

(۲۵) '' اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَکْثَرَ مِمَّا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْ اَنْبِیَآئِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ'' (ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۰۵ حاشیہ)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی آل پر اُس سے زیادہ درود بھیج جتنا تو نے اپنے نبیوں میں سے کسی نبی پر بھیجا ہو۔ اور برکت اور سلامتی آپؐ پر نازل فرما۔

(۲۶) ''اَللّٰھُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی ذٰلِکَ الشَّفِیْعِ الْمُشَفَّعِ الْمُنْجِیْ لِنَوْعِ الْاِنْسَانِ'' (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵)

ترجمہ: اے اللہ نوع انسان کے نجات دہندہ اور شفاعت کرنے والے اِس وجود پر درود اور سلام بھیج۔

(۲۷) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ بِعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمٰوٰتِ وَذَرَّاتِ الْاَرَضِیْنَ'' (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۳۴)

ترجمہ: اے اللہ! آسمان کے ستاروں اور زمین کے ذرات کی تعداد کے برابر آپؐ پر درود وسلام بھیج۔

(۲۸) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ'' (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۳۷)

ترجمہ: اے اللہ! جزا وسزا کے دن تک آپؐ پر اور آپؐ کی آل پر درود وسلام بھیج۔

(۲۹) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔'' (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۷۲)

ترجمہ: اے اللہ! آپؐ پر جزاء وسزا کے دن تک درود اور سلام بھیج۔

(۳۰) ''اَللّٰھُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ بِعَدَدِ کُلِّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنَ الْقَطَرَاتِ وَالذَّرَّاتِ وَالْاَحْیَآءِ وَالْاَمْوَاتِ وَبِعَدَدِ کُلِّ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَبِعَدَدِ مَا ظَھَرَ وَاخْتَفٰی وَبَلِّغْہُ مِنَّا سَلَامًا یَمْلَاُ اَرْجَآءَ السَّمَآءِ'' (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۴)

ترجمہ: اے اللہ! تو آپؐ پر زمین میں موجود قطرات وذرات زندوں اور مردوں کی تعداد کے برابر اور ہر اُس چیز کی تعداد کے برابر جو ظاہر ہے اور مخفی ہے درود اور سلام بھیج اور تو آپؐ کو ہم سے ایسا سلام پہنچا جو آسمان کے اطراف کو بھر دے۔

(۳۱) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ''۔ (اتمام الحجہ ۲۸)

ترجمہ: اے اللہ! آپؐ پر درود اور سلام بھیج اور برکتیں نازل فرما۔ اسی طرح آپؐ کی آل اور تمام اصحاب پر بھی اور ہماری آخری صدا یہی ہے کہ ہر قسم کی تعریف خدا تعالیٰ کیلئے ثابت ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

(۳۲) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا''۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۰)

ترجمہ: اے اللہ! آپؐ پر درود بھیج اور برکتیں اور سلامتی نازل فرما یقیناً خدا تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اِس نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی آپؐ پر درود بھیجو اور بہت زیادہ سلامتی کی دُعا کرو۔

(۳۳) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ'' (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۵)

ترجمہ: اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آپؐ کی جملہ آل واصحاب پر درود بھیج۔

(۳۴) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ'' (زندہ نبی اور زندہ مذہب صفحہ ۲۱)

ترجمہ: اے اللہ! محمد ﷺ اور آپؐ کی

آل پر درود بھیج۔

(۳۵) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ (کشتی نوح صفحہ ۱۱۱)

ترجمہ: اے اللہ! محمد ﷺ اور آلِ محمد (ﷺ) پر درود بھیج اور برکتیں اور سلامتی نازل فرما۔

(۳۶) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ'' (الحکم ۹ جولائی ۱۹۰۰ صفحہ ۵)

ترجمہ: اے اللہ! محمدؐ اور آلِ محمد ﷺ پر درود بھیج۔

(۳۷) ''اَللّٰھُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی اَفْضَلِ رُسُلِكَ وَخَاتَمِ اَنْبِيَآءِكَ مُحَمَّدٍ خَيْرِ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ''

(سر الخلافہ صفحہ ۶۳)

ترجمہ: اے اللہ! اپنے رسولوں میں سے سب سے افضل اور تیرے نبیوں کے خاتم محمد (ﷺ) پر جو تمام انسانوں سے بہتر ہیں درود اور سلام بھیج۔

(۳۸) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِقَدْرِ هَمِّهٖ وَغَمِّهٖ وَحُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَنْزِلْ عَلَيْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَى الْاَبَدِ'' (برکات الدعا صفحہ ۶)

ترجمہ: اے اللہ! آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر درود اور سلام بھیج اور جس قدر اِس اُمت کیلئے آپؐ کے ہم و غم ہیں اُس قدر برکتیں اور اپنی رحمتوں کے انوار آپؐ پر ہمیشہ نازل فرماتا رہ۔

(۳۹) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ' (برکات الدعا اشتہار صفحہ ۲۹)

ترجمہ: اے اللہ! محمد اور آلِ محمد ﷺ پر جو سب رسولوں سے افضل اور خاتم النبیین ہیں درود بھیج۔

(۴۰) ''اَللّٰھُمَّ فَصَلِّ عَلَيْهِ وَعَلٰی جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ الرُّسُلِ وَالنَّبِيِّيْنَ وَاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الصَّالِحِيْنَ الصِّدِّيْقِيْنَ''

(براہین احمدیہ حصہ اوّل صفحہ ۳)

ترجمہ: اے اللہ! آپؐ پر اور رسولوں اور نبیوں میں سے آپؐ کے تمام روحانی بھائیوں اور آپؐ کی پاک و مطہر آل اور صالح و صدیق اصحاب پر درود بھیج۔

(۴۱) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَاَفْضَلِ الرُّسُلِ وَخَيْرِ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ'' (براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۲۳۰)

ترجمہ: اے اللہ! اپنے نبی اور حبیب سب نبیوں کے سردار اور سب رسولوں سے بہتر اور افضل خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ اور آپؐ کی آل اور اصحاب پر درود بھیج اور برکتیں اور سلامتی نازل فرما۔

(۴۲) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ (براہین احمدیہ جلد چہارم حاشیہ صفحہ ۵۵۳)

ترجمہ: اے اللہ! محمدؐ اور آلِ محمد ﷺ پر درود بھیج۔

(۴۳) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰى قَلْبَنَا لِحُبِّهٖ وَحُبِّ رَسُوْلِهٖ وَجَمِيْعِ عِبَادِهِ الْمُقَرَّبِيْنَ'' (سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۲۱۲)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد (ﷺ) اور آپؐ کی آل اور تمام اصحاب پر درود بھیج۔ تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جس نے ہمارے دِل کو اپنی محبت اور اپنے رسولؐ کی محبت اور اپنے تمام مقرب بندوں سے محبت کرنے کیلئے ہدایت دی۔

(۴۴) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی عَبْدِكَ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ''

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام بروایت مولوی عبد الستار صاحب کابلی مہاجرؓ بحوالہ رسالہ درود شریف مؤلفہ محمد اسمٰعیل صاحب صفحہ ۱۳۴)

ترجمہ: اے اللہ! محمدؐ اور آلِ محمدؐ اور اصحابِ محمد ﷺ اور اپنے بندے مسیح موعودؑ پر درود بھیج اور برکتیں اور سلامتی نازل فرما۔

(۴۵) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ'' (مکتوبات احمدیہ حصہ اوّل صفحہ ۱۸)

ترجمہ: اے اللہ! محمدؐ اور آلِ محمد ﷺ پر درود بھیج جس طرح کہ تو نے ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر درود بھیجا۔ یقیناً تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکتیں نازل فرما محمدؐ اور آلِ ﷺ پر جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر برکتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔

(۴۶) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ (درمکنون صفحہ ۱۱۳)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے سردار اور ہمارے نبی محمد ﷺ اور ہمارے سردار اور ہمارے نبی محمد ﷺ کی آل پر درود بھیج جس طرح کہ تو نے ہمارے سردار ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر درود بھیجا۔ یقیناً تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔

(۴۷) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ سَيِّدِنَا وَ نَبِيِّنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ'' (درمکنون صفحہ ۱۱۴)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے سردار اور ہمارے نبی محمدؐ اور آلِ محمد ﷺ پر درود بھیج جس طرح کہ تو نے ہمارے سردار اور ہمارے نبی ابراہیم اور آلِ ابراہیم (علیہ السلام) پر درود بھیجا۔ یقیناً تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔

(۴۸) ''اَللّٰھُمَّ فَصَلِّ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ وَاٰلِهِ الْمُطَهَّرِيْنَ الطَّيِّبِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ اُسُوْدُ مَوَاطِنِ النَّهَارِ وَرُهْبَانُ اللَّيَالِيْ وَنُجُوْمُ الدِّيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ''۔

(النجم الہدیٰ صفحہ ۴)

ترجمہ: اے خدا! اس نبی پر سلام اور درود بھیج اور اس کے آل پر جو مطہر اور طیب ہیں اور اس کے اصحاب پر جو دن کے میدانوں کے شیر اور راتوں کے راہب ہیں۔ اور دین کے ستارے ہیں۔ خدا کی خوشنودی ان سب کے شامل حال ہو۔

(۴۹) '' اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی هٰذَا الرَّسُوْلِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ سَقَى الْاٰخِرِيْنَ كَمَا سَقَى الْاَوَّلِيْنَ وَصَبَغَهُمْ بِصِبْغِ نَفْسِهٖ وَاَدْخَلَهُمْ فِي الْمُطَهَّرِيْنَ'' (اعجاز المسیح صفحہ ۱)

ترجمہ: اے خدا! اس رسول نبی اُمی پر درود بھیج جس نے آخرین کو بھی اسی طرح سیراب کیا جس طرح اولین کو سیراب کیا اور اُن کو اپنی ذات کے رنگ میں رنگین کیا اور مطہرین میں انہیں داخل کیا۔

(۵۰) '' اَللّٰھُمَّ فَصَلِّ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَعَلٰی اٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ الطَّيِّبِيْنَ وَاَصْحَابِهِ النَّاصِرِيْنَ الْمَنْصُوْرِيْنَ نُخَبِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ اٰثَرُوا اللّٰهَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَاَعْرَاضِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ وَالْبَنِيْنَ''

(البلاغ) فریادِ درد صفحہ ۶۳)

ترجمہ: اے خدا! پس آپؐ پر جزاء سزا کے دن تک درود و سلام بھیج۔ اِسی طرح آپؐ کی طاہر و طیّب آل پر اور خدا کے برگزیدہ ناصر و منصور اصحاب پر بھی درود و سلام بھیج جنہوں نے خدا کو اپنی جانوں اور اپنی عزتوں اور اپنے اموال اور بیٹوں پر ترجیح دی۔

(۵۱) صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ''

(انجام آتھم صفحہ ۵۴)

ترجمہ: محمدؐ اور اس کی آل پر درود بھیج وہ بنی آدم کا سردار اور خاتم الانبیاء ہے۔

(۵۲) ''صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی رَسُوْلِكَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ اٰمِيْنَ رَبَّنَا اٰمِيْنَ'' (اتمام الحجۃ صفحہ ۳۲)

ترجمہ: اپنے رسول اور خاتم النبیینؐ پر درود و سلام بھیج اور برکتیں نازل فرما۔ اے ہمارے ربّ قبول فرما۔

(۵۳) ''وَصَلِّ عَلٰی نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلِّمْ''

(مکتوبات احمدیہ حصہ اوّل)

ترجمہ: اپنے نبی اور اپنے حبیب محمد (ﷺ) اور آپؐ کی آل پر درود اور سلام بھیج۔

(۵۴) وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَخَيْرِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَاَصْحَابِهٖ عَمَائِدِ الْمِلَّةِ وَالدِّيْنِ وَعَلٰی جَمِيْعِ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ'' (سر الخلافہ صفحہ ۱-۲)

ترجمہ: اور اپنے نبی اور اپنے حبیب محمد (ﷺ) پر جو خاتم النبیین اور خیر المرسلین

ہیں۔ درود اور سلام بھیج اور برکتیں نازل فرما۔ اسی طرح آپؐ کی طیب و طاہر آل اور اصحاب پر جو ملت اور دین کے ستون ہیں اور اپنے تمام نیک بندوں پر بھی درود و سلام بھیج اور برکتیں نازل فرما۔

(۵۵) ''صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ الصَّلٰوۃُ ھُوَ الْمُرَبِّیْ''
(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۲۲۵)

ترجمہ: محمدؐ اور آلِ محمد (ﷺ) پر درود بھیج کہ وہی مربی ہے۔

(۵۶) ''صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ''
(براہین احمدیہ جلد چہارم حاشیہ صفحہ ۶۱۲)

ترجمہ: محمد (ﷺ) پر درود بھیج۔

(۵۷) ''صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَعَلٰی مُحَمَّدٍ'' الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ترجمہ: تجھ پر اور محمد (ﷺ) پر خدا نے درود بھیجا۔

(۵۸) ''صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ''
(بروایت سید عنایت علی شاہ صاحب لدھیانوی)

ترجمہ: خدا اپنے حبیب محمد (ﷺ) اور آپؐ کی آل پر درود بھیجے۔

(۵۹) ''وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَھَبْ لَہٗ مَرَاتِبَ مَا وَھَبْتَ لِغَیْرِہٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ رَبِّ اَعْطِہٖ مَا اَرَدْتَّ اَنْ تُعْطِیَنِیْ مِنَ النُّعَمَآءِ ثُمَّ اغْفِرْلِیْ بِوَجْھِکَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ''۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۲۰۰)

ترجمہ: تمام رسولوں میں سے برگزیدہ اور تمام متقیوں کے پیشوا حضرت محمد ﷺ پر درود بھیج اور آپؐ کو وہ مراتب بخش جو تو نے کسی اور نبی کو نہیں بخشے۔ اے میرے رب! جو نعمتیں تو نے مجھے دینے کا ارادہ کیا ہے وہ بھی آپؐ ہی کو دے۔ اور پھر مجھے اپنے وجہ کریم کے طفیل بخش دے۔ اور تو تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

(۶۰) ''عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مِنْ حَضْرَۃِ الْعِزَّۃِ'' (حقیقۃ المہدی صفحہ ۱۷)

ترجمہ: اُس نبیؐ پر حضرت عزّت (خدائے بزرگ) کی طرف سے درود و سلام ہوں۔

(۶۱) ''عَلَیْہِ صَلَوٰتُ اللّٰہِ وَالْمَلَآئِکَۃِ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (حقیقۃ المہدی صفحہ ۲۰)

ترجمہ: اُس نبیؐ پر اللہ اور فرشتوں اور تمام نیک بندوں کی طرف سے درود ہو۔

(۶۲) ''عَلَیْہِ سَلَامُ اللّٰہِ الرَّءُوْفِ الرَّحِیْمِ''۔ (حقیقۃ المہدی صفحہ ۲۰)

ترجمہ: اُس نبیؐ پر خدائے رؤف و رحیم کی طرف سے سلامتی ہو۔

(۶۳) عَلَیْہِ صَلَوٰتُ اللّٰہِ وَالْمَلَآئِکَۃِ وَاَخْیَارِ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ''

ترجمہ: اُس نبیؐ پر خدا اور اُس کے فرشتوں اور تمام نیک بندوں کی طرف سے درود ہو''

(۶۴) عَلَیْہِ صَلَوٰتُ اللّٰہِ وَالْبَرَکَاتُ السَّنِیَّۃُ'' (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۳)

ترجمہ: اُن پر خدا تعالیٰ کا سلام اور برکتیں ہوں۔

(۶۵) عَلَیْہِ سَلَامُ اللّٰہِ وَصَلَوٰتُہٗ اِلٰی یَوْمٍ یُّعْطٰی لَہُ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ وَالدَّرَجَاتُ الْعُلْیَا''۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵)

ترجمہ: خدا کا سلام اور درود ہو اُن پر اُس روز تک کہ جس روز تک مقام محمود اور درجات بلند کئے جائیں۔

(۶۶) ''نُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی ھٰذَا النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ تَنْعَکِسُ اَنْوَارُہٗ فِی الصّٰلِحِیْنَ وَالصّٰلِحَاتِ وَتُفْتَحُ بِاسْمِہٖ اَبْوَابُ الْبَرَکَاتِ وَتَتِمُّ بِنُوْرِہٖ حُجَّۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَافِرِیْنَ وَالْکَافِرَاتِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الطَّاھِرِیْنَ وَالطَّاھِرَاتِ وَاَصْحَابِہٖ الْمَحْبُوْبِیْنَ وَالْمَحْبُوْبَاتِ وَجَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ''۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۲۷)

ترجمہ: ہم اُس نبی اُمی پر درود بھیجتے ہیں جس کے انوار نیک مردوں نیک عورتوں میں چمکتے ہیں اور اُس کے نام کے ساتھ برکتوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور اُس کے نور کے ساتھ کافروں پر خدا کی حجت پوری ہوتی ہے اور درود اور سلام اُس کی آل پر جو پاک مرد اور پاک عورتیں ہیں اور اُس کے اصحاب پر جو خدا کے پیارے بندے اور پیاری کنیزکیں ہیں اور ایسا ہی تمام نیک بندوں پر''۔

(۶۷) ''وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہٖ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ''
(نور الحق حصہ دوسرا صفحہ ۵۸)

ترجمہ: ہم خدا تعالیٰ کے رسول ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اور آخری دُعا یہ ہے کہ الحمد للہ رب العلمین''۔

(۶۸) وَنَسْئَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی رَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ نَجَّیْتَنَا بِہٖ مِنْ سُبُلِ الضَّلَالَۃِ وَالطُّغْیَانِ وَاَخْرَجْتَنَا بِہٖ مِنْ ظُلُمَاتِ الْعِمٰی وَالْحِرْمَانِ'' (براہین احمدیہ حصہ اوّل صفحہ ۱)

ترجمہ: اور ہم تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ تو اپنے رسول نبی اُمی (ﷺ) پر درود بھیج جس کے ذریعہ تو نے ہمیں گمراہی اور سرکشی کی راہوں سے نجات دی اور نابینائی و محرومی کے اندھیروں سے ہمیں باہر نکالا۔

(۶۹) نَحْمَدُ اللّٰہَ الْعَلِیَّ الْعَظِیْمَ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
(الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸)

ترجمہ: ہم خدائے بلند شان و بزرگ کی تعریف کرتے اور اُس کے معزز رسولؐ پر درود بھیجتے ہیں۔

(۷۰) ''نَحْمَدُکَ وَنُصَلِّیْ صَلَوٰتُ الْعَرْشِ اِلَی الْفَرْشِ''
(الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۴)

ترجمہ: ہم تیری تعریف کرتے اور درود بھیجتے ہیں۔ عرش کے درود فرش تک نازل ہو رہے ہیں۔

(۷۱) ''نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ''
(تحفہ غزنویہ صفحہ ۱)

ترجمہ: ہم اُس (خدا) کی تعریف کرتے ہیں اور (اُس کے رسولؐ پر) درود بھیجتے ہیں۔

(۷۲) ''فَاَحْمَدُہٗ وَاُصَلِّیْ عَلٰی نَبِیٍّ عَرَبِیٍّ مِنْہُ نَزَلَتِ الْبَرَکَاتُ وَمِنْہُ اللُّحْمَۃُ وَالسَّدَاۃُ''

ترجمہ: پس میں اُس کی تعریف کرتا ہوں اور نبی عربی پر درود بھیجتا ہوں۔ اُسی سے تمام برکتیں نازل ہوئیں۔ اور اُسی سے سب تانا بانا ہے''۔

(۷۳) رَبِّ یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی ذٰلِکَ النَّبِیِّ الرَّءُوْفِ الرَّحِیْمِ وَعَلٰی کُلِّ مَنْ اَحَبَّہٗ وَاَطَاعَ اَمْرَہٗ وَاتَّبَعَ الْھُدٰی''
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۰۳)

ترجمہ: اے میرے ربّ! اے میرے ربّ! تو درود اور سلام بھیج اور برکات نازل فرما اس رؤوف و رحیم رسولؐ پر اور ہر اُس شخص پر جو آپؐ سے محبت کرے اور آپؐ کے حکم کی اطاعت کرے اور آپؐ کی لائی ہوئی ہدایت کا تابع ہو۔

(۷۴) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ''
(تریاق القلوب صفحہ ۷۲)

ترجمہ: پاک ہے خدا تعالیٰ کی ذات اپنی حمد اور عظمت کے ساتھ اے اللہ محمدؐ اور آلِ محمد ﷺ پر درود بھیج۔

(۷۵) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ''(نزول المسیح صفحہ ۲۰۸)

ترجمہ: پاک ہے خدا تعالیٰ کی ذات اپنی حمد اور عظمت کے ساتھ۔ اے اللہ! محمدؐ اور آلِ محمد (ﷺ) پر درود بھیج۔

(۷۶) کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ ''(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۷)

ترجمہ: ہر ایک برکت آنحضرت ﷺ کی طرف سے ہے پس بہت برکت والا ہے وہ انسان جس نے تعلیم کی یعنی آنحضرت ﷺ اور پھر بعد اس کے بہت برکت والا ہے وہ جس نے تعلیم پائی''۔

(۷۷) وَاَدْعُوْ اِلٰی وَصَایَا نَبِیِّ اللّٰہِ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَلْفُ اَلْفِ صَلٰوۃٍ مِّنَ اللّٰہِ الْکَبِیْرِ الْعَظِیْمِ''

ترجمہ: اور میں خدا کے اس نبی کریم ﷺ کی وصایا کی طرف بلاتا ہوں جس پر خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ہزاروں ہزار درود ہیں۔

(۷۸) وَلَا نَبِیَّ لَنَا اِلَّا مُحَمَّدٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبَارَکَ وَجَعَلَ اَعْدَاءَہٗ مِنَ الْمَلْعُوْنِیْنَ ''(انجام آتھم صفحہ ۱۴۳۔۱۴۴)

ترجمہ: خاتم النبیین محمد ﷺ کے سوا ہمارا کوئی رسول نہیں اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی برکات نازل فرمائے اور آپ کے دشمنوں کو ملعون بنادے۔

(۷۹) ''فَمَا اَعْظَمَ شَانَ کَمَالِہٖ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ''
(براہین احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۵۶۹ حاشیہ)

ترجمہ: پس اُس نبی کریم ﷺ کی شان کس قدر زیادہ بڑی ہے۔ اے اللہ اس پر اس کی آل پر درود بھیج۔

(۸۰) ''یَارَبِّ بَارِکْھَا بِوَجْہِ مُحَمَّدٍ رِیْقِ الْکِرَامِ وَنُخْبَۃِ الْاَعْیَانِ

(نورالحق حصہ دوم صفحہ ۳۴)

ترجمہ: اے خدا محمد ﷺ کے منہ کے لئے اس میں برکت ڈال جو سب کریموں سے افضل اور برگزیدوں سے برگزیدہ ہے۔

(۸۱) يَارَبِّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ دَائِمًا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا وَبَعْثٍ ثَانِيْ

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۴ القصیدہ)

ترجمہ: اے میرے رب! اپنے نبی پر ہمیشہ درود بھیج اس دنیا میں بھی اور دوسرے عالم میں بھی۔

(۸۲) "صَلُّوْا وَسَلِّمُوْا عَلٰى رَسُوْلٍ حُشِرَا لنَّاسُ عَلٰى قَدَمِهٖ وَجُلِبُوْا اِلَى الرَّبِّ الرَّحِيْمِ الْمَنَّانِ"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ پر درود اور سلام بھیجو جس کے قدموں پر سب لوگ اکٹھے کئے جائیں گے اور ربوبیت کرنے والے، بار بار رحم کرنے والے، بہت احسان کرنے والے خدا کی طرف کھینچے جائیں گے۔

(۸۳) وَصَلُّوْا عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَسَلِّمُوْا ثُمَّ اسْتَغْفِرُوْا لِاَنْفُسِكُمْ وَاسْتَخْبِرُوْا۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۴)

ترجمہ: اور اس نبی کریم پر درود سلام بھیجو پھر اپنے نفسوں کے لئے بخشش طلب کرو اور اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے رہو۔

(۸۴) وَصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّكُمُ الْمُصْطَفٰى وَهُوَ الْوُصْلَةُ بَيْنَ اللهِ وَخَلْقِهٖ وَقَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۶۵)

ترجمہ: خدا کے رسول ﷺ پر درود سلام بھیجو کہ وہ خدا اور مخلوق میں وسیلہ ہے اور ان دونوں قوس الوہیت اور عبودیت میں وجود واقع ہے۔

(۸۵) وَصَلُّوْا عَلٰى هٰذَا النَّبِيِّ الْمُحْسِنِ الَّذِيْ هُوَ مَظْهَرُ صِفَاتِ الرَّحْمَانِ الْمَنَّانِ" (اعجاز المسیح صفحہ ۱)

ترجمہ: اس محسن پر درود بھیجو جو خدائے رحمان و منان کی صفات کا مظہر ہے۔

(۸۶) لطفِ حق بود۔ روئے تانش
صد صلوٰۃ و سلام جانش

(درمکنون صفحہ 137)

ترجمہ: آپ کے روئے تاباں پر خدا کا لطف تھا۔ سینکڑوں درود سلام آپ کی جان پر۔

(۸۷) زِحق رسولے پیاپے سلام
آورد کہ از کردگار ایں کلام

(درمکنوں صفحہ 181)

ترجمہ: خدا کے پے در پے سلام اس رسول پر ہوں کہ آپ خدا کی طرف سے یہ کلام یعنی قرآن کریم لائے۔

(۸۸) اے خدا بروے سلام ما رساں
ہم بر اخوانش زہر پیغمبرے

(براہین احمدیہ حصہ اول صفحہ 8)

ترجمہ: اے خدا اس تک اور اس کے ہر بھائی پیغمبر تک ہمارا سلام پہنچا۔

(۸۹) مصطفیٰ بود گنج پُر گوہر
صد درود خدا بر آں سرور

(درمکنون صفحہ 57)

ترجمہ: محمد مصطفی ﷺ لعل و جواہر سے بھر پور خزانہ ہیں۔ اس سردار پر خدا تعالیٰ کے سینکڑوں درود وسلام ہوں۔

(۹۰)

عَلَيْكَ سَلَامُ اللهِ يَا مَرْجَعَ الْوَرٰى لِكُلِّ ظَلَامٍ نُوْرُ وَجْهِكَ نَيِّرٗ

(حمامۃ البشریٰ)

ترجمہ: اے مرجع خلائق! آپ پر خدا کے سلام ہوں آپ کے چہرہ کا نور تاریکی کے لئے سورج ہے۔

(۹۱)

وَصَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا اَيُّهَا الْوَرٰى وَذَرُوْا لَهٗ طُرُقَ التَّشَاجُرِ تُؤْجَرُوْا"

(حمامۃ البشریٰ)

ترجمہ: اور اے لوگو! آپؐ پر درود و سلام بھیجو۔ اور آپؐ کی خاطر جھگڑے چھوڑ دو۔ تمہیں اس کا اجر ملے گا۔

(۹۲) "اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو" (اتمام الحجہ صفحہ 28)

(۹۳) "ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے" (نسیم دعوت صفحہ 3)

(۹۴) "یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا، اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ 115)

(۹۵) "ہزار ہا درود اس معصوم نبی پر جس کے وسیلہ سے ہم اس پاک مذہب میں داخل ہوئے اور ہزار ہا رحمتیں نبی کریم کے اصحاب پر جنہوں نے اپنے خونوں سے اس باغ کی آب پاشی کی۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 17)

(۹۶) "اس عالی شان نبی اور اس کی آل و اصحاب پر ہماری طرف سے بے شمار درود اور سلام ہو جس نے کروڑہا لوگوں کو تاریکی سے نکالا اور پلید عقیدوں اور قابل شرم عملوں اور ناپاک رسموں سے رہائی بخشی۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ"

(آریہ دھرم صفحہ 2)

(۹۷)

"مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے۔"

(درثمین صفحہ 18)

(۹۸) وَالسَّلَامُ عَلٰى هٰذَا الْجَرِيِّ الْبَطَلِ الْمُظَفَّرِ فِي الْاُوْلٰى وَالْاُخْرٰى

(کرامات الصادقین صفحہ 63)

ترجمہ: اور سلامتی ہو اس بہادر پہلوان پر جو اول و آخر (تمام ادوار) میں کامیاب و کامران ہے۔

(۹۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى خُلَفَاءِ مُحَمَّدٍ

ترجمہ: اے خدا محمد اور آلِ محمد اور خلفائے محمد (ﷺ) پر درود بھیج۔ ❁❁❁

خدا تعالیٰ کے حضور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک دُعا:

اے میرے ربّ! مجھے اس اُمّت کا نبی بنا دے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دن حضرت موسیٰؑ کہیں جا رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آواز دی۔ اے موسیٰ! حضرت موسیٰؑ نے آواز سن کر دائیں بائیں دیکھا انہیں کوئی نظر نہ آیا۔ پھر دوسری دفعہ ان کو آواز آئی۔ اے موسیٰ بن عمران! اس پر پھر انہوں نے دوبارہ ادھر اُدھر دیکھا لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ اس سے موسیٰؑ ڈر گئے۔ کندھے کا گوشت کانپنے لگا یعنی جسم میں جھرجھری سی محسوس ہوئی کہ نہ معلوم کہاں سے یہ آواز آ رہی ہے۔ تیسری دفعہ پھر آواز آئی۔ اے موسیٰ! میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس پر موسیٰؑ لبّیک لبّیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! اپنا سر اٹھا۔ حضرت موسیٰؑ نے سجدے سے سر اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ! میں چاہتا ہوں کہ تُو میرے عرش کے سایہ کے نیچے آرام کرے جس دن میرے سایہ کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ اس لئے تم یتیم کے لئے مہربان باپ کی طرح بن جاؤ بیوہ کے لئے محبّت کرنے والے خاوند کی طرح ہو جاؤ۔ اے موسیٰ! رحم کرتا کہ تجھ پر رحم کیا جاوے۔ اے موسیٰ! جیسا تو کرے گا ویسا بھرے گا۔ اے موسیٰ بنی اسرائیل کو بتا دو کہ جو بھی میرے پاس اس حال میں آئے گا کہ اس نے حضرت احمد علیہ السلام کا انکار کیا ہوگا تو میں اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔ خواہ وہ میرے خلیل ابراہیم ہی کیوں نہ ہوں یا میرے کلیم موسیٰ ہی کیوں نہ ہوں۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا یہ احمد کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ! مجھے اپنی عزّت اور جلال کی قسم! مخلوق میں سے مجھے اس سے زیادہ پیارا کوئی نہیں لگتا میں نے اس کا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ میں نے آسمان و زمین، شمس و قمر کے پیدا کرنے سے بیس لاکھ سال پہلے اس کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھ دیا تھا۔ مجھے اپنی عزّت و جلال کی قسم! محمد اور اس کی امّت سے پہلے کسی کو جنّت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دوں گا۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا اس عظمت اور جلال والے نبی کی امّت میں کیسے لوگ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ حمد کرنے والے ہوں گے۔ وہ بلندیوں پر چڑھتے اور اترتے اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے، دین کی خدمت کے لئے ہر وقت کمربستہ رہیں گے۔ ان کے پہلو پاکیزہ ہوں گے، دن کو روزہ رکھیں گے اور راتیں رہبانیت کی حالت میں گزاریں گے میں ان سے تھوڑا عمل بھی قبول کرلوں گا۔ صرف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کی شہادت دینے پر ان کو جنّت میں لے جاؤں گا۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا۔ اے میرے ربّ! مجھے اس اُمّت کا نبی بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس امّت کا نبی اسی اُمّت میں سے ہوگا۔ پھر موسیٰؑ نے کہا مجھے اس اُمّت کا ایک فرد ہی بنا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تیرا زمانہ پہلے ہے، وہ نبی بعد میں آئے گا۔ اس لئے تو اس نبی کا امّتی بھی نہیں بن سکتا۔ البتہ اگلے جہان میں دار الجلال اور جنّت الفردوس میں اس نبی کی معیّت تجھے عطا کروں گا۔ (الخصائص الکبریٰ للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۱۲ بحوالہ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم المواھب اللدنیۃ صفحہ ۴۲۵۔ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صفحہ ۲۶۳ مؤلفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی) ❁❁❁

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقام ’ختم نبوت‘ کے متعلق خلفائے احمدیت کی تحریرات

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:۔

’’خاتم تو مُہر کو کہتے ہیں۔ جب نبی کریم مُہر ہوئے تو اگر ان کی اُمت میں کسی کا نبی نہیں ہوگا تو وہ مہر کس طرح ہوئے یا مہر کس پر لگے گی‘‘

(اخبار الحکم ۱۷ فروری ۱۹۰۷ء)

انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کیلئے یہ ایک مشکل پیش آتی تھی کہ ان میں سے کوئی خلیفہ اور کوئی یاد دلانے والا نائب نہ ہوتا تھا اس لئے لوگ بے خبر ہوجاتے تھے اور قوم پھر سو جاتی تھی۔ مگر مولیٰ کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دامن چونکہ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ وسیع کردیا ہے۔ اور آپ کا بھی دعویٰ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا کا ہے۔ اور ایسی مضبوط کتاب آپؐ کو عطا فرمائی۔ ممکن تھا کہ لوگ بے خبر رہتے۔ اس کی حفاظت کا انتظام بھی خود ہی مولیٰ کریم نے فرمادیا۔ جیسے ظاہری حفاظت کیلئے قراء اور حفاظ ہیں ایسے باطنی تعلیم کیلئے ایک سامان مہیا فرمایا...... یہ احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جو اسلام سے مخصوص ہے کہ بھولی بسری متاع اللہ تعالیٰ جیسا وقت ہوتا ہے اس کے لحاظ سے اس کا یاد دلانے والا بھیج دیتا ہے۔ یہ انعام ہے۔ یہ فضل اور احسان ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا (الحکم ۳ مارچ ۱۸۹۹ء صفحہ ۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامنِ نبوت دیکھو تو قیامت تک وسیع، کسی دوسرے نبی کو اس قدر وسیع وقت نہیں ملا۔ یہ کثرت تو بلحاظ زمان ہوئی اور بلحاظ مکان یہ کثرت کہ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا۔ میں ظاہر فرمایا کہ میں سارے جہان کا رسول ہوں۔ یہ کوثر مکان کے لحاظ سے عطا فرمائی۔ کوئی آدمی نہیں ہے جو یہ کہہ دے کہ مجھے احکامِ الٰہی میں اتباع رسالت پناہی کی ضرورت نہیں۔ کوئی صوفی کوئی مست قلندر، بالغ مرد۔ عورت کوئی ہو۔ اس سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتے۔ کوئی آدمی مقرب ہو نہیں سکتا جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع نہ کرے۔

(الحکم ۱۲ مئی ۱۸۹۹ء)

(بحوالہ حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۲۳۶۔۲۳۷ سن اشاعت 2005ء قادیان)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کیوں ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:۔

’’ہمارا ایمان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مخفی در مخفی تعلقات الٰہیہ کی وجہ سے اس بلند مقام تک پہنچ گئے تھے کہ آپؐ کے رتبہ کا سمجھنا تک نہایت مشکل امر ہے۔ بڑے بڑے عظیم الشان انسان دنیا میں گزرے ہیں۔ جنہوں نے اپنے نفسوں کو ہی پاک نہیں کیا بلکہ قوموں کی قوموں کو سُدھار دیا۔ اور جو خدا تعالیٰ کے احکام میں ایسے منہمک ہوئے کہ بس فنا ہی ہوگئے۔ لیکن جس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مارا اس تک کوئی نہیں پہنچ سکا۔ انسانی زندگی کا کوئی سا پہلو بھی لے لیں آپؐ بے نظیر ہی معلوم ہوتے ہیں۔ بچپن سے لیکر بڑھاپے تک اور بیکسی و بے بسی کی حالت سے لیکر ایک ملک کے بادشاہ ہونے تک کی مختلف حالتوں میں کوئی پہلو بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ جس میں آپؐ کے طریق عمل پر کسی قسم کی حرف گیری کا موقعہ ملے بلکہ جہاں تک غور کریں کمال ہی کمال نظر آتا ہے۔ اکثر لوگوں میں جن کو بادی النظر میں کامل سمجھا جاتا ہے غور کریں تو بہت سی کمزوریاں پائی جاتی ہیں لیکن یہ ایک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات ہے کہ نظر کو کتنا ہی باریک کرتے چلے جاؤ۔ آپؐ کی کمزوریاں نہیں بلکہ آپؐ کے کمال ہی کھلتے چلے جائیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡہَوٰی اِنۡ ہُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی۔ یعنی آپؐ کبھی بھی ہوائے نفس سے کلام نہیں کرتے تھے۔ بلکہ منشاء الٰہی کے ماتحت ہی آپؐ کے سب کام تھے۔ پھر فرمایا کہ وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ یعنی کہہ دو کہ میری نماز اور میری قربانیاں اور میری زندگی اور میری موت سب اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہے جو رب العالمین ہے۔ غرضیکہ آپؐ نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے منشاء کے آگے اس طرح ڈال دیا تھا کہ آپؐ کی ساری زندگی میں ایک نمونہ بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ آپؐ نے کبھی اپنی بڑائی بھی چاہی ہو۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خاتم النبیّن کے مرتبہ پر قائم کرکے آپؐ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کردیا اور آئندہ کیلئے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کیلئے ایک ہی دروازہ کھلا رکھا گیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا دروازہ ہے۔ ایک زمانہ تھا جبکہ مختلف ممالک میں مختلف قوموں کیلئے انبیاء آتے تھے اور ایک دوسرے سے کچھ تعلق نہ تھا لیکن آپؐ کی بعثت کے بعد کوئی شخص مامور نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس پر رسول اللہ کی اتباع کی مہر نہ ہو۔ بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ آپؐ کے کمالات اعلیٰ سے اعلیٰ ترقیات کی ان منازل تک پہنچ گئے کہ آپؐ کی اتباع کی برکت سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں کہ جو بڑے بڑے انبیاء کا مرتبہ رکھتے تھے (چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیلؑ) اور آپؐ کا فیض قیامت تک اسی طرح جاری رہے گا کسی نبی کا سو سال کسی کا دو سو سال کسی کا ہزار۔ کسی کا دو ہزار سال تک سلسلہ جاری رہا لیکن آپؐ کا نُور جب تک کہ دنیا قائم ہے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے دلوں کو منور کرتے ہوئے سلوک کی اعلیٰ سے اعلیٰ راہوں کو طے کراتا رہے گا۔ آپؐ کو دوسرے انبیاء ورسل پر ہزاروں فضیلتیں ہیں۔ مثلاً یہ کہ آپؐ کے لائے ہوئے دین کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ اور یہ خصوصیت کسی اور مذہب میں موجود نہ تھی بلکہ وہ خاص خاص حالات کے ماتحت ہوتے تھے۔ پھر آپؐ کے مبارک نام کو کلمہ توحید کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ جو فضیلت کسی نبی کو نہیں دی گئی یہ بھی آپؐ کے ختم نبوت پر ایک دلیل ہے۔

آپؐ پر جس زبان میں کلام الٰہی اترا ہے وہ اب تک زندہ ہے۔ اور قیامت تک زندہ رہے گی۔ یہ فضیلت بھی کسی اور مذہب کے بانی کو نہیں ملی۔ موسیٰؑ۔ مسیحؑ۔ زرتشتؑ۔ بدھ ویدوں کے رشی کسی مدعی رسالت کی زبان اب تک محفوظ نہیں اور کسی ملک میں بھی نہیں بولی جاتی۔ جس کی وجہ سے نہ معلوم ان کی کتب میں اب تک کس قدر تغیر ہو چکے ہیں۔

آپؐ کو وہ صحابہ ملے کہ کسی اور کو نہیں ملے۔ جان نثار سپاہی۔ فرمانبردار مدبر۔ محتاط راوی۔ مخلص حافظ القرآن۔ پاک بیبیاں۔ نیک ذریت۔ کامل خلفاء کوئی چیز بھی تو نہیں جس سے آپؐ محروم رہے ہوں اور جو آپؐ کی تعلیم کے پھیلنے میں رکاوٹ کا باعث ہوئی ہو۔

اس کی وجہ کہ آپؐ خاتم النبیّن کیوں ہوئے؟ یہ ہے کہ آپ کُل صفات الٰہیہ کے مظہر تھے۔ اور پہلے انبیاء ایسے نہ تھے چنانچہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی یعنی آپؐ اللہ تعالیٰ سے ایسے قریب ہوئے کہ جب قوسیں ملائی جائیں تو جو ان کے درمیان فاصلہ رہتا ہے اتنا فاصلہ آپؐ میں اور اللہ تعالیٰ میں رہ گیا (یعنی کوئی فاصلہ نہ رہا) یہاں تک کہ وہ بھی نہ رہا۔ اور آپؐ اس سے بھی قریب ہوگئے۔ یعنی آپؐ نے اپنی کمان رکھی ہی نہیں۔ خدا کی ہی کمان میں اپنی کمان کو داخل کردیا۔ اور اس طرح جہاں خدا تعالیٰ کا تیر چلا وہیں آپؐ کا چلا۔ اور جس کی حمایت میں چلا۔ آپؐ کا بھی اسی کی حمایت میں چلا۔ تو گویا کل صفاتِ الٰہیہ کے آپ مظہر ہوگئے۔ چنانچہ حدیث شریف میں بھی ہے کہ:۔ اوتیت جوامع الکلم۔ یعنی ہر قسم کے کمالات مجھے دیئے گئے ہیں جس کی تائید قرآن شریف کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے کہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کُلَّہَا۔ پس آپؐ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کے مظہر تھے جن کا تعلق انسان کی ترقیات سے ہے۔ اور

قرآن شریف سے ثابت ہے کہ خاص خاص زمانوں میں اور خاص خاص قوموں اور خاص خاص ملکوں میں خدا تعالیٰ کی خاص خاص صفات کا ظہور ہوتا ہے۔ پس پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ ایک خاص صفت الٰہیہ کے ظہور کے وقت اس زمانہ کے نبی کے کمالات اس کے متحمل نہیں ہوسکتے تھے۔ اس لئے ایک اور نبی بھیج دیا جاتا تھا لیکن اب خواہ کسی ملک یا قوم پر کسی صفت الٰہیہ کا ظہور ہونا ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اس صفت کو اخذ کرکے دنیا پر پھیلانے کیلئے موجود ہوتے ہیں۔ اور اس وجہ سے اب کسی ایسے نبی یا رسول کے بھیجنے کی ضرورت نہیں رہی جو آپؐ سے الگ ہوکر اپنا سلسلہ قائم کرے بلکہ جو کمالات بھی کہ انسان حاصل کرسکتا ہے وہ آپؐ ہی کے اتباع سے کرسکتا ہے۔

لیکن باوجود ان کمالات کے جو آپؐ میں پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کی عبودیت ظاہر کرنے کیلئے فرماتا ہے۔ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُل اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ۔ تا ایسا نہ ہو کہ وہ کمزور فطرتیں جو آپؐ سے بہت ادنیٰ درجہ کے انسانوں کو بھی خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیتی رہی ہیں۔ آپؐ کی شان کو دیکھ کر آپؐ کو بھی کوئی ایسا ہی خطاب نہ دے دیں۔ (الحکم ۱۴ مارچ ۱۹۱۱ء)

(بحوالہ ماہنامہ فرقان ماہ فروری ۱۹۴۲)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ ختم نبوت کے لحاظ سے تمام رسولوں سے ممتاز ہیں

”قرآن عظیم صرف رسول کہتا تو نفسِ رسالت میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی فرق نہ رہتا یا حضرت یحییٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان نفسِ رسالت میں کوئی فرق نہ رہتا اگرچہ فضیلت اپنی جگہ پر ہوتی لیکن اتنی نمایاں فضیلت کہ جو تمام انبیاء سے آپ کو ممتاز کردے اس کی ہمیں سمجھ نہ آتی۔ اس لئے قرآن کریم نے جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول کہہ کر رسالت کے مقام پر تمام رُسل اور انبیاء کے برابر کھڑا کردیا وہاں آپ کو ایک اور اعلیٰ مقام عطا فرمایا جس کا ذکر سورۂ احزاب کی آیت ۴۱ میں موجود ہے۔ اِس لحاظ سے آپ رسول بھی ہیں اور خاتم الانبیاء بھی ہیں۔ خاتم الانبیاء یا ختم المرسلین ختم نبوّت یا ختم رسالت کا جو مقام ہے اسے اسلامی اصطلاح میں مقام محمدیت کہتے ہیں اور اس میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منفرد ہیں.....

.....دراصل حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیدا کرنے والے رب کے حضور جو منفرد مقام حاصل تھا اس کے اظہار کے لئے آپ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے خاتم النبیین یعنی مقام محمدیت قُربِ اتم کا مقام ہے۔ بالفاظ دیگر آپ صفات باری کے مظہر اتم تھے۔ یہ شرف صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا ہے دوسرا کوئی نبی اس مقام تک پہنچ نہیں سکا۔ کہنے والے یہ کہتے ہیں کہ رسالت میں ایک لاکھ بیس ہزار رسول شامل ہیں۔ ان میں ہم نے کوئی فرق نہیں کرنا لیکن مقام محمدیت کے لحاظ سے آپ کو جو منفرد مقام حاصل ہے وہ صفات باری کے مظہر اتم ہونے کا مقام ہے اس مقام کو انسانوں کے مقابل میں انسان کامل کہتے ہیں اور قرب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے قریب تر دوسرا کوئی شخص خدا کے پیار کے حصول میں آپ سے زیادہ اور قریب تر ہوا نہ ہوسکتا ہے غرض اس مقام محمدیت کو بیان کرنے کے لئے مختلف اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں۔

پس سورۂ احزاب کی آیت ۴۱ میں ایک تو یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے رسولوں کی طرح ایک رسول ہیں اور اس جہت سے رسول رسول میں فرق کرنے کی اجازت نہیں دی گئی اور دوسرے آپ خاتم النبیّین ہیں اس جہت سے آپ بے مثل و مانند ہیں اور کوئی رسول آپ کے ہم پلہ نہیں۔ اس حیثیت میں کسی کو آپ کے ساتھ منسلک کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس مقامِ محمدیت کے لحاظ سے آپ تمام رسولوں میں منفرد و ممتاز ہیں۔

پھر سورہ احزاب کی اس آیہ کریمہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (احزاب: ۴۱) کہ ہر چیز کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اس بیان کا ایک گہرا اور ضروری تعلق حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ختمِ نبوت یعنی مقام محمدیت کے ساتھ ہے ورنہ بظاہر یہ کہہ کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسمانی طور پر کسی مرد کے باپ نہیں لیکن (۱) اللہ کے رسول ہیں اور (۲) خاتم النبیّین ہیں اور پھر یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کو ہر ایک چیز کا علم ہے اس میں کوئی حکمت ہونی چاہیئے۔ اس میں کوئی فلسفہ ہونا چاہیئے؟ اس میں کسی گہرے اور عمیق مضمون کا بیان ہونا چاہیئے؟ چنانچہ میرے نزدیک علاوہ اور معانی کے ایک معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ میں فرمایا کہ ”خاتم النبیین“ کے خود معنے نہ کرنا ختم نبوت کے معنے تمہارا پیدا کرنے والا ربّ تمہیں بتائے گا۔ اگر خود معنے کروگے تو غلطی کھاؤگے اسلئے خود قرآن کریم نے اس کے معنی کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (البقرة: ۲۵۴) جس کے ایک معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش ربّ کریم تک رفعت روحانی بخشی۔ قرآن کریم کی ہر آیت اور ہر فقرے اور فقرے کے ہر لفظ کے بہت سے بطون ہوتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے ایک معنے یہ کئے ہیں کہ ایک وہ رسول جو ارفع ہے اپنے درجات کے لحاظ سے اور منفرد ہے رفعت روحانی میں۔ کوئی رسول اس مقام میں آپ کا شریک نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ (القلم: ۵) کہ تخلّق باخلاق اللہ کے مقام میں کوئی دوسرا انسان تو کیا کوئی دوسرا نبی بھی آپ کا مقابلہ نہیں کرسکتا بلکہ کوئی انسان آپ کے بلند مقام کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ آپ کا مقامِ محمدیت ہے جس میں آپ تمام رسولوں میں افضل ہیں.....

قرآن کریم نے مقام محمدیت یعنی مذکورہ منفرد مقام کو مختلف طریقوں اور مختلف زاویوں سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ ہم عاجز بندوں کو تصویری زبان میں مقامِ محمدیت کی حقیقت کے سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج سے نوازا۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ”مقامِ محمدیت“ مقام خاتم النبیّن اور اس نسبت سے دوسرے انبیاء کے ساتھ آپ کا تعلق بڑی وضاحت سے ظاہر ہو جاتا ہے۔.....

یہی وہ مقام اور صاحبِ مقام ہے جس کی خاطر اس ساری کائنات کو پیدا کیا گیا ہے۔ حدیث قدسی ”لَوْ لَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ“ (موضوعات کبیر صفحہ ۵۹) اسی حقیقت کی مظہر ہے اور اسی لئے یہ وہ مقام ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت بھی ملا ہوا تھا جب آدم ابھی معرض وجود میں نہیں آیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی خاتم النبیّن تھے جب کہ آدم کا وجود مٹی میں کروٹیں لے رہا تھا۔ یہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔ یہی تو آپ کا آخری مقام ہے۔

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو رسولوں میں سے ایک رسول کہا گیا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو سورۂ احزاب کی آیۂ کریمہ میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ کے الفاظ میں بیان ہوا ہے جس کے بعد آپ کو خاتم النبیّن قرار دیا گیا ہے یعنی آپ رسول ہیں مگر ایسے رسول کہ آپ خاتم النبیّین بھی ہیں اور اس لحاظ سے آپ تمام رسولوں سے منفرد ہیں.....

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول بھی ہیں اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ رسالت کے اعتبار سے آپ میں اور آدم میں کوئی فرق نہیں کیا جاسکتا لیکن آپ محض ایک رسول ہی نہیں بلکہ آپ خاتم النبیّن بھی ہیں۔ خاتم النبیّن کے ارفع مقام کے لحاظ سے کسی اور نبی کو یہ جُرأت نہ ہوسکتی کہ وہ اس ارفع و اعلیٰ مقام کا دعویدار بنے۔ اس میں آپ منفرد ہیں۔ آپ کا مقام خدائے ذوالجلال کے داہنی جانب عرش رب کریم پر ہے۔ جسے ہم مقامِ محمدیت کہتے ہیں۔ اس معنی میں حقیقتاً آپ ایک عظیم الشان آخری نبی ہیں اور ہم علیٰ وجہ البصیرت آپ کے آخری نبی ہونے پر ایمان لاتے ہیں وہ آخری مقام جو آپ کو معراج میں دکھایا گیا اور آپ نے اس کی جو تصویر کھینچی ہے ہم اس پر ایمان

لاتے ہیں اور آپ کو آخری نبی مانتے ہیں۔ہم تو ایک لحہ کے لئے بھی یہ کہنے کی جرأت نہیں کرسکتے کہ قرآن کریم یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قسم کے عظیم رؤیا اور کشوف اور عظیم روحانی تجربات سے انکار کریں۔اس معنی میں آپ تمام انبیاء پر فضیلت رکھتے ہیں کیونکہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور یہی معنی آپ پر چسپاں ہوتے ہیں۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ اپنی جگہ درست۔ مگر مقامِ محمدیت مقامِ ختم نبوت جس کا سورۂ احزاب میں ذکر ہے۔اس مقامِ محمدیت میں منفرد ہونے کے لحاظ سے آپ آخری نبی ہیں اور خاتم النبیّن اور خاتم المرسلین ہیں۔

تاہم وہ بنیادی حقیقت جو معراج کی رات نوع انسان کو دکھائی گئی وہ کچھ اور بھی بتاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ مقام محمدیت عرش رب کریم پر ہے اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے کوئی شخص روحانی رفعتوں کو حاصل کرتے کرتے ساتویں آسمان تک پہنچ جائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلو میں جگہ پائے۔تب بھی آپ کے آخری نبی ہونے میں کوئی خلل نہیں پڑتا کیونکہ آپ کا مقام تو بہت بلند ہے۔آپ آخری مقام یعنی مقام محمدیت پر فائز ہیں اور یہ یہ مقام ہے جس کے بعد کوئی اور روحانی مقام نہیں ہے۔عرش ربّ کریم کے بعد تو کوئی اور چیز ہو ہی نہیں سکتی۔ آپ اس آخری مقام پر کھڑے ہیں جہاں تک کسی کا پہنچنا ہی ناممکن ہے کسی کا آگے بڑھنا شرعاً ناممکن ہے۔کسی کا آگے بڑھنا انسانی فطرت کے خلاف ہے کیونکہ فطرت کا نچوڑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور آپ کا مقام مقامِ محمدیت ہے عرش رب کریم ہے۔ اگر کوئی امتی آپ کی متابعت میں ساتویں آسمان پر بھی پہنچ گیا تو وہ ختمِ نبوت میں کیسے خلل انداز ہوگیا۔ختمِ نبوت کا مقام ساتواں آسمان نہیں ہے بلکہ اس سے بہت بلند بہت پرے ہے اور ختمِ نبوت یعنی مقامِ محمدیت کے پرے کوئی چیز نہیں ہے عرش رب کریم کے بعد تو کوئی اور مقام نہیں ہے وہاں تک کسی کے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا نہ ہی اس سے ورے رہ کر ختم نبوت میں کوئی خلل پڑتا ہے.....

باقی ہم سمجھتے ہیں کہ جو شخص یہ مسئلہ نہیں سمجھتا وہ دراصل بغض کی وجہ سے یا جہالت کے نتیجہ میں یا تعصب کی وجہ سے یا روحانی اقدار حاصل نہ کرنے کے نتیجہ میں ایسا کرتا ہے کیونکہ امت محمدیہ کے علماء دو مختلف (علمائے ظاہر اور علمائے باطن کے) گروہوں میں بٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ پہلے لوگوں نے بھی ان کے متعلق یہی کہا ہے اور اب بھی یہی کہا جاسکتا ہے۔ایک وہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم سکھایا اور ایک وہ ہے جس نے خدا سے سیکھے ہوئے کو یاد کیا سمجھ کر اور کچھ بغیر سمجھے کے، دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔میں اس وقت اس تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ بہرحال ہم بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء اور آخری نبی مانتے ہیں اور اس محکم یقین پر قائم ہیں کہ کوئی شخص روحانی رفعتوں کے لحاظ سے پہلے، دوسرے تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں آسمان تک پہنچنے کے باوجود مقامِ ختم نبوت میں خلل انداز نہیں ہوسکتا ساتویں آسمان پر پہنچ کر اس کا مقام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے نیچے مگر آپ کے قریب تر مقام ہوگا کیونکہ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے درمیان ایک پورا ساتواں آسمان حائل ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ قرب نہیں پاسکے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پایا تھا اسی واسطے ان کے دل میں جب یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ اس تجلّی کو دیکھیں جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی تھی تو اس کے ہزارویں حصہ سے بھی تھوڑی سی جھلک کے نتیجہ میں

خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا

(الاعراف:۱۴۴) یعنی حضرت موسیٰؑ علیہ السلام بے ہوش ہوکر گر پڑے اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو یہ نظارہ دکھایا لیکن جو شخص ساتویں آسمان پر پہنچ گیا وہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ہے۔آپ سے نیچے ہے بعد نہیں۔جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی قُرب اور آپ کے قدموں کی خاک میں بیٹھنا میرے لئے فخر کا موجب ہے۔ وہ آپ کے احترام کے منافی کس طرح بات کرنے والا سمجھا جاسکتا ہے۔وہ تو آپ کے پیار میں گُم ہے اس کی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیوست ہے۔وہ تو آپ پر ہر آن فدا ہوتا رہا اور عاجزی سے خدمتِ اسلام کے کاموں میں لگا رہا۔اس کے وجود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کارفرما رہی۔اس کی قائم کردہ جماعت آج بھی اس بات پر فخر محسوس کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسے اس طرح چُنا جس طرح پہلے لوگوں کو چُنا تھا.....

خلاصۂ کلام یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام محمدیت میں منفرد ہیں۔آپ کے سوا کسی شخص کو یہ مقام حاصل نہیں ہے۔ آپ خاتم النبیّن ہیں اور روحانی رفعتوں کے لحاظ سے آپ آخری نبی ہیں۔آپ اُس وقت سے آخری نبی ہیں جس وقت ابھی آدمؑ کو نبوت تو کیا انہیں یہ مادی وجود بھی عطا نہ ہوا تھا۔غرض سب نبوتیں نبوتِ محمدیہ کے تحت حاصل کی گئی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی نبوت کی خاطر اور اسی مقامِ محمدیت کی خاطر ساری کائنات کو پیدا کیا تھا۔۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۵/اپریل ۱۹۷۳ صفحہ ۴ تا صفحہ ۱۰)

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴/مئی ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

ارشادات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

کسی نبی کا آخری نبی ہونا یا تو اس کے پیغام یا پھر اس کے مقام کے حوالہ سے سمجھا جاسکتا ہے۔ممکن ہے کہ وہ اپنے مقام اور پیغام کے اعتبار سے تو آخری ہو لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے کم درجہ والا کوئی دوسرا نبی اس کی مہرِ ختمیت توڑے بغیر مبعوث ہوجائے۔ اب ہم نبوت کے اسی پہلو کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔

قرآنی شریعت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جن پر یہ شریعت نازل ہوئی کی خاتمیت پر تمام مسلمانوں کا پختہ ایمان ہے۔قرآن کریم جو ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسے قیامت تک انسانی دست بردسے الٰہی حفاظت کا وعدہ دیا گیا ہے۔اگر یہ دعویٰ درست ہے جیسا کہ مسلمانوں کا ایمان ہے تو ایسی شریعت کے حامل کو لازماً آخری تشریعی نبی ماننا پڑے گا اور بلا استثناء تمام مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے۔لیکن غیر مسلموں کے نقطۂ نظر سے اس بات کو سمجھنا مشکل ہے کہ کس طرح کوئی کتاب بدلتے ہوئے حالات کے باوجود تمام ضروریات کو پورا کرسکتی ہے۔ اور اگر قرآن کریم کے عالمگیر ہونے کے دعویٰ کو بھی مان لیا جائے تو ایک غیر مسلم کے نزدیک یہ مسئلہ اور بھی پیچیدہ ہوجاتا ہے۔اس بات کی کیا منطقی توجیہہ ہوسکتی ہے کہ ایک الہامی کتاب بیک وقت تمام بنی نوع انسان کے جملہ مسائل کا حل پیش کرسکے۔ دنیامیں یورپی، امریکی، افریقی، عرب روسی، اسرائیلی اور ایشیائی اقوام موجود ہیں جو اپنے اپنے لسانی پس منظر اور لوک ثقافت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ پھر ان کی سیاسی اور سماجی روایات میں اتنا فرق ہے کہ یہ تصور انتہائی مشکل ہے کہ ایک ہی مذہبی شریعت ان سب کو منصفانہ طور پر مطمئن کرسکے۔

ان دونوں سوالات کے جواب میں قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کی تمام تعلیمات کی بنیاد انسانی فطرت پر ہے جو زمانی لحاظ سے غیر مبدل اور تمام انسانوں میں مشترک ہے۔ جو تعلیم بھی فطرت انسانی کے مطابق ہو غیر مبدّل ہوگی۔ چنانچہ قرآن کریم اسی اصول کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ (الروم:۳۰)

ترجمہ: پس (اللہ کی طرف) ہمیشہ مائل رہتے ہوئے اپنی توجہ دین پر مرکوز رکھ۔ یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا۔ اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں۔ یہ قائم رکھنے اور قائم رہنے والا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

بلاشبہ خدا کی تخلیق کردہ فطرت تبدیل نہیں کی جاسکتی حتیٰ کہ ایک دہریہ کو بھی تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ انسانی فطرت ازل سے ہی غیر مبدل ہے۔ مگر شریعت کی کوئی کتاب جو اس غیر مبدّل فطرت کے مطابق تو ہو، انسانی دست برد کی وجہ سے تحریف کا شکار ہوسکتی ہے۔ یہی

وجہ ہے کہ قرآن کریم اس خدشہ کے پیش نظر یہ اعلان کرتا ہے کہ یہ کتاب مکمل طور پر محفوظ ہے۔

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:۱۵)

ترجمہ: یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

تاریخ نے اس دعویٰ کو درست ثابت کردیا ہے۔ چنانچہ وہ نبی جس پر یہ شریعت نازل ہوئی ہے، اسے لازماً آخری نبی ماننا پڑے گا اور یہ ایک معقول دعویٰ ہے۔ مگر جب یہ کہا جائے کہ کوئی غیر تشریعی نبی بھی نہیں آسکتا تو یہ بغیر کسی عقلی جواز کے خاتمیت کے غلط معنی کرنے کے مترادف ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی پیش نظر رہے کہ جونہی آپ حضرت عیسیٰؑ کو خاتمیت کے اس قاعدہ سے مستثنیٰ قرار دیں گے (جیسا کہ آپ کا موقف ہے) اسی لحہ آپ مطلق خاتمیت کے اپنے ہی دعویٰ کی تردید کے مرتکب بھی ہوجائیں گے۔

جب ان لوگوں کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا جائے تو وہ یوں بے پروائی ظاہر کرتے ہیں کہ جیسے کوئی مسئلہ موجود ہی نہ ہو۔

دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بطور نبی مبعوث ہونا مطلق خاتمیت کے منافی نہیں۔

حضرت عیسیٰ کو انبیاء کی اس جماعت میں سے واپس لایا جائے گا جو آنحضرت ﷺ سے پہلے مبعوث ہوئے تھے۔ چنانچہ یوں آپ ﷺ کی مہر ختمیت نہیں ٹوٹے گی۔ مہر ختمیت تو صرف اسی صورت میں ٹوٹ سکتی ہے کہ اگر خدا آپ ﷺ کے بعد ایک نبی مبعوث کرے خواہ وہ صاحب شریعت نہ بھی ہو اور بیشک آپ ﷺ ہی کی اُمت کا ایک فرد ہو۔

حضرت عیسیٰؑ کی نبوت وہی ہوگی جو انہیں اسلام سے پہلے ملی تھی۔ لیکن چونکہ بعثت ثانیہ میں وہ آنحضرت ﷺ کے ماتحت ہوں گے اس لئے ان کی حیثیت ایک آزاد نبی کی نہیں ہوگی۔

پس چونکہ حضرت عیسیٰؑ پرانے نبی ہیں اور اپنی آمد ثانی میں آنحضرت ﷺ کے ماتحت ہوں گے اس لئے ان کی آمد سے مہر ختمیت نہیں ٹوٹتی۔ اس طرح ان کے نزدیک خاتمیت کا صرف یہ مطلب ہوا کہ نیا نبی مبعوث نہیں ہوسکتا البتہ سابقہ انبیاء کو واپس لایا جاسکتا ہے۔ مگر یہ ایک نہایت احمقانہ عقیدہ ہے۔ یہ کیسا صاحب حکمت خدا ہے جو کسی کے حق میں مکمل خاتمیت کا حکم اس علم کے باوجود صادر کرے گا کہ اس کے بعد بھی کسی نبی کی ضرورت باقی رہے گی۔ نئے اور پرانے کا سوال غیر متعلق ہے۔ بنیادی سوال یہ ہے کہ آیا نبی کی ضرورت ہے بھی یا نہیں؟

آخری نبی کے بعد کسی اور نبی کے ظہور کا عقیدہ اپنی ذات میں ایک تضاد رکھتا ہے۔ اس کے جواب میں علماء ہمیشہ دلیل توڑ موڑ کر یوں پیش کرتے ہیں کہ آخری نبی کے بعد اگر چہ نبی کی ضرورت تو پڑ سکتی ہے تاہم آخری نبی کی خاتمیت پر اس صورت میں کوئی فرق نہیں آتا کہ اگر اس ضرورت کو کسی پرانے نبی سے پورا کرلیا جائے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ چالاکی اور دھوکہ دہی کی ایک کھلی کوشش ہے۔ پرانے اور نئے کی تفریق صرف مسئلہ کو الجھانے کی ایک بچگانہ حرکت ہے۔ اگر حضرت مسیح ناصریؑ دوبارہ آکر آنحضرت ﷺ کے ماتحت ہوں بھی تو بھی ان کی اپنی نبی کی حیثیت تو بہر حال قائم رہے گی۔ اس لئے کیا یہ ہزار درجہ بہتر نہ ہوگا کہ نئے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے گزشتہ امتوں میں سے کسی پرانے نبی کو عاریۃً واپس بلانے کی بجائے اسی مقصد کے حصول کیلئے امت مسلمہ میں سے ہی کوئی شخص بطور نبی کے مبعوث ہو۔ کیونکہ اگر اوّل الذکر پرانے نبی کے آنے سے مہر ختمیت نہیں ٹوٹتی تو موخر الذکر کے آنے سے کیسے ٹوٹ جائے گی۔"

(الہام عقل علم اور سچائی صفحہ ۵۸۳ تا ۵۸۵ ایڈیشن ۲۰۰۷)

ارشادات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"آجکل مخالفینِ احمدیت اس بات پر کہ احمدی ختمِ نبوت کے قائل نہیں عامۃ المسلمین کے جذبات انگیخت کرنے کی بھی انتہا کررہے ہیں اور بعض ممالک میں اپنی مخالفت کے اوچھے ہتھکنڈوں کے استعمال کی بھی انتہائی حدود کو چھورہے ہیں..... (لیکن) مسیح محمدی کے پیارے اُن کی ہر بات پر یہ جواب دیتے ہیں کہ اگر تم اس بات پر ہماری گردنیں مارنا چاہتے ہو کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن چھوڑ دیں تو مارلو، ہماری تجارتیں برباد کرنا چاہتے ہو تو کرلو، ہمارے مال لوٹنا چاہتے ہو تو لوٹ لو، ہماری جائیدادوں پر قبضہ کرنا چاہتے ہو تو کرلو، ایک ایک احمدی کو شہید کرنا چاہتے ہو تو کرلو، لیکن ہمیں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔ آپ کا دَر ہم سے نہیں چھڑوا سکتے۔ ہم اُس پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں اپنی زندگیاں تو قربان کر سکتے ہیں لیکن اپنے آقا کا دَر نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم احمدیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیتِ نبوت پر اُس سے زیادہ، اور کئی گنا بڑھ کر یقین ہے اور اس کا فہم و ادراک ہے جتنا کسی بھی دوسرے مسلمان کو آپ کے خاتم النبیّن ہونے کی حقیقت کا ادراک اور یقین ہے۔ اور یہ یقین ہمارے دلوں میں، ہماری روحوں میں زمانے کے امام اور مہدی دوران اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے پیدا فرمایا ہے۔ ہمیں اپنے آقا و سید سے عشق و محبت کے وہ اسلوب سکھائے ہیں جن تک دوسرا کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اپنے عمل سے، اپنے قول سے اس عشق و محبت کے وہ نمونے اس عاشقِ صادق نے ہمارے سامنے پیش فرمائے ہیں جس نے ہمارے ایمانوں کو بھی جلا بخشی ہے۔

پس نہ ہی ہم عشقِ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرِ موانحراف کر سکتے ہیں اور نہ ہی ہم اُس عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے سے انکاری ہو سکتے ہیں جس نے ہمیں عشقِ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نئے اسلوب سکھائے ہیں۔ جس نے ہم میں اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربان ہونے کی روح پھونکی ہے، یہ ادراک پیدا فرمایا کہ حضرت خاتم الانبیاء کے ساتھ جُڑے رہنے اور اس راہ میں قربان ہونے میں ہی تمہاری دنیا و آخرت کی زندگی ہے.....

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر ہمیں بتایا کہ مقامِ ختمِ نبوت کی حقیقت کیا ہے؟ ختمِ نبوت یہ نہیں کہ آپ کے آنے سے نبوت پر مہر لگ گئی اور اب اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک صفت جو تھی کلام کی اور وحی کی اُس صفت کو متروک کردیا۔ اگر یہ تعریف ہو تو پھر تو ختمِ نبوت پر حرف آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خدائی پر حرف آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر حرف آتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے معجزات کا تسلسل جاری ہے اور اس زمانے میں مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے سے یہ جاری فرمایا ہے۔ آپ تمام دنیا کی طرف رسول بن کر آئے تھے۔ اور آپکی خصوصیات یہ ہیں جو آپ نے ہمیں بتائی ہیں کہ آپ تمام دنیا کی طرف رسول بن کر آئے۔ یہ مقامِ ختمِ نبوت ہے کہ تمام نبیوں کی تمام صفات آپ میں جمع ہو گئیں۔ یہ آپ کا مقامِ ختمِ نبوت ہے اور آپ کو نبی کا مقام ملنے سے مقامِ ختم نبوت نہیں ملا بلکہ آپ کی پیدائش کے وقت سے ہی آپ کو مقامِ ختم نبوت مل گیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ پس خاتم النبیّن کا یہ مطلب ہے کہ آپ کی نبوت میں ہر چیز کی مہر لگ گئی ہے اور آپ کے زیر سایہ اب نبوت کا نظام جاری ہوسکتا ہے اس کے بغیر نہیں۔

..... ہم ہر ذی شعور مسلمان سے یہ بھی کہتے ہیں کہ اپنے خود ساختہ یا خوف کے زیر اثر گونگے پن کو زبان دو۔ خدا کا خوف اپنے اندر پیدا کرو، نہ کہ دنیا والوں کا۔ اسلام کے نام پر انسانیت کی قدریں پامال کر کے اُس محسنِ انسانیت اور رحمۃ للعالمین کو بدنام کرنے والوں کا ساتھ دے کر اُس رسول کی ناراضگی اور خدا کی ناراضگی مول نہ لو۔ اپنی شرافت کو زبان دو۔ انسانی شرف کو قائم کر کے...... اسلام کا وقار بلند کرنے کی کوشش کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو بلند کر کے آپ کی اپنی امت کے لئے کی گئی دعاؤں کے وارث بنو۔ اپنی حالتوں کو دیکھو اور غور کرو کہ باوجود اسلام اور رسول کی غیرت کے اُس اظہار کے جو تم اب تک کرتے رہے ہو یا کر رہے ہو، بدنامی اور ناکامی کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں کررہے، نہ کر سکے۔ اس کی وجہ میرے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام میں، نعوذ باللہ، کسی قسم کی کمی نہیں ہے نہ ہی اسلام کے اعلیٰ اور مکمل دین ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک ہے بلکہ یہ تمہارے عمل اور رویے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَآخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعة:4) پر غور کرنا، اس کو نظر انداز کرنے کی وجہ ہے۔ پس سوچو اور غور کرو اللہ

تعالیٰ تمہیں عقل دے۔

جہاں تک ہم احمدیوں کا سوال ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ کہتے ہیں کہ ہم غیرتِ رسول اور ناموسِ رسول کے لئے اپنی جانیں قربان کرنا جانتے ہیں اور کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ہر احمدی جو اپنے خون کا نذرانہ پیش کر کے شہادت کا مقام حاصل کرتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی وجہ سے کرتا ہے۔ وہ اپنی جان کا نذرانہ اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے اور حضرت خاتم الانبیاء پر درود پڑھتے ہوئے پیش کرتا ہے۔ وہ حقیقی درود پڑھتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام کے نئے راستے ہمیں دکھاتا ہے۔ وہ درود جو ہمارے دل کی آواز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہیں اور یہ درود آپ کے افضل ہونے کے اظہار کے طور پر پڑھا جاتا ہے۔ وہ درود جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیتِ نبوت کا ادراک ہمارے دلوں میں مزید روشن تر کر کے پیدا کرتے ہوئے آپؐ کے مقامِ ختمِ نبوت کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کی طرف ہمیں توجہ دلاتا ہے اور یہ سب فہم و ادراک اس طرح درود شریف پڑھنے کا ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں فنا ہو کر اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں سے ھٰذَا رَجُلٌ یُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ (تذکرۃ صفحہ نمبر 34 ایڈیشن چہارم 2004ء)۔ کی خوشنودی کی سند لے کر پھر ہمیں پیدا فرمایا ہے۔

پس کون ہے جو ہم سے عشقِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم چھین سکے۔ خدا کی قسم! ہمارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیئے جائیں تو ہم اُسے خوشی سے قبول کر لیں گے لیکن اپنے آقا حضرت محمد مصطفی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور آپ پر درود وسلام کے اس ادراک سے ایک انچ کا ہزارواں حصہ بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ دنیا کے امتحان اور ابتلا تو ہم برداشت کر سکتے ہیں لیکن اپنے پیارے خدا کی ناراضگی اور اپنے آقا سے عشق میں کمی ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ اور جب ہم خدا اور رسول کے نام پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں تو پھر اپنے وعدے کے مطابق سب سے زیادہ پیار کرنے والا خدا بھی ہمارے ساتھ ہوگا۔ اور آج تک کی تاریخِ احمدیت یہ ثابت کرتی ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہے۔ اب خدا تعالیٰ نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ وہ دنیا پر مقامِ ختمِ نبوت جماعت احمدیہ کے ذریعے واضح کرے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اب جماعت احمدیہ کے ذریعے دنیا پر لہرائے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہم گزشتہ 123 برس سے قربانیاں دیتے چلے آ رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قربانیاں دیتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ تمام دنیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔

لیکن اے دشمنانِ احمدیت جو اپنے ذاتی مفاد کی خاطر حضرت خاتم الانبیاء محسنِ انسانیت اور رحمۃ للعالمینؐ کے نام پر ظلم و بربریت کی داستانیں رقم کر رہے ہو، تمہیں آج میں واضح طور پر اور تحدّی سے یہ کہتا ہوں کہ تمہارا مقدر ناکامیاں ہیں، تمہارا مقدر تباہی و بربادی ہے اور تمہارا مقدر ذلّت وخواری ہے۔ جس خدا کے نام پر اور جس حبیبِ خدا کے نام پر تم یہ ظلم و بربریت کر رہے ہو وہ خدا اپنی غیرت ضرور دکھائے گا۔ وہ خدا اپنے حبیب کی عزت و ناموس کی خاطر تمہیں ضرور پکڑے گا کہ وہی اپنے حبیب سے حقیقی پیار کرنے والا ہے جسے قطعاً یہ برداشت نہیں کہ محسنِ انسانیت کو ظلم و بربریت کر کے بدنام کیا جائے۔ پس اب بھی ہوش کرو جو وقتاً فوقتاً آفات کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہی پیغام مل رہے ہیں اُنہیں سمجھو ورنہ جس دن اذنِ الٰہی نے آخری فیصلہ کر لیا اُس دن تمہاری خاک بھی نظر نہیں آئے گی۔ پس ہوش کرو، ہوش کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں عقل دے۔

اختتامی خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقعہ جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۱۱ (الفضل انٹرنیشنل لندن ۳۰ ستمبر ۲۰۱۱)

❋ ❋ ❋

سلام بحضور سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم

از حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ سول سرجن

بدر گاہِ ذی شان خیر الانام   شفیع الوریٰ مرجع خاص و عام
بصد عجز و منّت بصد احترام   یہ کرتا ہے عرض آپؐ کا اِک غلام
کہ اے شاہِ کونینِ عالی مقام
علیك الصلوٰۃ علیك السلام

حسینانِ عالم ہوئے شرمگیں   جو دیکھا وہ حسن اور وہ نورِ جبیں
پھر اس پر وہ اخلاق اکمل تریں   کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں
زہے خُلق کامل زہے حُسنِ تام
علیك الصلوٰۃ علیك السلام

خلائق کے دِل تھے یقیں سے تہی   بُتوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی
ضلالت تھی دُنیا پہ وہ چھا رہی   کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی
ہوا آپؐ کے دم سے اس کا قیام
علیك الصلوٰۃ علیك السلام

محبت سے گھائل کیا آپؐ نے   دلائل سے قائل کیا آپؐ نے
جہالت کو زائل کیا آپؐ نے   شریعت کو کامل کیا آپؐ نے
بیاں کر دیئے سب حلال اور حرام
علیك الصلوٰۃ علیك السلام

نبوت کے تھے جس قدر بھی کمال   وہ سب آپؐ میں جمع ہیں لامحال
صفاتِ جمال اور صفاتِ جلال   ہر اِک رنگ ہے بس عدیم المثال
لِیا ظُلم کا عفو سے انتقام
علیك الصلوٰۃ علیك السلام

مقدّس حیات اور مُطہر مذاق   اطاعت میں یکتا عبادت میں طاق
سوارِ جہاں گیر یکراں براق   کہ بگذشت ازقصر نیلی رواق
محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
علیك الصلوٰۃ علیك السلام

علمدارِ عُشاقِ ذاتِ یگاں   سپہدارِ افواجِ قُدوّسیاں
معارف کا اِک قُلزمِ بیکراں   افاضات میں زندۂ جاوداں
پلا ساقیا آبِ کوثر کا جام
علیك الصلوٰۃ علیك السلام

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''میں جناب خاتم الانبیاء کی نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر، ہو اُس کو دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں''۔ (تقریر واجب الاعلان ۲۳/ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ فاضلہ

صدیق اشرف علی موگرال۔ کیرلہ

یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ انسان ساری زندگی بھی اس کو بیان کرے تو اس کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''سیرت النبیؐ '' کا سفر تو ایسا سفر ہے جو انسان ساری زندگی بھی طے کرے ختم نہیں ہوسکتا۔''

(خطاب جلسہ سالانہ یوکے مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۹۶)

آپ ایک اور موقعہ پر فرماتے ہیں۔

''وہ سراجِ منیر جو اس کائنات کی روحانی دنیا کا سراجِ منیر ہے وہ آپ کی کائنات وجود کا بھی سراج منیر بن جائے اور آپ کی ذات میں بھی چمکنے لگے آپ کے دل میں بھی داخل ہوجائے، آپ کی ساری زندگی کو منور کردے اور اگر جماعت احمدیہ کو یہ لیلۃ القدر نصیب ہوجائے تو اس لیلۃ القدر کی برکتوں کو دنیا میں کوئی چھین نہیں سکتا۔ ناممکن ہے''۔

(خطبہ جمعہ ۸ جولائی ۱۹۸۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

آنحضرت ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کے بحرِ ذخار میں سے چند ایک ذیلی عنوان یہاں دئے جاتے ہیں۔

پہلا: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ وارفع مقام۔

دوسرا: آپ کے اخلاق فاضلہ کے دو اہم پہلو۔ ایک وہ جو خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ دوسرا وہ جو خدا تعالیٰ کی مخلوق سے تعلق رکھتا ہے۔

تیسرا۔ رسول کریم ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کے مطالعہ کا آسان طریق۔

چوتھا: نبی کریم ﷺ کے اخلاق فاضلہ کے بارے میں خدا تعالیٰ کی اپنی گواہی۔

پانچواں۔ آپؐ کا انسانی اخلاق کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہونا۔

چھٹا۔ آپؐ سے پہلے کسی نبی کو وہ تمام مواقع میسر نہیں آئے جن سے ان کے اخلاق کا مکمل اظہار ہوسکے۔

ساتواں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپؐ کو جملہ مواقع بہم پہنچائے۔ جن کے نتیجہ میں آپ کے اخلاقِ فاضلہ کے تمام پہلو خوب نکھر کر دنیا کے سامنے ظاہر ہوگئے۔

آٹھواں۔ چند ایک متفرق واقعات۔

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ وارفع مقام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ ''اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو اعلیٰ وافضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیا اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدا ملتا ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۶۸)

دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جب ایک ماہر کاریگر اپنی صنعت کا نمونہ تیار کرتا ہے یا کوئی صناع اپنا ایک ماڈل تیار کرتا ہے تو اس کی تراش خراش پر پوری توجہ خرچ کرتا ہے یا کوئی مصور اپنی مصوری کا شاہکار دنیا کے سامنے پیش کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی نوک پلک درست کرنے میں گھنٹوں لگا دیتا ہے اور کوشش کرتا ہے اُس میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔

پس ہم سوچ سکتے ہیں کہ زمین و آسمان کے مالک نے جب اس وسیع کائنات کی تخلیق کا ارادہ کیا اور اس میں ایک اعلیٰ اور ارفع مخلوق کو پیدا کیا جو دوسری تمام مخلوقات پر ذہنی ومعاشرتی اور اخلاقی برتری رکھتی تھی اور پھر اس اشرف المخلوقات (انسان) میں سے سب سے کامل سب سے برتر سب سے افضل ہستی بنانے کا ارادہ کیا تو اُس عظیم ہستی (انسان کامل) کی شان کس قدر بلند اور ارفع ہوگی۔ دوسرے لفظوں میں وہ وجو علتِ غائی ہے اس کائنات کی اور مقصد اعلیٰ ہے۔ جمیع تخلیقات کا مظہر کامل ہے۔ الٰہی تجلیات کا آئینہ ہے اور یہ باتیں تخیلات کی من گھڑت کہانی یا اٹکل بازی نہیں بلکہ ایک ٹھوس حقیقت ہے چنانچہ خدا تعالیٰ ایک حدیث قدسی میں فرماتا ہے۔

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ

یعنی اے محمد ﷺ اگر تیرا پیدا کرنا میرا مقصد نہ ہوتا تو شاید میں اس کائنات کو ہی پیدا نہ کرتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ''اور یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیت کا ختم ہوگیا اور دائرہ استعداداتِ بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے وہ درحقیقت پیدائش الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے۔ حکمتِ الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کرکے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم جس کے معنی ہیں نہایت تعریف کیا گیا۔ یعنی کمالاتِ تامہ کا مظہر''۔

(توضیح مرام صفحہ ۲۴ تا ۲۶)

(۲) نبی کریم ﷺ کے اخلاق فاضلہ کے دو اہم پہلو:

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کا منبع اور مبدء آپ کا وہ مطہر قلب صافی ہے جس کو آپ نے ایسا پاک اور ایسا صیقل اور ایسا مصفیٰ بنایا تھا کہ جہاں خدا تعالیٰ کی تجلیات اور انوارِ الٰہیہ اپنی پوری شان اور آن سے جلوہ گر ہوسکے اور نور علیٰ نور کا جلوہ نظر آئے۔ چنانچہ فاران کی چوٹیوں پر غارِ حراء میں خدا تعالیٰ آپ پر جلوہ گر ہوا اور ایسا جلوہ جس جلوہ کی تاب حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی نہ لاسکے تھے۔ اس طرح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے قلب مطہر سے ایک جوش مارتا ہوا چشمہ جاری ہوا اور اس چشمہ رواں نے تاریکی کے سارے بند توڑ ڈالے۔ صدیوں کے مردے زندہ ہوگئے اور آپ سے اخلاقِ فاضلہ کے اعلیٰ مراتب سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہوئے۔

آپ کے اخلاق کے دو اہم پہلو ہیں ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ گہرے تعلقات کی صورت میں آپؐ سے ظاہر ہوئے اور دوسرے وہ جو مخلوقات کی گہری ہمدردی خیر خواہی اور ان کی بہبودی کیلئے آپؐ سے ظاہر ہوئے۔ قرآن کریم اس نقطہ کو یوں بیان کرتا ہے۔ دنافتدلی فکان قاب قوسین اوادنی (النجم:۹-۱۰)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں ''اور وہ یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ بندوں کے اس اضطراب کو دیکھ کر اور ان پر رحم کرکے خدا سے ملنے کیلئے اس کے قریب ہوئے اور وہ (خدا) بھی رسول اللہ کی ملاقات کے شوق میں اوپر سے نیچے آگیا اور دونوں کمانوں کے متحدہ وتر کی شکل میں تبدیل ہوگئے اور ہوتے ہوتے اُس سے بھی زیادہ قرب کی صورت اختیار کرلی۔

(تفسیر صغیر صفحہ ۷۰۱-۷۰۲)

یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے کلمہ توحید کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کو منسلک کیا ہے۔ ہر وہ مسلمان جو توحید باری تعالیٰ کا اقرار کرتا ہے۔ اُس پر لازم ہے کہ وہ محمد رسول اللہ کی رسالت کا بھی اقرار کرے کیوں کہ وہی اس کوچہ کا رہنما ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

''لیکن ایک بات ہے جس میں کوئی تغیر نہیں وہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اصل یہی بات ہے اور باقی جو کچھ ہے وہ سب مکملات ہیں۔۔۔ ساری مادی چیزیں جل گئی ہیں اور ایک فنا ان پر اور اس کے ایمان میں آگئی ہے۔ تب وہ لا الٰہ الا اللہ منہ سے نکالتا ہے اور محمد رسول اللہ اُس کا دوسرا جزء ہے۔ وہ نمونہ کیلئے ہے کیونکہ نمونہ اور نظیر سے ہر بات سہل ہوجاتی ہے انبیاء علیہ السلام نمونہ کیلئے آتے ہیں اور آنحضرت ﷺ جمیع کمالات کے نمونہ کے جامع تھے کیوں کہ سارے نبیوں کے نمونے آپ میں جمع ہیں''۔

(ملفوظات جلد ۳ نمبر ۶۳)

(۳) رسول کریم ﷺ کے اخلاق فاضلہ کے مطالعہ کا آسان طریق:۔

حضرت رسول کریم ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کے مطالعہ کیلئے سب سے سہل اور آسان طریق قرآن کریم کا مطالعہ ہے کیوں کہ وہ کامل شریعت جو تمام بنی نوع کی ہدایت کیلئے نازل

ہوئی وہ قرآن کریم ہے۔ پس ضروری تھا کہ اخلاق فاضلہ کی جو اعلیٰ تعلیم قرآن کریم نے پیش کی اُس کا حامل فی ذاتہ ان اعلیٰ اخلاق کا کامل نمونہ ہو۔

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ وجود ہیں جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو جاننے والے ہیں اور اس کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے والے تھے۔ پس اگر آپؐ کی شفاعت سے حصہ لینا ہے تو پھر آپ کی سنت پر عمل کرنا ہوگا۔ آپ کے عمل کو دیکھنا ہوگا۔ اپنے اُوپر قرآن کریم کی حکومت کو لاگو کرنا ہوگا کیوں کہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے یہی فرمایا ہے کہ کان خلقہ القرآن یہی آپ کا امتیاز اور آپ کی شان تھی کہ آپ کا ہر فعل ہر قول ہر عمل قرآن کریم کے مطابق تھا"۔

(خطبہ جمعہ ۶ مئی ۲۰۱۱ بیت الفتوح لندن)

سب سے عمدہ اور سب سے پیارا اور سب سے بہتر اور کامل نمونہ خود ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وجود میں ہمارے سامنے موجود ہے تا کہ ہم اس کی پیروی کریں اور ان اخلاق فاضلہ سے حصہ پائیں جس کے نتیجہ میں ہمیں بھی خدا کی محبت عطا ہو جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اعلان کردے اگر کوئی خدا تعالیٰ سے محبت کا دعویدار ہے اور چاہتا ہے کہ خدا بھی اُس سے محبت کرے تو اس کو لازم ہے کہ وہ میری پیروی کرے کیوں کہ صرف اس راہ سے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت تم کو حاصل ہوگی کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے عشق کی راہوں سے جس طرح وہ آشنا ہے کوئی دوسرا آشنا نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا خوب فرماتے ہیں۔

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
ترے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اس بات کو یوں بیان کرتے ہیں

مجھے اس بات پر ہے فخر محمود
میرا معشوق محبوب خدا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں۔

"اس زمانہ میں جو کچھ خدا تعالیٰ کا فیض اور فضل نازل ہو رہا ہے وہ آپ ہی کی اطاعت اور آپ ہی کے اتباع سے ملتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا خدا تعالیٰ کی رضاء کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف اور حقائق اور کشوف سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس پر ملتے ہیں جب تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں کھویا نہ جائے اور اس کا ثبوت خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔ اور خدا تعالیٰ کے اس دعویٰ کی عملی اور زندہ دلیل میں ہوں"۔

(الحکم ۱۲ دسمبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۔۲)

(۴) نبی کریم ﷺ کے اخلاق فاضلہ کے بارے میں خدا تعالیٰ کی گواہی:

خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی قربت کا اعلیٰ مقام رسول کریم ﷺ کو یوں ہی عطا نہ ہوا تھا بلکہ یہ مقام آپؐ کے اعلیٰ اخلاق فاضلہ اور آپ کے اوصاف حمیدہ کے نتیجہ میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنک لعلی خلقٍ عظیم

(القلم:۵)

یعنی اے محمد ﷺ یقیناً تو نہایت اعلیٰ درجہ کے عظیم خلق کا مالک ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت ﷺ کے اعلیٰ اخلاق عفو، سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ ظاہر ہوئے جو ایک گروہ کثیر کفار کا انہیں اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا۔ دکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا۔ ان کے محتاجوں کو مالا مال کر دیا اور قابو پا کر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۹۱۔۱۹۲)

(۵) اخلاق فاضلہ کے تمام پہلوؤں پر آپؐ کا حاوی ہونا:

انسانی اخلاق کا کوئی ایسا پہلو نہیں جس کا آپؐ نے اعلیٰ نمونہ پیش نہ کیا ہو اور ایسا نمونہ کہ جس کی نظیر پیش کرنا بھی ناممکن ہے ادب وحیا۔ صدق وصفا، دیانت، مؤاسات ومواخات شجاعت، سخاوت، غیرت، عدل، رحم، احسان ہمدردی غرضیکہ کسی بھی صفت میں آپؐ یکتا اور بے مثل تھے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان اوصاف حمیدہ نے آپؐ سے اپنے طور وطریق سیکھے تھے۔ آپؐ نے اپنے عمل سے ان صفات کو معانی کے لباس سے آراستہ کیا تھا بلکہ بعض اخلاق فاضلہ تو اگر آپؐ نہ آتے تو کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکتے تھے۔

آپؐ نے نہ صرف یہ کہ ان اخلاقِ فاضلہ کو اپنے عمل سے زینت بخشی بلکہ ایک دوسرے کے متقابل اخلاق کے درمیان اعتدال اور توازن قائم کرتے ہوئے اس پر چار چاند لگائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"اخلاق آنحضرت ﷺ کہ وہ صدہا مواقع میں اچھی طرح کھل گئے اور امتحان کئے گئے اور ان کی صداقت آفتاب کی طرح روشن ہوگئی اور جو اخلاق کریمہ، جود اور سخاوت اور ایثار اور فتوحات اور شجاعت اور زہد اور قناعت، اعراض عن الدنیا کے متعلق تھے وہ بھی آنحضرت ﷺ کی ذات مبارکہ میں ایسے روشن اور تاباں اور درخشاں ہوگئے کہ مسیح کیا بلکہ دنیا میں آنحضرت ﷺ سے پہلے کوئی بھی ایسا نبی نہیں گذرا جس کے اخلاق ایسی وضاحتِ تامہ سے روشن ہوگئے ہوں"۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۶۰۔۲۶۳)

(۶) آپ سے پہلے کسی نبی کو وہ مواقع پیش نہیں آئے جن سے ان کے جملہ اخلاق کا مکمل اظہار ہو سکے۔

یہ عجیب بات ہے کہ آپؐ سے پہلے کسی نبی کی زندگی میں وہ واقعات پیش نہیں آئے جن کے ہوتے ہوئے اخلاق فاضلہ کے تمام انواع امتحان کی کسوٹی پر پرکھے جاسکیں۔ مثال کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی دکھوں اور تکلیف میں گذری اور صلیب پر چڑھتے ہوئے تو ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا اور وہ پکار اُٹھے "اے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حصہ میں کبھی کشائش اور بادشاہت کا دور نہیں آیا اس لئے اخلاق فاضلہ کے بہت سے صفات کے وہ مظہر نہ بن سکے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے شارع نبی تھے ان کی زندگی بھی بعض پہلوؤں تک مختص رہی۔ پس وہ کیونکر تمام انسانوں کیلئے کامل نمونہ بن سکتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

" آنحضرت ﷺ کے جس قدر اخلاق ثابت ہوئے ہیں وہ کسی اور نبی کے نہیں کیوں کہ اخلاق کے اظہار کیلئے جب تک موقع نہ ملے کوئی اخلاق ثابت نہیں ہو سکتا مثلاً سخاوت ہے لیکن اگر پیسہ نہ ہو تو اظہار کیوں کر ممکن ہو۔ ایسا ہی کسی کو لڑائی کا موقعہ نہ ملے تو شجاعت کیوں کر ثابت ہو۔ ایسا ہی عفو، اس صفت کو وہ ظاہر کر سکتا ہے جسے اقتدار حاصل ہو۔ غرض خلق موقع سے وابستہ ہیں اب سمجھنا چاہیئے کہ یہ کس قدر خدا کے فضل کی بات ہے کہ آپؐ کو تمام اخلاق کے اظہار کے موقع ملے .... مکہ میں جن لوگوں نے دکھ دئے تھے جب آپ نے مکہ کو فتح کیا تو آپ چاہتے تو سب کو ذبح کر دیتے مگر آپ نے رحم کیا اور لا تثریب علیکم الیوم کہہ دیا۔ آپ کا بخشنا تھا سب مسلمان ہوگئے۔ اب اس قسم کے عظیم الشان نشان کسی نبی میں پائے جاتے ہیں ہرگز نہیں"۔

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۸۷)

(۷) اخلاق فاضلہ کے اظہار کے تمام مواقع آپؐ کو عطا ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"جب تک انسان پر وہ زمانہ نہ آئے جو ایک مصیبتوں کا زمانہ اور ایک مقدرت اور حکومت اور ثروت کا زمانہ ہو اس وقت تک اس کے سچے اخلاق ہرگز ظاہر نہیں ہو سکتے۔ صاف ظاہر ہے کہ جو شخص صرف کمزوری اور ناداری اور بے اقتداری کی حالت میں لوگوں کی ماریں کھاتا مر جائے اور اقتدار اور حکومت اور ثروت کا زمانہ نہ پائے۔ اس کے اخلاق میں کچھ بھی ثابت نہ ہوگا...... مگر خدا کی عنایت اور فضل نے ہمارے نبی ﷺ کو ان اخلاق کے ظاہر کرنے کا موقع دیا چنانچہ سخاوت، شجاعت اور حلم اور عفو اور عدل اپنے اپنے موقع پر ایسے کمال سے ظہور میں آئے کہ صفحہ دنیا میں اس کی نظیر ڈھونڈنا لاحاصل ہے اپنے دونوں زمانوں میں ضعف اور قدرت اور ناداری اور ثروت میں تمام جہان کو دکھلا دیا کہ وہ پاک ذات کیسی اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی جامع تھی اور کوئی انسانی خلق اخلاق فاضلہ میں سے ایسا نہیں ہے جو اس کے ظاہر ہونے کیلئے آپ کو خدا تعالیٰ نے ایک موقع

نہ دیا ہو۔ شجاعت سخاوت ، استقلال عفو، حلم وغیرہ وغیرہ تمام اخلاق فاضلہ ایسے طور پر ثابت ہو گئے کہ دنیا میں اس کی نظیر کا تلاش کرنا طلب محال ہے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۹۱۔ ۱۹۳)

(۸) متفرق واقعات:

انسان کے اخلاق کے مکمل اظہار کا موقعہ اس کی عائلی زندگی میں اس کو میسر آتا ہے بعض معزز اور با اثر لوگ جو سماجی زندگی میں بڑے بڑے نام ونمود کے مالک سمجھے جاتے ہیں وہ ازدواجی زندگی میں ناکام ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) مگر ہمارے نبی کریم ﷺ کے اخلاق اس پہلو سے بھی بہت اعلیٰ اور ارفع تھے ۔ آپؐ نے متعدد شادیاں بھی کیں۔ مگر آپؐ کے ازواج مطہرات میں سے ہر ایک نے یہی گواہی دی کہ ہمارے ساتھ آپؐ کا سلوک نہایت پیارا، نرمی کا اور بہت حسن اور احسان کا تھا۔ کبھی آپؐ پر غصہ نے غلبہ نہیں کیا۔ آپؐ خود فرماتے ہیں ۔ **خیرُکم خیرکم لاھلہٖ وانا خیرکم لاھلی** ۔ یعنی اے لوگو تم میں سے بہتر وہی ہے جو اپنی بیوی بچوں سے حسن سلوک کرنے میں بہتر ہو اور تم جانتے ہو کہ میں اپنے اہل وعیال سے بہتر سلوک کرنے کے لحاظ سے تم سب سے بہتر ہوں۔ پس اگر تم بہتر بننا چاہتے ہو تو میرے نمونہ کو اختیار کرو۔

ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا اے عائشہ جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو یا جب تم مجھ سے خفا ہوتی ہو تو مجھے اس کا پتہ لگ جاتا ہے حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ وہ کیسے۔ آپ نے فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو محمدؐ کے ربّ کی قسم اور جب تم کبھی خفا ہوتی ہو تو کہتی ہو ابراہیم کے ربّ کی قسم۔

غور فرمائیں آپؐ کا کیا پیارا انداز تھا۔ اس قدر دینی مصروفیات کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج مطہرات کے جذبات اور احساسات کا کس قدر لحاظ اور پاس تھا کس باریکی سے آپ ان کا خیال فرماتے تھے۔ اور یہ آپ کی اعلیٰ تربیت اور آپ کے اخلاق کا ہی نتیجہ تھا کہ حضرت عائشہؓ بھی اپنی خفگی کا اظہار ایسے پاک انداز میں کرتی تھیں۔

(۲) غلاموں سے حسن سلوک:

سب کو معلوم ہے کہ عرب کے لوگ جاہلیت کے زمانہ میں غلاموں سے برا سلوک کرتے تھے جب آنحضرت ﷺ کی شادی حضرت خدیجہؓ سے ہوئی اور حضرت خدیجہؓ نے اپنی ساری دولت اور اپنا سارا مال آپؐ کے قدموں میں لاکر ڈال دیا اور اپنا سب کچھ آپؐ کے سپرد کر دیا تو آپ نے اپنی ساری دولت اور اپنا سارا مال آپ کے قدموں میں لاکر ڈال دیا اور اپنا سب کچھ آپ کے سپرد کر دیا تو آپ نے سب سے پہلے ان سب غلاموں کو ہمیشہ کیلئے آزاد کر دیا جو حضرت خدیجہؓ کی ملکیت تھی ۔ بعد میں بھی آپ ساری عمر غلاموں کی آزادی کی کوششوں میں لگے رہے اور انکی آزادی کا کوئی موقعہ اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیا اور جو ابھی تک آزاد نہ تھے ان سے ہمیشہ حسن سلوک کی تلقین فرماتے رہتے تھے۔

حضرت زیدؓ جو ایک حبشی غلام تھے جو شروع میں آپ پر ایمان لائے تھے جب ان کے والدین کو پتہ لگا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں اور آپ نے ان کو آزاد کیا ہوا ہے تو وہ انکو لینے چلے آئے مگر باوجود آپ کی اجازت کے اپنے والدین کو چھوڑ کر اپنے بہت پیار کرنے والے مہربان آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ رہنے کو زیادہ پسند کیا۔ یہ آپؐ کے اعلیٰ اخلاق اور حسن سلوک ہی کا کرشمہ تھا۔ جس کی مثال ساری دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی۔

ایک مرتبہ ایک حبشی غلام اپنے اوپر ہونے والے ظلم وستم کے خیال میں کھویا ہوا تھا اور اپنی کم مائیگی اور اپنی احساس محرومی میں ڈوبا ہوا سوچ رہا تھا کہ غلام ہونے کی وجہ سے سبھی مجھ سے نفرت کرتے ہیں مجھ سے کوئی پیار اور محبت اور ہمدردی کرنے والا نہیں اور نہ جانے کب سے ان خیالوں میں کھویا کھڑا تھا کہ اچانک ایک شخص نے اُس کی آنکھیں پیچھے سے آکر بند کرلیں اور پسینہ سے شرابور اور اس کے میلے کچیلے بدن کو کھینچ کر اپنے سینہ سے چمٹا لیا اور وہ غلام وفور جذبات سے تڑپ اٹھا اور چلا اٹھا۔ یا رسول اللہ ! یا رسول اللہ ! یہ آپ ہی ہیں اور اس دنیا میں اور کوئی نہیں ہوسکتا جو مجھ جیسے غریب بدزیب غلام سے ایسا پیار بھرا اور ایسی اپنائیت والا سلوک کرے۔ **اللھم صلِّ علی محمد وبارك وسلم علیه**۔

(۳) ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ سے گذر رہے تھے تو آپؐ نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت ہے جو سڑک کے کنارے بیٹھی ہے اور اس کی گٹھری ساتھ ہی رکھی ہوئی ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا مائی تونے کہاں جانا ہے۔ اُس نے کہا بیٹا میں نے مکہ جانا ہے اور میں تھک کر بیٹھ گئی ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنا بھار مجھے دے دو چنانچہ آپ نے بڑھیا کی گٹھری اٹھالی اور اس بڑھیا کو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ وہ بڑھیا آپکے اس نیک سلوک اور آپ کی گفتگو اور آپؐ کے اخلاق سے بہت متاثر ہوئی اور اُس نے کہا بیٹا میں تجھے بدلے میں کچھ دے نہیں سکتی مگر میں تیری بھلائی کیلئے ایک بات بتانا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے سنا ہے کہ مکہ میں ایک جادوگر رہتا ہے جو لوگوں کے ایمان کو خراب کرتا ہے تو اُس سے بچ کر رہنا۔ آپؐ نے جواب دیا مائی؟ وہ تو میں ہی ہوں جس کے بارے میں لوگ بات کرتے ہیں تب بڑھیا کہنے لگی اگر تو ہی وہ شخص ہے تو یقیناً تیرا جادو مجھ پر چل گیا ہے۔ اب میں وہ سب کچھ ماننے کیلئے تیار ہوں جو تو مجھ سے کہےگا اور وہ بڑھیا آپ پر ایمان لے آئی۔

(۴) اُبی ابن سلول جو منافقوں کا سردار تھا جس کی منافقانہ کاروائیوں سے حضور ﷺ خوب واقف تھے اور آپؐ اُس کے فتنہ کی کاروائیوں سے بارہا دُکھ اٹھا چکے تھے۔ جب وہ فوت ہوا تو آپؐ اُس کا جنازہ پڑھانے کیلئے نکل کھڑے ہوئے حضرت عمرؓ سے رہا نہ گیا اور کہا یا رسول اللہ یہ شخص تو منافق ہے۔ آپ اس کا جنازہ کیوں پڑھاتے ہیں ۔ ان کے بارے میں تو خدا تعالیٰ کی وحی نازل ہوئی ہے کہ تو اگر ستر مرتبہ بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ انکے گناہ نہیں بخشے گا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے عمر میں ستر سے زیادہ مرتبہ ان کیلئے مغفرت طلب کروں گا۔ تو یہ تھے ہمارے پیارے آقا رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق ۔ آپؐ کے دل میں اپنوں کیلئے ہی نہیں بلکہ اپنے شدید ترین دشمنوں کیلئے بھی حقیقی ہمدردی کا جذبہ موجزن رہتا تھا۔

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایسے صحابہ میں سے تھے جن کو بہت بعد میں اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی۔ اس لئے انہوں نے تہیہ کرلیا کہ اب وہ مسجد نبوی میں دھونی رما کر بیٹھے رہیں گے اور اِدھر اُدھر نہیں جائیں گے تاکہ کسی وقت بھی خدا تعالیٰ کے رسول کی باتیں سننے سے محروم نہ رہ جائیں۔ ان ایام میں انہوں نے بھوک اور فاقے بھی برداشت کئے۔ ایسے ہی ایک دن کی بات ہے کہ آپؓ کو بہت شدید بھوک لگی ہوئی تھی مگر آپؓ کسی سے مانگ بھی نہ سکتے تھے۔ اتنے میں حضرت عمرؓ کا ادھر سے گذر ہوا۔ آپؓ نے حضرت عمرؓ سے ایک آیت کے معنی دریافت کئے جس میں کہا گیا تھا کہ مومن وہ لوگ ہیں جو خدا کی خاطر مسکینوں ، یتیموں اور بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے انداز میں اس آیت کے معنی اور تفسیر بیان کئے۔ جب وہ چلے گئے تو حضرت ابوہریرہؓ نے دل میں کہا کہ بڑے آئے مجھے آیت کے معانی بتانے والے۔ جیسے میں آیت کا مفہوم نہیں جانتا۔

اُس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کا اُدھر سے گذر ہوا۔ وہ بھی حضرت ابوھریرہؓ کی ضرورت نہ سمجھ سکے۔ جب وہ بھی چلے گئے تو ابوھریرہ پھر بولے بڑے آئے قرآن کے معانی سمجھانے والے۔ پھر باری آئی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی جو ہر ضرورت مند کی ضرورت کو اُس کے بیان کرنے سے پہلے پہچان لیتے تھے۔ جب حضرت ابوہریرہ نے آپؐ سے اُسی آیت کے معنی دریافت کئے تو آپؐ بڑے پیار سے ان کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور بولے اے ابوھریرہ لگتا ہے تجھے بہت زور کی بھوک لگی ہے۔ چلو میرے ساتھ میرے گھر چلو تمہاری بھوک مٹانے کے سامان کرتے ہیں۔

یہ ہیں ہمارے حبیب ہمارے مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ صرف آپ کی آنکھ تھی جو آنکھوں کی زبان پڑھ لیتی تھی اور صرف آپؐ کی نظر تھی جو دلوں کی گہرائیوں میں اتر جاتی تھی اور محبت کے موتیوں کو چُن لیا کرتی تھی۔

(۶) صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب آنحضرت ﷺ نے مشرکین مکہ کی بظاہر ذلت آمیز اُس شرط کو کہ مسلمان امسال بغیر حج کئے مدینہ واپس لوٹ جائیں قبول کرلیا اور آپؐ نے سمجھ لیا کہ بغیر حج کئے واپس لوٹنے میں خدا تعالیٰ کی رضاء ہے تو آپؐ نے مسلمانوں کو حکم دیا اپنی قربانیوں کے جانوروں کو حدیبیہ کے مقام ہی پر ذبح کرلیں۔ مگر فرط غم سے وہ صحابہؓ جو آپ کے ہر حکم پر اپنی جان بھی قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے آگے نہ بڑھے بلکہ صحابہ

میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ بھی چند لمحوں کیلئے توقف میں پڑ گئے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود آگے بڑھے اور اپنی قربانی کے جانور پر چھری پھیر دی۔ تب غموں سے نڈھال صحابہؓ کو توفیق ملی کہ وہ بھی آگے بڑھیں اور قربانی کریں۔ صحابہؓ کے اس توقف اور اس کٹھن گھڑی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک خطاب میں فرماتے ہیں:۔ ”وہ منزل بہت ہی کڑی تھی۔ وہ امتحان اُن کی حدِ استعداد سے باہر تھا دراصل وہ کٹھن مہم تھی جس کو محمد مصطفیٰ ﷺ کے سوا کوئی سر نہیں کرسکتا تھا۔ وہ حد فاصل تھی جو محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہر دوسری مخلوق سے جدا کرتی تھی۔ آپ نے قدم اٹھایا تو قدم اٹھے۔ آپ آگے بڑھے تو آگے بڑھنے کا حوصلہ پیدا ہوا۔ صالحین اور شہداء اور صدیقوں کا ہی کیا ذکر اگر وہ محفل نبیوں سے بھی سجی ہوتی تو بخدا محمد مصطفیٰ ﷺ سب نبیوں سے آگے بڑھ جاتے اور اطاعتِ خداوندی میں آپ کا تخت ہر دوسرے تخت سے اُونچا بچھایا جاتا۔ ایک دفعہ نہیں بارہا آپ کی زندگی میں وہ تاریخ ساز لمحات آئے تنہا آپؐ نے الٹی ہوئی بازیوں کو جیتا۔ دشمن کی جیتی ہوئی بساط کو اُلٹ دیا۔ بارہا آپ نے مہیب خطرات کے رُخ پلٹے اور تنگ تاریک راہوں کو کشادہ اور روشن کیا۔

خود آگے قدم بڑھائے تو آپ کے غلاموں کو توفیق نصیب ہوئی کہ آپ کے نقوش کو چومتے ہوئے آگے بڑھیں۔ یہ تھا ہمارا آقا محمد مصطفیٰ ﷺ۔ منفرد اور تنہا ممتاز اور اکیلا۔ میدان جہاد کی ہر بازی کو جیتنے والا۔ محبوب سبحانی جو میدانِ وفا میں بھی سب سے سبقت لے گیا۔ (تقریر جلسہ سالانہ ربوہ)

غرضیکہ آنحضرت ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ اس قدر اعلیٰ اور ارفع ہیں کہ ان کی مثال ہمیں کہیں نظر نہیں آتی۔ اور ہمارے لئے خدا تعالیٰ کی عنایت اور اس کی رضا حاصل کرنے کا یہ ذریعہ بنایا ہے کہ ہم اپنی استطاعت کے مطابق آپ کے اخلاق فاضلہ کو اپنی زندگیوں میں اپنانے کی کوشش کریں اور اپنے اس محسنِ اعظم پر کثرت سے درود بھیجتے رہیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (احزاب:57)

یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں اے مؤمنو تم بھی اُس پر درود اور سلام بھیجا کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا خوب فرماتے ہیں:۔

مِنْ ذِكْرِ وَجْهِكَ يَاحَدِيْقَةَ بَهْجَتِيْ
لَمْ اَخْلُ فِيْ لَحْظٍ وَّلَا فِيْ اٰنِ

یعنی اے میری خوشیوں کے باغ (یعنی) اے محمدؐ میں تیرے چہرے کے ذکر سے ایک منٹ تو کیا ایک سیکنڈ بھی خالی نہیں رہتا نہ دن میں نہ رات میں۔

پھر ایک عجیب محبت میں سرشار ہوکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک پُرعظمت اور مقبول دعا کی جو آج تک اُمت محمدیہ میں کسی نے ایسی جامع دعا نہیں کی۔ آپ فرماتے ہیں۔

یارب صل علیٰ نبیک دائماً
فی ھٰذہِ الدنیا وبعث ثانی

یعنی (ہم کیا) اور ہماری بساط کیا اور ہمارا درود کیا ہم تو اپنی توفیق کے مطابق اُس رسول پر درود اور سلام بھیجتے رہیں گے۔ مگر اے میرے رب تو ہماری جانب سے تیرے نبی پر ہمیشہ درود اور سلامتی بھیجتا رہ اس دنیا میں بھی اور دوسری دنیا میں بھی۔ اس شعر میں آپ نے دائما کا لفظ استعمال کیا ہے۔ دائماً اس کو کہتے ہیں جس کے تسلسل میں وقفہ نہ پڑے اور کوئی رخنہ واقع نہ ہو۔ پانی کی ایسی دھار جس کی کسّی نہ ٹوٹے۔

یہ محض اس لئے ہوا کہ دنیا میں صرف ایک ہی محمدؐ ہے جو سب تعریفوں کا جامع اور مستحق ہے اور دنیا میں ایک ہی احمد ہے جو محمدؐ کی تعریف کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر سب سے اوّل اور سب سے آگے ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ کیا خوب فرماتے ہیں۔

وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اللھم صل علی محمد وعلیٰ آلِ محمد۔

فیضان خداوند بھی ہوتے ہیں کبھی بند؟

(کلام حضرت حسن صاحب رہتاسی مرحومؓ)

دریا ہی نہیں کرتے ہیں کوزہ میں جری بند
گر چاہیں تو کرسکتے ہیں شیشہ میں پری بند

کیا کہنا شجاعت کا تری حضرتِ انساں!
ہمت سے تری بند ہے خشکی نہ تری بند

جب سیروسیاحت کیلئے جیب میں دیکھا
پھر شملہ و کشمیر ہے نے کوہِ مری بند

جو بند کیا حق نے اُسے کھول لیا ہے
نے شرکِ خفی بند ہے نے شرکِ جلی بند

القصہ ہر اِک قسم کی سب راہیں کھلی ہیں
اِک بند ہے اُن پر تو فقط راہ نبی بند

ان سادہ مزاجوں سے تو اِتنا تو پوچھے
فیضانِ خداوند بھی ہوتے ہیں کبھی بند

جب آپ کو تسلیم ہے قرآں کی بدولت
صدیق ہیں شہداء ہیں نہ صالح نہ ولی بند

کیوں کوثرِ نبویؐ میں ہوا بند تموّج
جب تشنہ لبوں کی ہی نہیں تشنہ لبی بند

کیوں مصطفویؐ فیض کو بند آپ ہیں کرتے
اب تک نہیں دنیا میں اگر بولہبی بند

کافر پہ کشادہ ہیں اگر قہر کے کوچے
مومن پہ ہوئی کس لئے رحمت کی گلی بند

شیطان کی گر راہ زنی باقی ہے اب تک
کس وقت ملائک کی ہوئی راہبری بند

”مغضوب“ کی ”ضالین“ کی آمد ہے مسلسل
”انعمت علیھم“ کی ہوئی کب سے لڑی بند

کس طرح تبرّا ہو عدوّانِ علیؓ سے
جب دوسری جانب ہو تو لائے علیؓ بند

گر زلف بنانے کو ہے شانے کی ضرورت
کیونکر یہ بنے گی جو ہوئی شانہ گری بند

کب اُٹھیں گی اس باغ سے بلبل کی صدائیں
ہر وقت جہاں رہتے ہیں غنچہ و کلی بند

جب تک ہے شہنشاہؐ کے ہاتھوں میں حکومت
نے تاج ہے مفقود نہ ہے تاجوری بند

مریم کے جگر بند کے آنے پر نبوت!
ہم آپ سے پوچھیں گے گر اس وقت رہی بند

کیا فائدہ پھر جیب میں رکھنے کا پیارو
جب وقت کی پڑتال پہ پاتے ہو گھڑی بند

جس راہ سے ملتا ہے حسنؔ آخری انعام
یہ لوگ اُسے کرتے ہیں اللہ غنی بند

ازل سے ہی تُو خاتم الانبیاء تھا

(ارشاد عرشی ملک۔ اسلام آباد۔ پاکستان)

ازل سے ہی تُو خاتم الانبیاء تھا
ازل سے ہی تُو نقطۂ منتہا تھا

جب ارض و سما، نہ زمان و مکاں تھا
اندھیرا خلا تھا، دھوآں ہی دھوآں تھا

نہ تھے چاند سورج نہ تھیں کہکشائیں
نہ بادل، نہ بارش، نہ ٹھنڈی ہوائیں

سمندر نہیں تھے، فضائیں نہیں تھیں
یہ موسم نہیں تھے، گھٹائیں نہیں تھیں

تھی بزمِ عناصر عجب زلزلوں میں
جب آدم تھا تخلیق کے مرحلوں میں

تھا مٹی میں، پانی میں، گارے میں لت پت
کُل انسانیت تھی خسارے میں لت پت

ملائک تھے حیراں، عجب بے کلی تھی
تجسس تھا وہ سب کی جاں پر بنی تھی

نظر تب بھی خالق کی تجھ پر لگی تھی
اور ایسی نظر جس میں وارفتگی تھی

ترے واسطے ہی یہ سب غلغلہ تھا
ترے واسطے ہی جہاں سج رہا تھا

تُو اُس وقت بھی نُقطۂ مُنتہا تھا
تُو اُس وقت بھی خاتم الانبیاء تھا

خاتم النبیین ﷺ کی واضح ترین تفسیر، تعین مفہوم کیلئے پانچ پہلوؤں پر غور لائے جائیں۔

مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری

مقامِ مدح

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں صرف سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین قرار دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس انفرادی اور امتیازی مقام کا ذکر سورہ احزاب کی ان آیات میں آیا ہے جو سن پانچ ہجری میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے سلسلہ میں نازل ہوئی تھیں۔

سب سے پہلے یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ساری اُمت محمدیہ اور تمام علماء و مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ لقب حضورؐ کے لئے مقامِ مدح میں وارد ہوا ہے۔ اس کے معنے اور اس کا مطلب ایسا ہی ہونا چاہیئے جس سے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ثابت ہو۔ پھر یہ بھی سب کو مسلم ہے کہ جملہ انبیاء علیہم السلام میں سے صرف ہمارے نبی اکرم ﷺ کو مقامِ خاتم النبیین بخشا گیا ہے اس لئے اس کا مفہوم ایسا ہونا لازمی ہے جس سے نبی اکرم ﷺ کی سب نبیوں پر برتری ثابت ہو۔ واضح رہے کہ خاتم النبیین کے مقامِ مدح ہونے اور امتیازی شان پر مشتمل ہونے کے بارے میں کسی سمجھدار مسلمان کو اختلاف نہیں ہے۔ خود رسول اکرم ﷺ نے اپنے خاتم النبیین ہونے کو سب نبیوں پر فضیلت قرار دیا ہے۔
(صحیح مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲)

تعین معنے کیلئے پانچ پہلو

آیئے اب لفظِ خاتم النبیین کے معنے اور اس کا مفہوم متعین کریں۔ یہ تعین مختصر طور پر پانچ طریق سے ہونا چاہیئے۔ اوّل سورہ احزاب کے سیاق و سباق کے لحاظ سے۔ دوم قرآن مجید کے باقی سارے حصوں کے لحاظ سے کیونکہ قرآنی آیات ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں۔ حدیث میں ہے القرآنُ یُفسِّرُ بعضُه بعضًا: سوم احادیث نبویہ صحیحہ کے لحاظ سے چہارم عربی زبان کے محاورہ اور استعمال کے لحاظ سے۔ پنجم کتب سابقہ کی اُن پیشگوئیوں کے لحاظ سے جو نبی پاک ﷺ کی بعثت کی بشارتوں پر مشتمل ہیں۔ ظاہر ہے کہ خاتم النبیین کے جو معنے ان پانچ پہلوؤں سے متعین ہو جائیں گے وہ قطعی اور یقینی ہوں گے۔

پہلا پہلو:

(الف) لفظ خاتم النبیین سورۃ احزاب کے رکوع ۵ میں یوں وارد ہوا ہے۔ فرمایا۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○ (آیت نمبر ۴۰)

کہ محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں (کوئی آپؐ کا بیٹا نہیں) ہاں آپؐ رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔

اِس آیت کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ اس کا ایک حصہ دشمنوں کے اعتراض کے جواب پر مشتمل ہے اور ایک حصہ رسول اکرم ﷺ کی کامل مدح اور بیان فضیلت پر حاوی ہے اور آخر میں وکان اللہ بکلّ شی علیمًا کہہ کر واضح فرما دیا کہ یہ سب کچھ علم الٰہی کے مطابق ہو رہا ہے اس کی پیشگوئیوں کے مطابق ہے۔

نبیٔ اکرم ﷺ کے گھر میں متعدد فرزند تولد ہوئے۔ بعض روایتوں کے مطابق آپؐ کے ہاں گیارہ بیٹے پیدا ہوئے مگر وہ سب بچپن میں بلوغت سے پہلے ہی فوت ہو جاتے رہے۔ مکیؔ زندگی میں آپؐ کے دشمن کہتے تھے کہ آپؐ بے اولاد رہیں گے آپؐ کا کوئی بیٹا آپ کا قائم مقام نہ ہوگا۔ گویا (معاذ اللہ) آپؐ ابتر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مکّی سورہ الکوثر میں اس کے جواب میں حضورؐ کے معاندین کو ابتر ٹھہراتے ہوئے بشارت دی تھی اِنّا اعطینٰك الکوثر۔ کہ ہم نے آپؐ کو عظیم کثرت عطا فرمائی ہے، تجھے کون ابتر کہہ سکتا ہے؟

مدنی زندگی میں آپؐ کے سابق متبنیٰ حضرت زیدؓ نے حضرت زینبؓ کو طلاق دے دی اور حضورؐ نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے حضرت زینبؓ سے نکاح فرما لیا تو کافروں اور منافقوں نے شور مچا دیا کہ حضورؐ نے اپنے بیٹے کی مطلقہ سے شادی کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسم تبنی کو باطل ٹھہرایا اور فرمایا کہ محض منہ سے کہہ دینے سے کوئی کسی کا بیٹا نہیں بن جاتا۔ زیدؓ آپؐ کا بیٹا نہیں بلکہ آپ کسی بھی بالغ مرد کے باپ نہیں ہوئے۔ آپ کے سب بیٹے بچپن میں انتقال کر گئے۔ پس بیٹے کی مطلقہ سے شادی کر لینے کا اعتراض سراسر باطل اور بے بنیاد ہے۔ اب سوال ہوتا تھا کہ پھر دشمنوں کے ابتر ٹھہرانے کے اعتراض کا کیا جواب ہے؟ اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے حرفِ استدراک لکن (لا کر مکمل جواب دیا اور حضرت نبی اکرم ﷺ کا بلند ترین مرتبہ و مقام بیان فرما کر دشمنوں کے مُنہ بند کر دیئے۔ فرمایا کہ آپؐ رسول اللہ ہیں ساری اُمت جو رہتی دنیا تک باقی رہے گی آپؐ کی اولاد ہے۔ یہ اولاد تعداد کے لحاظ سے بھی عظیم کثرت میں ہوگی۔ نیز فرمایا کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں آپؐ سب نبیوں کے بھی باپ ہیں، سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ آپؐ کی فیض رسانی نبیوں کے لئے بھی دائم و جاری ہے۔ ظاہر ہے کہ صالح، شہید، صدیق اور نبی روحانیت کے چار درجے ہیں نبی ان میں سب سے اعلیٰ ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین قرار دیا ہے وہ ساری نوعِ آدم سے افضل و اعلیٰ ہوگا کیونکہ وہ نبیوں کا بھی باپ ہے۔ آیت خاتم النبیین کی ساخت اور ترکیب ہی مفہوم کو متعین کرتی ہے اور اسی سے ابتریت کے الزام کا مکمل رد ہوتا ہے۔ گویا آپؐ کی رُوحانی اور معنوی اولاد تعداد اور درجہ ہر لحاظ سے عظیم کثرت میں ہے اور بے نظیر ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے کیا خوب لکھا ہے کہ:۔

"حاصل مطلب آیۃ کریمہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوتِ معروفہ تو رسول اللہ صلعم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوتِ معنوی اُمتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے۔ انبیاء کی نسبت تو فقط خاتم النبیین شاہد ہے"
(رسالہ تحذیر الناس صفحہ ۱۰)

(ب) اگر آپ آیت خاتم النبیین پر سورۂ احزاب کے سیاق و سباق کے لحاظ سے غور فرمائیں تو بھی خاتم النبیین کے معنے افضل و اعلیٰ اور نبیوں کے باپ ہونے کے معنے ہی متعین ہوتے ہیں۔ بات یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب کے پہلے رکوع میں اعلان فرمایا تھا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ (آیت ۶) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے ان کی جانوں کی نسبت بھی قریب تر ہیں اور آپؐ کی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب حضورؐ کی بیویاں روحانی طور پر مومنوں کی مائیں قرار پائیں تو آپؐ مومنوں کے بلحاظ نبی ضرور باپ قرار پائیں گے۔ اب جب آیت خاتم النبیین نازل ہوئی اور اس کے پہلے حصہ میں ماکان محمد ابا احد من رجالکم کہہ کر آپؐ کے مردوں کے باپ ہونے کی نفی کی گئی تو سوال پیدا ہوا کہ سورۂ احزاب کے شروع میں جو بطور نبی حضورؐ کو باپ ٹھہرایا گیا تھا کیا وہ بھی ختم ہو گیا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے ولکن رسولَ اللہِ وخاتم النبیین فرما کر وضاحت فرمائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوتِ روحانی بدستور قائم ہے اور اس کا دائرہ تو انتہائی وسیع ہے۔ سب زمانوں، ساری نسلوں اور نوعِ آدم کے سارے انسانوں پر حاوی ہے۔ آپؐ رسول اللہ ہیں اس لئے مومنوں کے باپ ہیں، آپؐ خاتم النبیین ہیں اسلئے نبیوں کے لئے آپؐ کا وجود باجود فیض رساں ہے۔ پس آیت خاتم النبیین سے پہلے کا سورۂ احزاب والا حصہ بھی اسی معنے کی تائید کرتا ہے جو اُوپر مذکور ہوئے ہیں۔ آیت خاتم النبیین (آیت ۴۰) کے بعد کی آیات میں بھی یہی صراحت ہے کہ حضورؐ کی فیض رسانی جاری و ساری ہے آپؐ ہمیشہ کیلئے اُسوۂ حسنہ ہیں اور آپؐ کا خاتم النبیین ہونا مومنوں کیلئے فضل کبیر پانے کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ سورۂ احزاب کی آیات ۴۵۔۴۶ اور ۴۷ کے یہ الفاظ ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۔ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ○

کہ اے نبی! ہم نے تجھے سب لوگوں پر گواہ بنا کر مومنوں کیلئے بشارت دینے والا اور منکرین کیلئے انذار کرنے اور اللہ کے حکم سے سب کو دعوت الی اللہ کرنے والا بنا کر بھیجا اور اللہ نے آپؐ کو سراج منیر، روشنی بخشنے والا سورج بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اے نبی! تو سب

ایمانداروں کو بشارت دے کہ ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل کبیر مقدر ہے۔

اگر تدبر کیا جائے تو ان آیات میں خاتم النبیین کے معنے متعین کر دیئے گئے ہیں۔ حضورؐ سراج منیر ہیں۔ آپؐ کا نور ہمیشہ دلوں کو منور کرے گا اور آپؐ سے ساری اُمت ہمیشہ کیلئے روحانی روشنی حاصل کرتی رہے گی۔ پھر فرمایا کہ آپؐ کی خاتمیت یوں جلوہ گر ہوتی رہے گی کہ مومنوں کیلئے فضل کبیر کے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے۔

اِس فضل کبیر کی تفسیر سورہ نساء ۹ میں یوں کی گئی ہے۔ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا○

کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت کریں گے آپؐ کے متبع اور پیرو ہوں گے وہ ان لوگوں کے ہمرتبہ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ پہلے انعام فرما چکا ہے یعنی نبی صدیق، شہید اور صالح بنا چکا ہے یہ اچھے ساتھی ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے۔

اگر انسان خدا ترسی سے غور کرے تو اسے صاف نظر آجاتا ہے کہ سورۂ احزاب میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین قرار دینے کے نتیجہ میں مومنوں کو جس فضل کی بشارت دی تھی وہ فضل یہی ہے کہ سورہ نساء ۹ کی آیت میں مذکور ہے یعنی حضور ﷺ کے امتیوں کا حسب مراتب چاروں درجاتِ انعام رُوحانی حاصل کرنا۔ دیکھئے خاتم النبیین کی یہ کتنی واضح تفسیر ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے اسی سورۂ احزاب میں فرمادی ہے؟ پھر اسی سورہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا○ (احزاب ۲۲) کہ آنحضرت ﷺ خوف خدا رکھنے والوں اور قیامت پر ایمان لانے والوں اور ذکر کثیر کرنے والوں کیلئے دائمی طور پر کامل نمونہ ہیں۔ اس آیت میں بھی خاتمیت محمدیہ کی وضاحت کی گئی ہے کیونکہ اس میں حضور ﷺ کو اعلیٰ اور کامل نمونہ قرار دیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں سورۃ احزاب کے سیاق و سباق کے لحاظ سے خاتم النبیین کی تفسیر ظاہر ہے۔ ان آیات سے متعین ہوگیا کہ آپ مومنوں کے باپ ہیں۔ اُمت کیلئے جملہ نعماء الٰہیہ کے دروازے کھولنے والے ہیں اور اپنی جامعیت کے باعث سب کیلئے اسوۂ حسنہ ہیں۔

دوسرا پہلو:

قرآن مجید کی دوسری سورتوں کی رُو سے خاتم النبیین کا کیا مفہوم متعین ہوتا ہے؟ ہمارے اور دوسرے علماء کے درمیان اختلاف ہے وہ اس کے معنے نبیوں کو بند کرنے والے اور ہر قسم کی نبوت کو منقطع کرنے والے کے لیتے ہیں اور ہمارے نزدیک خاتم النبیین کا لفظ فیوض محمدیہ کے اُمت میں جاری ہونے اور حضورؐ کے افضل النبیین اور سید المرسلین ہونے پر دال ہے جس کے نتیجہ میں یہ تو ضرور قرار پاتا ہے کہ کوئی نئی شریعت والا نبی نہ آئے اور آپؐ کی پیروی و اتباع کے بغیر کوئی نعمتِ نبوت سے سرفراز نہ ہو سکے۔ لیکن اصل مفہوم اور بالذات معنی فیض رسانی اور افضلیت کے ہی ہیں۔

آیئے اب اس اختلاف کا فیصلہ قرآنی آیات کی روشنی میں کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۱) اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ (الحج ۷۵)

کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے بھی رسول منتخب کرتا ہے اور کرتا رہے گا اور انسانوں میں سے بھی کیونکہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

اِس آیت میں فرشتوں اور انسانوں میں سے رسولوں کو انتخاب کرتے رہنا اللہ تعالیٰ کی سنت مستمرہ قرار دیا ہے کیونکہ یصطفی استمرار پر دلالت کرتا ہے۔

(۲) مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (آل عمران:۱۷۹)

ترجمہ: اللہ کے شایانِ شان نہیں کہ وہ تم (صحابہؓ) کو اسی حال پر چھوڑ دے جس پر تم ہو جب تک خبیث اور طیب میں فرق کر کے نہ دکھائے اور وہ تم کو (براہِ راست) غیب پر مطلع کرنے والا بھی نہیں لیکن وہ اپنے حسب مشیت رسولوں کو برگزیدہ کیا کرے گا پس تم اللہ تعالیٰ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر و ثواب ہوگا۔

اس آیت میں مخاطب مومنین ہیں۔ ان میں نزولِ قرآن کے بعد بھی خبیث و طیب میں فرق ہوتے رہنے کی ضرورت ہے۔ منافق اور مخلص میں امتیاز تو پیدا ہونا لازمی ہے۔ دلوں کا حال اللہ ہی جانتا ہے اسلئے یہ امتیاز وہی پیدا کرسکتا ہے وہ براہِ راست ہر شخص کو دوسرے کے دل کی کیفیت نہیں بتائے گا۔ بلکہ رسول کو منتخب کیا کرے گا۔ اس طرح ایمان لانے اور تکذیب کرنے سے امتیاز واضح ہوتا رہے گا۔ یہ نہایت صاف بیان ہے جس کا تعلق خود مسلمانوں سے ہے۔

(۳) قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ○ (الاعراف:۳۸)

ترجمہ: (تب اللہ ان سے) کہے گا جاؤ جا کر آگ میں اُن اُمتوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ جو تم سے پہلے جنوں اور انسانوں میں سے گذر چکی ہیں۔ جب کوئی قوم (آگ میں) داخل ہوگی تو اپنے سے پہلی بہن (یعنی قوم) کو لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب سب اس (آگ) میں داخل ہو چکیں گے تو ان میں سے آخری (داخل ہونے والی جماعت) اپنے سے پہلی کے متعلق کہے گی اے ہمارے ربّ اِن لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا۔ پس تو ان کو دوزخ میں کئی گنے زیادہ عذاب دے (اس پردہ) فرمائے گا سب کو ہی زیادہ عذاب مل رہا ہے لیکن تم جانتے نہیں اور (اس پر) ان میں سے پہلی قوم اپنے سے پچھلی قوم کو کہے گی تم کو ہم پر کوئی فضیلت نہیں تھی (کہ تم کو کم عذاب دیا جائے) پس تم اپنے اعمال کی وجوہ سے عذاب چکھو۔

اس آیت میں بقدرِ نسل آدمؑ تک سلسلہ رسل کے جاری ہونے کا اعلان ہے۔

(۴) تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْــَٔــلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ○ (البقرۃ:۱۳۴)

ترجمہ: یہ وہ جماعت ہے جو (اپنا زمانہ پورا کر کے) فوت ہو چکی ہے جو کچھ اس نے کمایا (اس کا نفع نقصان) تمہارے لئے ہے اور جو کچھ وہ کرتے تھے اس کے متعلق تم سے (کچھ) نہیں پوچھا جائے گا۔

اِس آیت سے صریح طور پر ثابت ہے کہ جب تک حضرت ابراہیمؑ کی نسل باقی ہے اور ان میں اچھے لوگ موجود ہیں وہ ابراہیمی عہد (امامت و نبوت) کے وارث بنتے رہیں گے۔

پس قرآنی آیات سلسلہ نبوت کو جاری قرار دیتی ہیں۔ ہاں خاتم النبیینؐ کے ظہور کے بعد اس انعام پانے کیلئے **ومن یطع اللہ والرسول** کی آیت کے مطابق رسول مقبول ﷺ کی اطاعت و اتباع شرط ہے کوئی غیر اُمتی اس مقام کا پانے والا نہیں ہو سکتا۔ صرف اُمتی نبوت ہی جاری و ساری ہے۔

تیسرا پہلو:

تیسرا پہلو خاتم النبیین کے معنوں کی تعین کیلئے احادیث نبویہ ہیں بلاشبہ یہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید کی حقیقی تفسیر حضرت سرورِ کونین ﷺ کو ہی معلوم ہے۔ آپؐ سے بڑھ کر کوئی قرآن مجید کا مفہوم نہیں رکھتا مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث راویوں کے ذریعہ ایک زمانہ کے بعد مدون ہوئی ہیں ان کے الفاظ میں راویوں کی سمجھ کا بھی حصہ شامل ہوگیا ہے۔ اسی لئے یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ جس ''حدیث'' کے الفاظ قرآن پاک کے مخالف ہوں وہ یقینا رسول کریم ﷺ کی حدیث نہیں۔

اس مسلمہ قاعدہ کو مدنظر رکھ کر جب ہم احادیث پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں زیر غور معاملہ میں سب سے پہلے یہ تصریح دکھائی دیتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جن چھ باتوں کو دیگر انبیاء پر اپنی فضیلت کے طور پر بیان فرمایا ان میں ایک آپؐ کا خاتم النبیین ہونا ہے (مشکوٰۃ المصابیح.....) پس متعین ہوگیا کہ خاتم النبیین کے وہی معنے درست ہیں جن کے رُو سے حضورؐ کی تمام نبیوں پر فضیلت و برتری ثابت ہو۔

احادیث میں دوسری بات یہ نظر آتی ہے کہ اُمت کی اصلاح کیلئے ایک مسیح موعود کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور اس کا مقام چار مرتبہ لفظ ''نبی اللہ'' کہہ کر بیان ہوا ہے (نواس بن سمعان کی روایت مندرجہ مسلم) اس سے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے مسیح موعود کے نبی اللہ ہونے میں کوئی روک نہیں پس خاتم النبیین کے ایسے ہی معنے کرنے چاہئیں جو مسیح موعود کے نبی اللہ ہونے کی نفی نہ کریں۔ اس نکتہ کے پیش نظر سلف صالحین نے خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کی تفسیر

میں صاف طور پر تحریر فرمایا ہے۔

(الف) اذا المعنی انه لا یاتی نبی بعده ینسخ ملته ولم یکن من أمته۔ (موضوعات کبیر صفحہ ۶۹)

کہ خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی ایسا نبی نہ آئے گا جو آپؐ کے دین کو منسوخ کرنے والا ہو اور آپؐ کا اُمتی نہ ہو۔

(ب) "قوله صلی الله علیه وسلم لانبی بعدی ولا رسول المراد لا مشرع بعدی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ان الرسالة والنبوة قد انقطعت" کا یہ مطلب ہے کہ میرے بعد ایسا نبی نہ ہوگا جو میری شریعت کے تابع نہ ہوگا۔

(د) اُردو کتاب اقتراب الساعۃ میں نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:۔

"ہاں لا نبی بعدی آیا ہے جس کے معنے نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ لے کر نہیں آئے گا"۔

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۲)

پس احادیث سے خاتم النبیین کے معنوں کی تعیین بھی نمایاں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ کو اپنی فضیلت کے طور پر استعمال فرمایا ہے اور ایسے نبیوں کی آمد جو نئی شریعت لانے کے مدعی ہوں یا مستقل طور پر دعویٰ نبوت کرنے والے ہوں بند قرار دیکر اپنے اُمتی نبی کے آنے سے اپنی برتری و فضیلت کا اعلان فرما دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جن احادیث میں نبوت کی بندش کا ذکر ہے ان سے مراد شریعت والی نبوت ہے اور جن احادیث میں آنحضرتؐ کی فضیلت اور آنے والے مسیح موعود کے نبی ہونے کا ذکر ہے ان سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی میں حصول نبوت کا بیان ہے۔

چوتھا پہلو:

قرآن مجید کا نزول فصیح ترین عربی زبان میں ہوا ہے۔ عربی زبان کو اُم الالسنة ہونے کا مقام حاصل ہے۔ نزولِ قرآن کے وقت عربی زبان کی لغت کی کتابیں مدون نہ تھیں۔ یہ لغات کی کتابیں بالعموم عجمی اہل علم نے کافی بعد مرتب کی ہیں۔ لغت کی کتابوں کا اصلی دائرہ عمل مفرد الفاظ ہوتے ہیں۔ مرکبات کے مفہوم کی وضاحت اہل زبان کے محاورات اور استعمالات سے ہوتی ہے۔

لفظ خاتم النبیین مرکب اضافی ہے جو خاتم اور النبیین سے مرکب ہے۔ بنی انسانوں میں سب سے اونچے مقام پر ہوتا ہے نبوت ایک مرتبہ ہے اور عربی محاورہ کے رُو سے جب کسی انسان کو اہلِ مراتب کا خاتم قرار دیا جائے تو اس کے معنے صرف یہ ہوتے ہیں کہ وہ ان اہل مراتب کا اعلیٰ و افضل فرد ہے۔ جب کسی انسان کو ایسے مرکب اضافی سے بطور مدح مخاطب کیا جائے تو ساری عربی زبان میں اس کے معنے بجز افضل و اعلیٰ کے کبھی استعمال نہیں ہوئے۔ مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) ابوتمام شاعر کو خاتم الشعراء لکھا گیا۔ (وفیات الاعیان جلد ۱) (۲) ابوالطیب شاعر کو خاتم الشعراء کہا گیا (مقدمہ دیوان المتنبی مصری (۳) ابوالعلاء المعری کو خاتم الشعراء کہا گیا (حوالہ مذکورہ بالا) (۴) شیخ علی حزیں کو ہندوستان میں خاتم الشعراء سمجھتے ہیں (حیاتِ سعدی صفحہ ۱۱۷)(۵) حبیب شیرازی کو ایران میں خاتم الشعراء کہا جاتا ہے (حیات سعدی ۲۸۷)(۶) حضرت علیؓ خاتم الاولیاء ہیں (تفسیر صافی سورہ احزاب) (۷) امام شافعی خاتم الاولیاء تھے۔(التحفۃ السنیۃ صفحہ ۴۷)(۸) شیخ ابن العربی خاتم الاولیاء تھے (سرورق فتوحات مکیہ)(۹) کافور خاتم الکرام تھا (شرح دیوان المتنبی صفحہ ۳۰۴) (۱۰) امام محمد عبدہ مصری خاتم الائمۃ تھے (تفسیر الفاتحہ مطبوعہ مصر ۱۴۸) (۱۱) احمد بن ادریس خاتمۃ العلماء المحققین ہیں (العقد النفیس) (۱۲) ابوالفضل الالوسی کو خاتمۃ المحققین لکھا ہے (سرورق تفسیر روح المعانی) (۱۳) شیخ الازہر سلیم البشری کو خاتم المحققین قرار دیا گیا (الحراب صفحہ ۳۷۲)(۱۴) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کو خاتم المحدثین لکھا جاتا ہے (عجالہ نافعہ جلد اوّل (۱۵) امام سیوطی کو خاتمۃ المحققین قرار دیا گیا ہے (سرورق تفسیر اتقان)(۱۶) سب سے بڑا ولی خاتم الاولیاء ہوتا ہے (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۳۲۲)(۱۷) افضل ترین ولی خاتم الولایۃ ہوتا ہے (مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۲۷۱) (۱۸) امام سیوطی خاتمۃ المحدثین تھے (ہدیۃ الشیعہ صفحہ ۲۱۰)(۱۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الکاملین ہیں۔ (حجۃ الاسلام صفحہ ۳۵)(۲۰) حضرت عیسیٰؑ خاتم الاصفیاء الائمۃ ہیں (بقیۃ المتقدمین صفحہ ۱۸۴)

ہم اختصار کی خاطر اس جگہ صرف یہی بیس مثالیں پیش کرتے ہیں ورنہ جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین میں درج کیا ہے ایسی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں ان مثالوں سے ظاہر ہے کہ جس طرح خاتم الشعراء کے معنے سب سے بڑا شاعر خاتم الاولیاء کے معنے سب سے بڑا ولی خاتم المحدثین کے معنے سب سے بڑا محدث خاتم الائمۃ کے معنے سب سے بڑا امام، خاتم المحققین سے مراد سب سے بڑا محقق اور خاتم الکاملین کے معنے سب کاملوں سے بڑا کامل ہیں اسی طرح خاتم النبیین کے معنے ہوں گے سب سے بڑا نبی سب سے افضل پیغمبر، سب سے برتر رسول۔ جماعت احمدیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی مفہوم میں خاتم النبیین مانتی ہے جو محاورہ زبان کے عین مطابق اور اُمتِ محمدیہ کے استعمال کے موافق ہے۔ حضورؐ کی افضلیت کا بدیہی تقاضا ہے کہ آپؐ سے بڑا نبی کبھی نہ ہو۔ آپؐ کی شریعت کو کوئی منسوخ نہ کرے۔ آپؐ کے فیضان سے اُمتی نبی آسکیں۔ هذا هو المراد۔

پانچواں پہلو:

رسول مقبولؐ خاتم النبیین ہیں۔ ابتدائے آفرینش سے سب نبی آپؐ کی بشارت اپنی اپنی اُمتوں کو دیتے رہے ہیں۔ ان پیشگوئیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ بطور مثال چار پیشگوئیاں درج ذیل ہیں۔ حضرت موسیٰؑ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

(۱) "میں ان کیلئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے مُنہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا"

(استثناء ۱۸۔۱۸)

(۲) "خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے دہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کیلئے تھی"۔ (استثناء ۲/۳۳)

حضرت مسیحؑ نے انگوری باغ کی تمثیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوں ذکر فرمایا:۔

(۳) "جب باغ کا مالک آئے گا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا؟ انہوں نے اس سے کہا۔ ان بُرے آدمیوں کو بُری طرح ہلاک کردے گا اور باغ کا ٹھیکہ اور باغبانوں کو دے گا جو موسم پر اس کو پھل دیں"

(متی ۲۱/۴۰۔۴۱)

(۴) مکاشفہ یوحنا میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ان الفاظ میں درج ہوئی ہے۔

"ایک سفید گھوڑا ہے اور اس پر ایک سوار ہے جو سچا اور برحق کہلاتا ہے اور وہ راستی کے ساتھ انصاف اور لڑائی کرتا ہے اور اس کی آنکھیں آگ کے شعلے ہیں اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور وہ خون کی چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے ہوئے ہے اور اس کا نام کلامِ خُدا کہلاتا ہے اور آسمان کی فوجیں سفید گھوڑوں پر سوار اور سفید اور صاف مہین کتانی کپڑے پہنے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے ہیں اور قوموں کے مارنے کیلئے اس کے منہ سے ایک تیز آواز نکلتی ہے اور وہ لوہے کے عصا سے اُن پر حکومت کرے گا اور قادرِ مطلق خدا کے سخت غضب کی مئے کے حوض میں انگور روندے گا اور ان کی پوشاک اور ان پر یہ نام لکھا ہوا ہے بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند" (مکاشفہ ۱۹/۱۱۔۱۶)

ان پیشگوئیوں میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیلِ موسیٰ کامل نبی، خداوند کا ظہور باغ کا مالک یکتا نام والا، بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند ہے۔ یہی وہ نام ہے جو صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے۔

ختم شد برنفسِ پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

ہم ابتداء میں ذکر کر چکے ہیں کہ آیت خاتم النبیین سن ۵ ہجری میں حضرت زینبؓ کے نکاح کے موقعہ پر نازل ہوئی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیمؓ چند ماہ کے تھے۔ انکی وفات سن ۱۰ ہجری میں ہوگئی۔ انکی وفات کے موقعہ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ لو عاش لكان صديقاً نبيًا

(ابن ماجہ)

کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا، فوت نہ ہوجاتا تو وہ یقیناً صدیق نبی ہوتا۔

قارئین کیلئے یہ امر فیصلہ کن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت خاتم النبیین کے نزول کے بعد صاحبزادہ ابراہیم کیلئے امکانِ نبوت کو تسلیم فرمایا ہے صرف اس کی وفات کو اس میں روک قرار دیا ہے۔

پس خلاصہ یہ ہے کہ آیت خاتم النبیین ہر پہلو سے افضلیت پر دلالت کرتی ہے۔ اپنے ذاتی ارتقاء اور مرتبہ کے لحاظ سے بھی اپنی تاثیرات قدسیہ کے لحاظ سے بھی اور اُمت میں فیوض و برکات کے جاری رہنے کے لحاظ سے بھی۔ (رسالہ الفرقان النبی الخاتم نمبر) ❁

شانِ ختم نبوت کی عارفانہ تفسیر حضرت مہدی معہودؑ کے مقدس الفاظ کی روشنی میں

مولانا دوست محمد شاہد صاحب۔ مرحوم۔ مورخ احمدیت

تحریک احمدیت کے قیام کا مقصدِ وحید خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شانِ خاتمیت کا اپنی پوری شان اور شوکت کے ساتھ دنیا بھر میں اظہار ہے۔ چنانچہ سپین کے ممتاز عالم ربانی بے نظیر صوفی اور صاحبِ کشف و الہام بزرگ حضرت محی الدین ابن عربی ؒ (۱۱۶۵۔۱۲۴۰ء) نے اپنی تفسیر میں یہ حیرت انگیز خبر دی تھی کہ آنحضرت ﷺ کا مقامِ محمود مہدی معہود علیہ السلام ہی کے ذریعہ سے جلوہ نما ہوگا۔ فرماتے ہیں۔

"عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اَیْ فِیْ مَقَامٍ یَجِبُ عَلَی الْکُلِّ حَمْدُہٗ وَھُوَ مُقَامُ خَتْمِ الْوِلَایَۃِ بِظُھُوْرِ الْمَھْدِیِّ۔"

(تفسیر ابن عربی جلد ۱ صفحہ ۳۸۲)

خدا کی شان! حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے بعینہٖ یہی غرض وغایت اپنی بعثت کی بیان فرمائی ہے۔ حضورؑ نے تحریر فرمایا کہ:۔

"ہمارا مدعا جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے یہی ہے کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قائم کی جائے جو ابدالآباد کیلئے خدا تعالیٰ نے قائم کی ہے اور تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کردیا جائے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اِس جماعت کو اس لئے قائم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور عزّت کو دوبارہ قائم کریں"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۹۱۔۹۲)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام پر مقامِ خاتمیت محمدؐیہ کے بارے میں جو عظیم الشان روحانی تجلیات ہوئیں اُن کے نتیجہ میں آپؑ کو حقیقتِ ختم نبوت کے عرفان میں یقین اور معرفت کی فولادی چٹان پر کھڑا کردیا گیا خود فرماتے ہیں۔

"مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترا عظیم ہے۔ ہم جس قوت، یقین معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے۔ اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں"۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۴۲)

اس پس منظر میں آنحضرت ﷺ کے فرزند جلیل مہدی معہودؑ پر یہ انکشاف ہوا کہ:۔

"قرآن شریف اور حضرت خاتم الانبیاء صلعم۔ دونوں وہ دریائے بے انتہاء ہیں کہ اگر تمام دُنیا کے عاقل اور فاضل ان کی تعریف کرتے رہیں تب بھی حق تعریف کا ادا نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ مبالغہ کی نوبت پہنچے"۔

(مکتوب مبارک ۸ نومبر ۱۸۸۲ء مشمولہ مکتوبات احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۳)

مذکورہ بالا آسمانی انکشافات کی روشنی میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب اور ملفوظات میں مختلف پہلوؤں سے آیت خاتم النبیین کی نہایت پُر معارف وجد آفرین، اور روح پرور تفسیر بیان فرمائی ہے جس سے نہ صرف آنحضرت ﷺ کے منصب خاتمیت، آپؐ کی زبردست قوتِ قدسی عالمگیر فیضان اور بے مثال برکات وتاثیرات کا پتہ چلتا ہے بلکہ اس معرکۃ الآراء آیت کے بے شمار اسرار، رموز اور حقائق تک پہنچنے کیلئے ایک خارق عادت آسمانی نُور فراست عطا ہوتا ہے اور خاتمیت محمدیہ کے بحرِ ناپیدا کنار کی حیرت انگیز وسعتوں اور عمیق در عمیق حکمتوں کا تصور کرنے میں بھاری مدد ملتی ہے۔

جس طرح مہدی معہود علیہ السلام خاتم الانبیاء ختم المرسلین امام الاصفیا فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے محبوب ترین فرزند ہیں اسی طرح ختم نبوت بھی مہدی موعودؑ کا محبوب ترین موضوع ہے جس پر آپؑ نے بڑی کثرت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ اور قیامت تک آنے والے عشاق خاتم النبیین ﷺ کے لئے فکر و تحقیق کی غیر محدود راہیں روشن کی ہیں اور اس باب میں جو کچھ لکھا ہے حَکَمٌ عَدْل کے منصب کی بناء پر لکھا ہے جو حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔

ذیل میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تفسیر میں سے بطور نمونہ صرف ۱۷ معانی مطالب ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں۔

۱۔ دلائل اور معرفت کا آخری مقام

"ختم نبوت کو یوں سمجھ سکتے ہیں کہ جہاں پر دلائل اور معرفت طبعی طور پر ختم ہوجاتے ہیں وہ وہی حد ہے جس کو ختم نبوت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے"۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۸۳)

۲۔ چشمہ اَفادات

"ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چشمہ افادات مانتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۱۱)

"وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذرّیت شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۶)

۳۔ افاضہ میں تمام نبیوں سے بڑھ کر

"ہمارے نبی ﷺ اور ہمارے سید و مولیٰ (اس پر ہزار ہا سلام) اپنے افاضہ کے رُو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں"۔

(چشمہ مسیحی صفحہ ۷۲۔۷۶ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۸۹)

۴۔ نبوت کا مصدِّق

"آپ کی مُہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہوسکتی۔ جب مُہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہوجاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۰۸)

۵۔ فیض رساں مُہر

"وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اُس کی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی اُمّت کیلئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۔۲۸)

۶۔ آخری شارع اور مستقل نبی

"آنحضرت ﷺ کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت اُن پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ اُن کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو اُن کی اُمت سے باہر ہو۔ بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے وہ انہی کے فیض اور انہی کی وساطت سے ملتا ہے اور وہ اُمتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی"۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۹)

۷۔ زندہ نبی

"کسی کیلئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کیلئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور رُوحانی کو قیامت تک جاری رکھا"۔ (کشتی نوح صفحہ ۶)

۸۔ ابدی نبوت کا حامل نبی

"ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کھائی ہے کہ وہ ختم نبوت کی مُہر توڑ کر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اُتارتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کی قوتِ قدسی اور آپؐ کی ابدی نبوت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی آپؐ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپؐ کی اُمت میں وہی مہر نبوت لیکر آیا ہے۔ اگر یہ عقیدہ کفر ہے تو پھر میں اس کفر کو عزیز رکھتا ہوں"۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۴۳)

۹۔ پہلی نبوتوں کو بند کرنے والا

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند

ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو"۔ (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۰)

۱۰۔ خیر المرسلین

"حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے"۔

(ازالہ اوہام)

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

۱۱۔ جامع کمالاتِ انبیاء

"ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے اور اسی طرح پر وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپؐ پر نبوت ختم ہوگئی۔ تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپؐ پر کمالاتِ نبوت ختم ہوگئے۔ یعنی وہ تمام کمالاتِ متفرقہ جو آدمؑ سے لیکر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت ﷺ میں جمع کر دیئے گئے"۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۴۱)

۱۲۔ "جس کی اُمت عظیم استعدادوں کی حامل ہو"

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا یہ بھی ایک پہلو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اِس اُمت میں بڑی بڑی استعدادیں رکھ دی ہیں یہاں تک کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل بھی حدیث میں آیا ہے۔ علما عالم کی جمع ہے اور علم اس چیز کو کہتے ہیں جو یقینی اور قطعی ہو اور سچا علم قرآن شریف سے ملتا ہے"۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۴۷۔۳۴۸)

۱۳۔ رُوحانی ترقیات کا خاتم

"جسمانی طور پر جس قدر ترقیات آج تک ہوئی ہیں کیا وہ پہلے زمانوں میں تھیں؟ اسی طرح روحانی ترقیات کا سلسلہ ہے کہ ہوتے ہوتے پیغمبر خدا ﷺ پر ختم ہوا۔ خاتم النبیین کے یہی معنی ہیں"۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۰۳)

۱۴۔ ہر کمال کا خاتم

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال
لا جرم شد ختم ہر پیغمبرے

(براہین احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۱)

یعنی حضورؐ کے پاک نفس پر ہر کمال ختم ہو گیا اس لئے آپؐ پر پیغمبروں کا خاتمہ ہو گیا۔

۱۵۔ ہر نعمت کا خاتم

تمت علیه صفاتُ کُل مزیة
ختمت بہٖ نعماءُ کل زمانٖ

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۹۳)

ترجمہ: ہر قسم کے فضائل کی صفتیں آپؐ کے وجود میں اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہیں اور ہر زمانہ کی نعمتیں آپ پر ختم ہیں۔

۱۶۔ نبیوں کا باپ

"آنحضرت ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور خاتم الانبیاء ہے۔ اب ظاہر ہے کہ لکن کا لفظ زبان عرب میں استدراک کیلئے آتا ہے یعنی تدارک مافات کیلئے۔ سو اس آیت کے پہلے حصے میں جو امر فوت شدہ قرار دیا گیا تھا یعنی جس کی آنحضرت ﷺ کی ذات سے نفی کی گئی تھی وہ جسمانی طور سے کسی مرد کا باپ ہونا تھا۔ سو لکن کے لفظ کے ساتھ ایسے فوت شدہ امر کا اس طرح تدارک کیا گیا کہ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنی ہیں کہ آپؐ کے بعد براہِ راست فیضِ نبوت ختم ہوگئے اور اب کمالِ نبوت صرف اس شخص کو ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباع نبویؐ کی مُہر رکھتا ہوگا"

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی صفحہ ۷۔۸)

۱۷۔ نبی تراش

"اللہ جلشانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کیلئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپؐ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپؐ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ)

(رسالہ الفرقان النبی الخاتم نمبر)

❁❁❁

فیضانِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کَمْ نَوَّرَ وَجْهَ النَّبِیِّ صَحَابُهٗ
آپؐ کے صحابہؓ نے نبی کریمؐ کا چہرہ کس قدر منور کر دیا

کَالْفُلْكِ ضَآءَ سَطْحُهَا بِنُجُوْمِهَا
جیسے سطح سماوی اپنے ستاروں سے روشن ہو جاتی ہے

کَمْ تَنْفَعُ الثَّقَلَیْنِ تَعْلِیْمَاتُهٗ
آپ کے علوم جن و انس کو کس قدر نفع دے رہے ہیں

قَدْ خُصَّ دِیْنُ مُحَمَّدٍ بِعُلُوْمِهَا
یہ علوم سارے کے سارے دین محمدی سے ہی خاص ہیں

ظَهَرَتْ هِدَایَةُ رَبِّنَا بِقُدُوْمِهٖ
ہمارے ربّ کی ہدایت آپؐ کے آنے سے ظاہر ہوئی

زَالَتْ ظَلَامُ الدَّهْرِ عِنْدَ قُدُوْمِهَا
ہدایت کے آنے سے زمانہ بھر کا اندھیرا دُور ہو گیا

جَآءَ بِتِرْیَاقٍ مُزِیْلٍ سِقَامَنَا
ایسا تریاق لائے جو ہماری بیماریاں دُور کرنے والا تھا

غَابَتْ غَوَایَتُنَا بِكُلِّ سُمُوْمِهَا
ہماری گمراہی اپنے تمام زہروں سمیت چھپ گئی

نَزَلَتْ مَلٰئِكَةُ السَّمَآءِ لِنَصْرِهٖ
آپؐ کی مدد کیلئے آسمان سے فرشتے اُترے

قَدْ فَاقَتِ الْاَرْضُ سَمَّى بِظُلُوْمِهَا
اپنی چمک دمک سے زمین آسمان پر فوقیت لے گئی

رَدَّ عَلَی الْاَرْضِ كُنُوْزًا صَحَابُهٗ
آپؐ کے صحابہؓ نے زمین کو اُس کے خزانے واپس کر دیئے

فُتِنَ الْیَهُوْدُ بِبَقْلِهَا وَبِفُوْمِهَا
مگر یہود اپنی ترکاریوں اور لہسن کے فتنہ میں پڑ گئے

رُفِعَتْ بُیُوْتُ الْمُؤْمِنِیْنَ رَفَاعَةً
مرتبہ میں مومنوں کے گھر بلند ہو گئے

خُسِفَ الْبِلَادُ بِفُرْسِهَا وَبِرُوْمِهَا
فارس اور روم کے شہروں کے شہر ذلیل ہو گئے

دَخَلَتْ صُفُوْفُ عِدًى بِغَیْرِ رَوِیَّةٍ
دُشمن کی صفوں میں بے دھڑک جا گھسے

فَازَتْ جَمَاعَةُ صَحْبِهٖ بِقُحُوْمِهَا
آپؐ کے صحابہؓ کی جماعت باوجود کمزور ہونے کے کامیاب ہو گئی

مُنِحَ الْعُلُوْمَ صَغِیْرَهَا وَكَبِیْرَهَا
چھوٹے بڑے سب ہی کو علوم بخشے

صَبَّتْ سَمَآءُ الْعِلْمِ مَآءَ غُیُوْمِهَا
علم کے آسمان نے علم کے بادلوں کا پانی بہا دیا

فَاضَتْ ضُفُوْفُ الْكَوْثَرِ شَوْقًا لَّهٗ
کوثر کے پانی بہہ پڑے اُن کے اشتیاق کی وجہ سے

وَعَدَتْ اِلَیْهِ الْجَنَّةُ بِكُرُوْمِهَا
جنت دوڑی آپؐ کی طرف اپنے انگوروں کو لے کر

(کلام محمود صفحہ ۲۴۹۔۲۵۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نبوت کا دعویٰ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ

’’حضرت مسیح موعودؑ کا چوتھا دعویٰ ظلّی نبوت کا تھا یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اور آپؐ کے لائے ہوئے دین کی خدمت کے لئے آپؐ کے ظل اور بروز ہونے کی حیثیت میں نبوت کی خلعت پہنائی ہے۔ یہ دعویٰ بھی چونکہ موجود الوقت مسلمانوں کے معروف عقیدہ کے سخت خلاف تھا اور وہ مقدس بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند قرار دیتے تھے اس لئے اس دعویٰ پر بھی مخالفت کا بہت شور برپا ہوا اور آپؑ کے مخالفوں نے اسے ایک آڑ بنا کر آپؑ کو نعوذ باللہ اسلام کا دشمن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو مٹانے والا قرار دیا اور اب تک بھی آپؑ کا یہ دعویٰ مسلمانوں میں سب سے زیادہ ہیجان پیدا کرنے والا ثابت ہو رہا ہے۔ مگر یہ سب شور و غوغا محض جہالت اور تعصب کی بنا پر ہے ورنہ غور کیا جائے تو حضرت مسیح موعودؑ کے اس دعویٰ میں کوئی بات قرآن و حدیث کے خلاف نہیں بلکہ اس سے اسلام کی اکملیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی بلندی کا ثبوت ملتا ہے۔

دراصل اس معاملہ میں سارا دھوکا اس بات سے لگا ہے کہ بدقسمتی سے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ ہر نبی کے لئے نئی شریعت کا لانا ضروری ہے یا کم از کم یہ کہ ہر نبی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ سابقہ نبی کے روحانی فیض سے آزاد ہو کر براہ راست نبوت کا انعام حاصل کرے۔ اور نبوت کی اس تعریف کو مان کر واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دروازہ کھلا رکھنا نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے منافی ہے بلکہ اس سے اسلام کی اکملیت پر بھی سخت زد پڑتی ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب میں دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے نبوت کی یہ تعریف ہرگز درست نہیں اور قرآن و حدیث دونوں اسے سختی کے ساتھ ردّ کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ پر نبی کی جو تعریف اسلامی تعلیم کی رو سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص خدا تعالیٰ سے وحی پا کر دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہو اور ایسے روحانی مقام پر پہنچ جاوے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کثرت سے کلام کرے اور اسے غیب کے امور پر کثرت کے ساتھ اطلاع دی جاوے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحبِ شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک اُمّتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا بالخصوص اس حالت میں کہ وہ اُمّتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 306)

اس تشریح کے ہوتے ہوئے جو قرآنی تعلیم کے عین مطابق ہے یہ اعتراض بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ نبوت کا دروازہ کھلا ماننے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک لازم آتی ہے یا یہ کہ اس سے قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دینا پڑتا ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ ایسی نبوت کو جاری ماننے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی بلندی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ وہی افسر بڑا ہوتا ہے جس کے ماتحت بڑے ہوں اور وہی شخص زیادہ کامل سمجھا جاتا ہے جس کا فیضان زیادہ وسیع ہو اور اس کی پیروی انسان کو اعلیٰ سے اعلیٰ انعامات کا حقدار بنا سکے۔ بے شک اگر حضرت مسیح موعودؑ یہ دعویٰ فرماتے کہ میرے آنے سے قرآنی شریعت منسوخ ہوگئی ہے یا یہ اعلان فرماتے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے باہر ہو کر براہ راست نبوت کا انعام پایا ہے تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی کسر شان سمجھی جا سکتی تھی مگر جبکہ یہ دعویٰ ہی نہیں بلکہ دعویٰ صرف اس قدر ہے کہ مجھے خدا نے اسلام کی خدمت کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کی برکت سے اور آپ کی اتباع اور غلامی میں نبوت کا منصب عطا کیا ہے تو ہر دانا شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ عقیدہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بڑھانے والا ہے نہ کہ کم کرنے والا۔

باقی رہا یہ اعتراض کہ قرآن و حدیث نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کلّی طور پر بند کیا ہے اس لئے خواہ اس میں اسلام کی عزت ہو یا ہتک ہم بہر حال اس عقیدہ کے پابند ہیں تو اس کا یہ جواب ہے کہ یہ ہرگز درست نہیں کہ قرآن و حدیث نبوت کے دروازہ کو من کل الوجوہ بند کرتے ہیں بلکہ غور کیا جاوے تو جو دلیلیں نبوت کے بند ہونے کی قرآن و حدیث سے دی جاتی ہیں وہی اسے کھلا ثابت کرتی ہیں۔

مثلاً کہا جاتا ہے کہ قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ’’خاتم النبیّین‘‘ قرار دیا گیا ہے اور خاتم النبیّین کے معنے آخری نبی کے ہیں اس لئے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ لیکن غور کیا جاوے تو اسی دلیل سے نبوت کا دروازہ کھلا ثابت ہوتا ہے وہ اس طرح کہ عربی لغت اور محاورہ کی رو سے ’’خاتم النبیّین‘‘ کے معنی آخری نبی کے ہرگز نہیں بلکہ نبیوں کی مُہر کے ہیں کیونکہ ’’خاتَم‘‘ کا لفظ جو ’’ت‘‘ کی فتح سے ہے اس کے معنے عربی میں ایسی مہر کے ہوتے ہیں جو تصدیق وغیرہ کی غرض سے کسی دستاویز پر لگائی جاتی ہے۔ پس نبیوں کی مُہر سے یہ مراد ہوا کہ آئندہ کوئی شخص جس کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیقی مہر نہ ہو خدائی دربار سے کوئی روحانی انعام حاصل نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر یہ مُہر اسے حاصل ہو جائے تو عام انعامات تو درکنار نبوت کا انعام بھی انسان کو مل سکتا ہے۔ پس یہی آیت جسے غلط صورت دے کر نبوت کے دروازہ کو بند کرنے والا قرار دے لیا گیا ہے درحقیقت نبوت کے دروازہ کو کھول رہی ہے۔

اسی طرح حدیث میں جو یہ الفاظ آتے ہیں کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ اب نبوت کا دروازہ کلّی طور پر بند ہے حالانکہ اس سے صرف یہ مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شریعت والی نبوت کا دروازہ بند ہے کیونکہ وہی ایسی نبوت ہے جس کے متعلق ’’بعد‘‘ کا لفظ استعمال ہو سکتا ہے ورنہ ظلی نبوت اور تابع نبوت تو دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہی کا حصہ ہے اور اس کے اندر شامل ہے نہ کہ اس کے بعد۔ خوب غور کرو کہ بعد میں آنے والی چیز اسی کو کہا جاتا ہے کہ جو سابقہ چیز کے اٹھ جانے یا ختم ہو جانے کے بعد آئے لیکن جو چیز سابقہ سلسلہ کے اندر ہی پروئی ہوئی ہو اور اس کا حصہ بن کر آئے اس کے متعلق بعد کا لفظ نہیں بولا جا سکتا۔ پس اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ’’میرے بعد‘‘ کوئی نبی نہیں ہوگا صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہاں ایسا نبی مراد ہے جو آپ کی شریعت کو منسوخ کر کے ایک نئے دور کا آغاز کرنے والا ہو۔ الغرض جن قرآنی آیات اور احادیث سے نبوت کے بند کرنے کی تائید میں سہارا ڈھونڈا جاتا ہے وہی نبوت کے دروازہ کو کھلا ثابت کرتی ہیں۔

مگر حضرت مسیح موعودؑ نے صرف منفی قسم کے دلائل سے ہی اپنے دعویٰ کو قائم نہیں کیا بلکہ متعدد قرآنی آیات اور احادیث سے اس بات کو ثابت کیا کہ بے شک شریعت والی نبوت اور مستقل نبوت کا دروازہ تو ضرور بند ہے مگر ظلی اور غیر تشریعی نبوت کا دروازہ بند نہیں بلکہ یہ دروازہ قیامت تک کھلا ہے اور اس کے کھلا رہنے میں ہی اسلام کی زندگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا اظہار ہے۔ مثلاً حضرت مسیح موعودؑ نے ثابت کیا کہ ایک طرف تو قرآن شریف مسلمانوں کو یہ دعا سکھاتا ہے کہ تم مجھ سے ان تمام روحانی انعامات کے حصول کے لئے دعا کیا کرو جو پہلی اُمّتوں پر ہوتے رہے ہیں۔ (الفاتحہ: 6-7) اور دوسری طرف قرآن شریف یہ بتاتا ہے کہ نبوت خدا کے ان اعلیٰ ترین انعاموں میں سے ہے جو پہلے لوگوں کو ملتے رہے ہیں۔ (النساء: 70) پس ایک طرف ہر قسم کے انعاموں کے مانگنے کی دعا سکھانا اور دوسری طرف یہ بتانا کہ انعام سے نبوت وغیرہ کے انعامات مراد ہیں صاف ظاہر کرتا ہے کہ اسلام میں نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ ورنہ نعوذ باللہ یہ ماننا پڑے گا کہ خدا نے ایک

طرف تو سوال کرنا سکھایا اور دوسری طرف ساتھ ہی یہ اعلان کر دیا کہ اس سوال کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث میں آنے والے مسیح کو نبی کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

(بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ "واذکر فی الکتاب مریم" اور مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعۃ باب ذکر الدجال اور ابوداؤد کتاب الملاحم باب امارات الساعۃ)

اور جب یہ ثابت ہے کہ آنے والا مسیح گزرے ہوئے مسیح سے جدا ہے تو لامحالہ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ الغرض حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کے مسئلہ کے متعلق اپنی کتب میں نہایت سیر کن بحث فرمائی ہے اور اس ذیل میں مندرجہ ذیل امور پر زبردست روشنی ڈالی ہے:۔

(1) یہ کہ نبوت کے جو معنی موجود الوقت مسلمانوں میں سمجھے گئے ہیں یعنی یہ کہ نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے یا کم از کم یہ کہ کسی سابقہ نبی سے فیض یافتہ نہ ہو، یہ درست نہیں۔ بلکہ نبوت سے مراد ایسا مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہے جو کامل اور مصفّٰی ہونے کے علاوہ کثرت کے ساتھ غیب کی خبروں پر مشتمل ہو۔ پس ایک شخص نئی شریعت کے لانے کے بغیر سابقہ نبی کے فیض سے اور اس کی اتباع میں ہو کر نبوت کا انعام حاصل کر سکتا ہے مگر بہر حال یہ ضروری ہے کہ اسے خدا کی طرف سے نبی کا نام دیا جاوے۔

(2) یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیّٖن ہونے سے یہ مراد نہیں کہ آپؐ آخری نبی ہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں اور اب آپؐ کی تصدیقی مہر کے بغیر کسی نئے یا پرانے نبی کی نبوت تسلیم نہیں کی جا سکتی۔

(3) یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ 'میرے بعد کوئی نبی نہیں' اس سے یہ مراد ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میرے دورِ نبوت کو قطع کر کے ایک نئے دور کا آغاز کرنے والا ہو۔

(4) یہ کہ امت محمدیہ کا مسیح موعود خدا کا ایک برگزیدہ نبی ہے جسے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی متعدد احادیث میں نبی کے نام سے یاد کیا ہے۔ مگر اس کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے تابع اور اسی کی ظل ہے نہ کہ آزاد اور مستقل نبوت۔

(5) یہ کہ ایسی نبوت کا دروازہ کھلا ماننے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں بلکہ اس میں آپؐ کی شان کی بلندی کا اظہار ہے کیونکہ اس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اس قدر بلند اور ارفع ہے کہ آپؐ کے خادم نبوت کے مقام کو پہنچ سکتے ہیں اور یہ کہ آپ روحانی مملکت کے صرف بادشاہ ہی نہیں بلکہ شاہنشاہ اور بادشاہوں کے بادشاہ ہیں۔

(6) اسی ذیل میں آپؑ نے یہ بھی ثابت کیا کہ گو موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کا یہ عام عقیدہ ہو رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کلّی طور پر بند ہے مگر صحابہ کا یہ عقیدہ نہیں تھا اور صحابہ کے بعد بھی کئی مسلمان اولیا اور بزرگ ایسے گزرے ہیں جو غیر تشریعی نبوت کے دروازہ کو کھلا مانتے رہے ہیں مثلاً حضرت محی الدین ابن عربی۔ امام عبدالوہاب صاحب شعرانی۔ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب دہلوی۔ حضرت شیخ احمد صاحب سرہندی مجدد الف ثانی۔ علامہ محدث ملا علی قاری۔ امام محمد طاہر صاحب گجراتی وغیرہم نبوت کے دروازہ کو کلی طور پر بند خیال نہیں کرتے تھے۔

(7) آپؑ نے اپنے مخالفین کو ملزم کرنے کے لئے یہ بھی ثابت کیا کہ موجود الوقت مسلمانوں کا جو یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور وہی آخری زمانہ میں دنیا میں نازل ہوں گے اس سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک گونہ نبوت کا دروازہ کھلا قرار پاتا ہے۔ کیونکہ خواہ حضرت مسیح ناصری نے نبوت کا انعام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پایا تھا مگر جب ان کی دوسری آمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگی تو بہر حال اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی کا وجود مان لیا گیا۔ مگر آپ نے بتایا کہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے کسی فرد کا نبوت کے انعام کو پانا آپ کے لئے باعث عزت ہے وہاں ایک سابقہ نبی کا آپ کے بعد آپ کی اُمت کی اصلاح کے لئے دوبارہ مبعوث ہو کر آنا یقیناً آپ کے لئے باعث عزت نہیں بلکہ ہتک اور غیرت کا باعث ہے۔

(8) آپؑ نے عقلی طور پر بھی ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے سلسلہ کا بند ہو جانا یہ معنے رکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت خدا کے انعاموں کو وسیع کرنے والی نہیں بلکہ تنگ کرنے والی ثابت ہوئی ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مقام ہے کہ اس کے بعد خدائی انعاموں کا دروازہ زیادہ سے زیادہ وسیع ہو کر کھل جانا چاہئے۔

الغرض حضرت مسیح موعودؑ نے اس اہم مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر نہایت سیر کن بحث کر کے ثابت کیا کہ گو قرآن شریف آخری شریعت ہے جس کے بعد قیامت تک کوئی اور شریعت نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّٖن ہیں جن کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو آپ کی غلامی کے جوئے سے آزاد ہو کر آئے مگر مطلق نبوت کا دروازہ بند نہیں بلکہ کھلا ہے اور اس کے کھلا رہنے میں ہی اسلام کی عزت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی بلندی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیّٖن نہیں مانتے یہ ہم پر افتراءِ عظیم ہے۔ ہم جس قوتِ یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے۔ ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذّت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔ دنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اس طرح پر دے سکتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آ کر اس کا کمال ہو جاتا ہے جبکہ اسے بدر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر کمالاتِ نبوت ختم ہو گئے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 227-228۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر فرماتے ہیں:۔

"بجز اس کے کوئی نبی صاحبِ خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُمّتی ہونا لازمی ہے.........سو خدا نے ان معنوں سے آپؐ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔"

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 30)

پھر فرماتے ہیں:

"خاتم النبیّٖن کے معنے یہ ہیں کہ آپؐ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ سند نہیں۔"

(الحکم مورخہ 17 اکتوبر 1902ء صفحہ 9 کالم 3)

پھر فرماتے ہیں:۔

"اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدیؐ نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمّتی ہو۔"

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 411-412)

پھر فرماتے ہیں:

"یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بارِ ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمّت میں سے مَیں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیا اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔

پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے مَیں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں"۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 406-407)

اس بحث کے ختم کرنے سے پہلے یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ گو حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں شروع سے ہی آپؑ کے متعلق مُرسَل اور رسول اور نبی وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوتے آئے ہیں مگر چونکہ عام مسلمانوں کا یہ عقیدہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا اور آپؑ پر بھی اس بارے میں ابھی تک خدا کی طرف سے پوری وضاحت نہیں ہوئی تھی اس لئے اوائل میں آپؑ مسلمانوں کے معروف عقیدہ کا احترام کرتے ہوئے ان الفاظ کی تاویل فرما دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ الفاظ محض جزوی مشابہت کے اظہار کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ مگر جب خدا کی طرف سے آپؑ پر حق کھل گیا اور آپؑ کو صریح اور واضح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا تو آپؑ نے کھلے طور پر اس کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

"اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو مَیں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی۔" (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 153-154)

اور اپنے ابتدائی انکار کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جس جس جگہ مَیں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ مَیں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ مَیں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ مَیں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔"

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 210-211)

(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 236 تا 253۔ اشاعت 2008ء قادیان)

❁❁❁

کلام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ
خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود

ہمارا جرم بس یہ ہے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں | کہ جب ہوگا اِسی اُمت سے پیدا رہنما ہوگا
نہ آئے گا مسلمانوں کا رہبر کوئی باہر سے | جو ہوگا خود مسلمانوں کے اندر سے کھڑا ہوگا
ہمارے سید و مولیٰ نہیں محتاج غیروں کے | قیامت تک بس اب دورہ اُنہی کے فیض کا ہوگا

جو اپنی زندگی اُن کی غلامی میں گزارے گا
بنے گا رہنمائے قوم فخر الانبیا ہوگا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت
قُوْلُوْا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ

ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ۔ جرمنی

خاتم النبیّن کے حقیقی معنی جاننے اور آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد آپؐ کی امت میں نبوت کے جاری رہنے کے مسئلہ کو سمجھنے کے لئے جن روایات کو خاص اہمیت حاصل ہے ان میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کا ایک قول بھی ہے جسے حضرت امام سیوطیؒ (845ھ تا 911ھ) نے اپنی تفسیر اَلدُّرُّ الْمَنْثُوْر فِي التَّفْسِيْر بِالْمَاثُوْر میں نقل فرمایا ہے۔ اس تفسیر میں حضرت امام سیوطیؒ نے قرآن کریم کی آیات کے متعلق صحابہؓ اور تابعینؒ کی روایات کو جمع کیا ہے۔ اور اسی لئے اس تفسیر کا نام ماثور رکھا ہے۔ چنانچہ سورۃ الاحزاب کی آیت خاتم النبیّن کے تحت آپ نے امام ابی شیبہؒ کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کا یہ قول بھی نقل فرمایا ہے۔ قُوْلُوْا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ۔ یعنی خاتم النبیّن تو کہو لیکن یہ مت کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس روایت سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

اوّل یہ کہ حضرت عائشہؓ کے نزدیک آنحضور ﷺ کے بعد بھی نبی آسکتے ہیں اور اسی لئے آپ نے لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ کہنے سے منع فرمایا ہے

دوسرے یہ کہ خاتم النبیّن کے معنی ہر لحاظ سے آخری نبی کے نہیں ہیں اور اسی لئے آپؓ نے فرمایا کہ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ بے شک کہو لیکن لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ نہ کہو۔

تیسرے یہ کہ آنحضور ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ اس کا مطلب یہ نہیں کہ کبھی بھی کسی قسم کا کوئی نبی آپ ﷺ کے بعد نہیں آسکتا بلکہ اس سے صرف یہ مراد ہے کہ آپ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد یا آپ ﷺ کی تعلیمات سے ہٹ کر کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ورنہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ آپ ﷺ فرمائیں لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ اور حضرت عائشہؓ فرمائیں وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ۔ پس لازماً آنحضور ﷺ کے قول کے وہ معنی نہیں جو کہ بعض علماء نے سمجھے ہیں۔ انہیں وجوہات کی بنا پر یہ روایت ہماری جماعت کے علم الکلام میں ایک خاص مقام رکھتی ہے۔

غیر احمدی علماء نے اس روایت پر جو اعتراض کئے ہیں ان میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ یہ روایت آنحضور ﷺ کے قریباً ایک ہزار سال بعد امام سیوطی کی ایک کتاب میں نقل کی گئی ہے۔ نہ تو اس سے پہلے ایک ہزار سال میں کسی کتاب میں اس کا کوئی ذکر ملتا ہے اور نہ ہی اس کا سلسلہ اسناد موجود ہے۔ چنانچہ مولانا محمد عبداللہ معمار امرتسری نے اپنی محمدیہ پاکٹ بک میں اس روایت پر یہی اعتراض اٹھایا ہے کہ اس روایت کا سلسلہ اسناد موجود نہیں۔

(محمدیہ پاکٹ بک ایڈیشن 1999ء صفحہ 383)

حضرت امام سیوطیؒ نے اس روایت میں امام ابن ابی شیبہؒ کا حوالہ دیا ہے جو کہ ایک بڑے بلند پایہ محدث اور بزرگ تھے جن کا پورا نام ابی بکر عبداللہ بن محمد تھا اور ابن ابی شیبہ کے نام سے مشہور تھے۔ ان کی وفات 235 ہجری میں ہوئی۔ ان کے مقام کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ حضرت امام بخاری، امام مسلم، امام ابن ماجہ، امام ابی داؤد، امام احمد بن حنبل، امام دارمی نے ان کی روایات اپنے مشہور و معروف مجموعات میں شامل کی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے خود بھی ایک کتاب لکھی تھی جسے "مصنف ابی شیبہ" کہا جاتا ہے۔ اس کتاب میں چالیس ہزار روایات جمع کی گئی تھیں جن میں صحابہ اور تابعین کے اقوال بھی تھے۔ اس کتاب کی اہمیت کے متعلق مشہور ہے کہ سپین کے معروف مسلمان بادشاہ عبدالرحمن نے کہا تھا کہ میرا پورا خزانہ بھی اس کتاب سے مجھے مستغنی نہیں کرسکتا۔

گزشتہ صدی میں مصنف ابی شیبہ کے قلمی نسخے بھی مدون کر کے شائع کئے گئے ہیں۔ چنانچہ مولانا مختار احمد ندوی نے پہلی دفعہ 1979ء میں مصنف ابن ابی شیبہ 15 جلدوں میں ممبئی (ہندوستان) سے مکمل شائع کیا۔ اس کی جلد 9 میں صفحہ 109 اور 110 پر کتاب الادب میں حضرت عائشہؓ کی روایت مکمل اسناد کے ساتھ درج ہے۔

اس سے زیادہ مفید وہ نسخہ ہے جو کہ 2004ء میں سعودیہ سے مکتبہ رُشد نے شائع کیا ہے کیونکہ اس میں کتاب کے تمام معلوم قلمی نسخوں کے ساتھ موازنہ کر کے اغلاط بھی درست کی گئی ہیں اور ایک بہت مفید اور تفصیلی مضمون کتاب اور صاحب کتاب کے متعلق ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ اس کی اشاعت کی جلد 8 میں صفحہ 620-621 پر یہ روایت درج ہے۔ روایت کی مکمل اسناد یوں ہیں:

حسین بن محمد نے جریر بن حازم سے اور انہوں نے محمد سے اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ نے درج بالا قول ارشاد فرمایا۔

لطف کی بات یہ ہے کہ امام ابن ابی شیبہ نے کتاب میں اس موضوع پر الگ باب قائم کیا ہے اور اس کا عنوان "من کرہ ان یقول: لا نبی بعد النبی" رکھا ہے۔ (یعنی ان کے بیان میں جنہوں نے "آنحضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں" کہنے سے کراہت کی۔) اس باب میں دو روایات بیان کی ہیں جن میں ایک حضرت عائشہؓ کا یہی قول ہے۔

اللہ تعالیٰ کتاب کے شائع کرنے والوں کو جزا دے جنہوں نے مذہبی اختلاف کے باوجود نہایت دیانتداری سے اصل روایات شائع کر دی ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل ۹ر اپریل ۲۰۱۰ صفحہ ۲)

❁❁❁

حدیث ”لانبی بعدی“ کی حقیقت

منیر احمد خادم ۔ ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان

غیر احمدی علماء اپنی تقاریر اور مضامین میں عوام الناس کو ”لا نبی بعدی“ کی حدیث سنا کر جماعت احمدیہ کے خلاف یہ دلیل قائم کرتے ہیں کہ دیکھو آنحضرت ﷺ نے صاف فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جماعت احمدیہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کے خلاف حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو نبی مانتی ہے اس لئے آنحضرت ﷺ کے اس واضح ارشاد کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نعوذ باللہ من ذلک جھوٹے نبی ہیں ۔ اور جماعت احمدیہ جھوٹ پر مبنی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ لا نبی نعدی کے الفاظ بعض لمبی احادیث کا ایک حصہ ہیں جب ہم تمام حدیث کے ساتھ اس حصہ کو پڑھتے ہیں تب لا نبی بعدی کا اصل مفہوم ہم پر واضح ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ذیل میں وہ احادیث درج کی جاتی ہیں جن میں ”لا نبی بعدی“ کے الفاظ آئے ہیں۔

پہلی حدیث: عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَاِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔

(ابوداؤد کتاب الفتن)

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امّت میں تیس جھوٹے خروج کریں گے وہ سب کے سب دعویٰ کریں گے کہ وہ نبی ہیں حالانکہ مَیں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ایک اور حدیث میں فرمایا کہ ۲۷ دجال ہوں گے اور ان میں چار عورتیں ہوں گی۔

(کنز العمال صفحہ ۱۷۸)

اس حدیث کی تشریح میں نبراس شرح العقائد نسفی میں صفحہ 445 پر جو حدیث درج کی گئی ہے اس کی تشریح میں لکھا گیا ہے کہ

(۱۱) سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ ثَلٰثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ وَاَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ اِلَّا مَاشَاءَ اللهُ وَالْمَعْنٰى لَا نَبِيَّ نُبُوَّةَ التَّشْرِيْعِ بَعْدِيْ اِلَّا مَا شَاءَ اللهُ اَنْبِيَاءُ الْاَوْلِيَاءِ۔

(نبراس شرح العقائد نسفی صفحہ ۴۴۵)

ترجمہ : ”عنقریب میری اُمّت میں تیس (شخص ایسے ہونگے) جن میں سے ہر شخص سمجھے گا کہ میں نبی ہوں (جبکہ) میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ اللہ چاہے“ یہاں نبی کے معنی تشریعی نبی کے ہیں ۔ اور اِلَّا مَاشَآءَ اللهُ کے تحت انبیاء الاولیاء آتے ہیں۔

پس تیس دجال کے دعوی نبوت سے مراد یہ ہے کہ وہ شرعی نبی ہونے یا مستقل نبی ہونے کا دعوی کریں گے اور آنحضرت ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرنے کا دعوی کریں گے۔ دجال کے متعلق بعض اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ وہ گرجے میں سے نکلے گا اور دجال کے شر سے محفوظ رکھنے کیلئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ سورۃ الکھف کی ابتدائی آیات پڑھی جائیں۔ (مسلم کتاب الفتن باب ذکر دجال) اور سورۃ الکھف کی ابتدائی آیات میں مسیحی فتنہ کا ذکر ہے پس صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ یہاں دجال کا دعویٰ نبوت قرآن شریف کے استحکام کے لئے نہیں بلکہ قرآن شریف کے خلاف یسوع مسیح کی خدائی ثابت کرنے کے لئے ہوگا۔ پس ثابت ہوا کہ یہاں آنحضرت ﷺ کے فرمان ”لا نبی بعدی“ کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے خلاف شریعت والا کوئی نبی نہیں آئے گا۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جہاں تک تیس کے عدد کا تعلق ہے تو بعض علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ یہ تیس کی تعداد تو کافی عرصہ پہلے پوری ہو چکی ہے چنانچہ صحیح مسلم کی شرح اکمال الاکمال میں لکھا ہے

هذا الحديث ظهر صدقه فانه لوعد من تنبّأ بعد زمنه صلى الله عليه وسلم الى الان لَبَلَغَ هذا العدد ويعرف ذلك من يطالع التاريخ (اکمال الاکمال جلد نمبر ۷ صفحہ ۲۵۸ مصری)

یعنی اس حدیث کی سچائی ثابت ہو گئی ہے کیونکہ اگر آنحضرت ﷺ سے لیکر آج تک کے تمام جھوٹے مدعیان نبوت کو گنا جائے تو یہ تعداد پوری ہو گئی ہے اور اس بات کو ہر وہ شخص جو تاریخ کا مطالعہ کرتا ہے جانتا ہے حضرت نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے جو اس اُمت میں دجالوں کے آمد کی خبر دی تھی وہ پوری ہو کر تعداد مکمل ہو چکی ہے۔ (حجج الکرامہ صفحہ ۲۳۹)

پس ایک طرف تو یہ تعداد پوری ہو گئی ہے لیکن اس سے مراد یہ بھی ہے کہ بکثرت دجال صفت جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے لیکن علامت ان کی یہ ہوگی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر شریعت اسلامیہ سے ہٹ کر نبوت کے دعوے کریں گے۔ چنانچہ ایسے دجال ظاہر ہوتے رہے ہیں ان میں ایک امریکہ کا ڈاکٹر ڈوئی بھی تھا جس نے نبوت کا اور وحی کا دعویٰ بھی کیا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ کو خدائی کا درجہ دیتا تھا۔ وہ آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرتا تھا اور اسلام کو نعوذ باللہ جھوٹا خیال کرتا تھا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے اس کا مباہلہ ہوا جس میں اُسے سخت ناکامی و ذلت اور رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔

دوسری حدیث: عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ : اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيْ اِلَّا اَنَّهٗ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْنَدٍ اِلَّا اَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِيٍّ۔

(بخاری کتاب الفضائل باب فضائل علی بن ابی طالب۔ مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل علی بن ابی طالب، کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا میرے ہاں تیری منزلت وہی ہے جو موسیٰؑ کے ہاں ہارون کی تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ایک اور روایت میں ہے البتہ تُو نبی نہیں ہے۔

اس حدیث کی تشریح میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

”یہاں بعدی سے مراد یہ ہے کہ آپ کی زندگی میں آپ کے علاوہ اور کوئی نبی نہیں ہوگا“

اصل واقعہ یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ جب غزوہ تبوک پر تشریف لے گئے تو آپ نے اپنے پیچھے حضرت علیؓ کو مدینہ میں امیر مقرر فرمایا۔ لیکن حضرت علیؓ سمجھے کہ آپ کی کسی کمزوری کی وجہ سے آپؓ کو پیچھے چھوڑا جا رہا ہے، اور جہاد سے محروم کیا جا رہا ہے اس پر جب حضرت علیؓ نے شکوہ کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے علیؓ! ملال کی کوئی ضرورت نہیں تیرا مرتبہ تو میرے نزدیک ایسا ہے جیسے حضرت ہارونؑ کا حضرت موسیٰؑ کے نزدیک تھا البتہ یہ خیال رہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں حضرت ہارون نبی بھی تھے لیکن میری زندگی میں میرے علاوہ اور کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ یہی تشریح کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب فرماتے ہیں:

”جاننا چاہیئے کہ اس حدیث کا مدلول صرف غزوۃ تبوک میں حضرت علیؓ کا مدینہ میں نائب یا مقامی امیر بنایا جانا اور حضرت ہارونؑ سے تشبیہ دیا جانا ہے جب کہ موسیٰؑ نے طور کی جانب سفر کیا اور بعدی کے معنے اس جگہ غیری کے ہیں نہ کہ بعدیت زمانی۔ جیسا کہ آیت فمن یھدیہ من بعدِ اللہ۔ میں کہتے ہیں بعد اللہ کے معنی اللہ کے سوا ہیں“

دیکھیے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے دلیل بھی قرآن سے دی کہ بعد کا معنی ہر جگہ زمانی بعد نہیں ہوا کرتا ”سوا“ بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ کے بعد کا جہاں ذکر ہے وہاں خدا کا بعد تو ہو ہی نہیں سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ عرب اور فصحائے عرب ہی نہیں خود خدا اپنے کلام میں لفظ بعد کو ”سوا“ کے معنی میں استعمال کرتا ہے۔ پھر حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ مزید فرماتے ہیں:۔

”بعدیت زمانی اس لئے مراد نہیں کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے بعد زندہ نہیں رہے کہ حضرت علیؓ کے لئے بعدیت زمانی ثابت ہو اور حضرت علیؓ سے بعدیت زمانی کا استثناء

کریں۔"
(قرۃ العین فی تفضیل الشیخین فارسی صفحہ 206)

پس ثابت ہوا کہ اس حدیث میں لا نبی بعدی سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے کی شریعتوں میں اگرچہ شرعی نبی کی موجودگی میں اُن کی زندگی میں دوسرا شخص بھی نبی ہوسکتا تھا لیکن آنحضرت ﷺ کی زندگی میں آپ کے ہوتے ہوئے کوئی شخص خواہ آپ کی شریعت کا تابع ہی کیوں نہ ہو نبی نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ حدیث

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ کَانَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

(ترمذی کتاب المناقب مناقب عمرؓ)

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت ہوتی تو عمرؓ نبی ہوتے۔ اس حدیث میں بعدی کا مطلب میری بجائے، مجھے چھوڑ کر ہے۔

چنانچہ اسی مفہوم سے ملتی جلتی حدیث اس طرح ہے لو لم ابعث لَبُعِثْتَ یاعمر (مرقات شرح مشکوۃ جلد ۵ صفحہ ۵۳۱) کہ اے عمر اگر میں مبعوث نہ کیا جاتا تو پھر تو مبعوث کیا جاتا۔

تیسری حدیث: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِیٌّ خَلَفَهٗ نَبِیٌّ وَاِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ اَوْفُوْا بِبَيْعَةِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ سَآئِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ۔

(بخاری کتاب المناقب باب ما ذکر عن بنی اسرائیل۔ مسلم ومسند احمد وصحیح جلد ۲ صفحہ ۲۹۷)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل کی سرداری اور حکومت انبیاء کے سپرد ہوتی تھی۔ جب بھی کوئی نبی فوت ہوتا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی بھیج دیا جاتا (جو اپنے احکام جاری کرتا) لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں (جو اپنے احکام جاری کرے) بلکہ میرے مابعد (میرے ہی احکام کی پیروی کرنے والے) خلفاء ہوں گے اور فساد کے زمانہ میں بعض اوقات ایک سے زیادہ لوگ خلافت کا دعویٰ کرنے والے ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ایسی صورت میں آپؐ کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا جس کی پہلی بیعت کرو اس کی بیعت کے عہد کو نبھاؤ اور اُسے اُسکا حق دو۔ خود خلفاء اللہ تعالیٰ کے حضور ذمہ دار ہیں وہ ان سے ان کے فرائض کے متعلق پوچھے گا کہ انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو کس طرح ادا کیا ہے۔

اس حدیث کا مفہوم بھی بالکل واضح ہے آنحضرت ﷺ فرمارہے ہیں کہ بنی اسرائیل میں یہ طریق تھا کہ ان کے نبی کی موجودگی میں بھی قائمقام نبی بن سکتا تھا۔ اور وفات کے بعد بھی جو خلفاء تھے وہ نبی بنتے گئے تھے مگر میرے بعد جو خلفاء ہوں گے وہ نبی نہیں ہوں گے۔

پس مذکورہ تینوں احادیث اپنے مفاہیم کے لحاظ سے ظاہر و باہر ہیں پہلی حدیث جس میں لا نبی بعدی کے الفاظ آئے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد شریعت لانے والا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ دجال جس کا تعلق مسیحیت سے ہوگا جب وہ دعویٰ نبوت کرے گا تو لازماً اسلامی شریعت سے ہٹ کر دعویٰ کرے گا اس لئے یاد رکھو میرے بعد کوئی بھی شریعت والا نبی نہیں آسکتا۔ دوسری حدیث جس میں حضرت علیؓ کو آپ نے مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا اس میں واضح فرمایا کہ بیشک حضرت موسیٰ کی زندگی میں ان کے پیچھے رہنے والا نبی ہوسکتا تھا لیکن میری زندگی میں میرے پیچھے رہنے والا نبی نہیں ہوگا۔ اور تیسری حدیث میں فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے پیچھے انکے خلفاء نبی بھی کہلاتے تھے۔ لیکن یاد رکھو کے میرے بعد جو خلفا ہوں گے وہ نبی نہیں ہوں گے۔ پس لا نبی بعدی والی مذکورہ احادیث میں آپ نے اپنے بعد شرعی نبوت کو اور آپ کی زندگی میں کسی نبی کے ہونے کا اور آپ کی وفات کے بعد ہونے والے خلفاء کے نبی ہونے کی مناہی فرمائی ہے۔

تصویر کا دوسرا رُخ اس مقام پر یہ بات بھی یاد رکھے جانے کے قابل ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ایک اور حدیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کے بعد آنے والے مسیح موعود اور امام مہدی جو کہ آپ کی متابعت میں شریعت اسلامیہ کو از سرِ نو زندہ کریں گے۔ نبی کہلائیں گے۔ چنانچہ اس کے متعلق آپ نے فرمایا۔

اَلَا اِنَّ عِيْسَی بْنَ مَرْيَمَ لَيْسَ بَيْنِیْ وَبَيْنَهٗ نَبِیٌّ وَلَا رَسُوْلٌ، اَلَا اِنَّهٗ خَلِيْفَتِیْ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ بَعْدِیْ، اَلَا اِنَّهٗ يَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَتَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا، اَلَا مَنْ اَدْرَكَهٗ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔

(طبرانی الاوسط والصغیر)

خبردار ہو کہ عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور میرے درمیان کوئی نبی یا رسول نہیں ہوگا۔ خوب سن لو کہ وہ میرے بعد امت میں میرا خلیفہ ہوگا۔ وہ ضرور دجّال کو قتل کرے گا۔ صلیب (یعنی صلیبی عقیدہ) کو پاش پاش کردے گا اور جزیہ ختم کردے گا (یعنی اس کا رواج اُٹھ جائے گا کیونکہ) اس وقت (مذہبی) جنگوں کا خاتمہ ہوجائے گا۔ یاد رکھو جسے بھی اُن سے ملاقات کا شرف حاصل ہو وہ انہیں میرا اسلام ضرور پہنچائے۔

پس ثابت ہوا کہ جہاں ایک طرف آنحضرت ﷺ نے لا نبی بعدی فرمایا ہے وہیں دوسری طرف آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میرے اور مسیح موعود کے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہوگا گویا مسیح موعود و مہدی معہود نبی ہوں گے اور ان کے متعلق صحیح مسلم میں آپ نے چار مرتبہ "نبی اللہ" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں ان کے ساتھیوں کو "صحابہ" فرمایا ہے انہی امور کے باعث اُمت کے بیسیوں ربانی علماء نے لا نبی بعدی کی تشریح کرتے ہوئے یہی فرمایا ہے کہ لا نبی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد شریعت والا کوئی نبی نہیں آسکتا چنانچہ حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ قُوْلُوْا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ (درّ منثور جلد ۵ وتکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

اے لوگو! یہ تو کہا کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں مگر یہ نہ کہا کرو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرمان کے متعلق حضرت امام ابن قتیبہ فرماتے ہیں:

"لَيْسَ هٰذَا مِنْ قَوْلِهَا نَاقِضًا لِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ لِاَنَّهٗ اَرَادَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ يَنْسَخُ مَا جِئْتُ بِهٖ۔"

(تاویل مختلف الاحادیث صفحہ ۲۳۶)

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کا یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان لَا نَبِیَّ بَعْدِی کے مخالف نہیں کیونکہ حضور کا مقصد اس فرمان سے یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو میری شریعت کو منسوخ کردینے والا ہو۔

برصغیر ہندو پاک کے مشہور محدث اور عالم حضرت امام محمد طاہر متوفی ۹۸۶ھ ۱۵۷۸ء حضرت عائشہؓ کے اس ارشاد کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

" عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ هٰذَا نَاظِرٌ اِلٰی نُزُوْلِ عِيْسٰی وَهٰذَا اَيْضًا لَا يُنَافِیْ حَدِيْثَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ لِاَنَّهٗ اَرَادَ لَا نَبِیَّ يَنْسَخُ شَرْعَهٗ۔

(درمنثور و تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

حضرت عائشہؓ کا یہ قول اس بناء پر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بحیثیت نبی اللہ نازل ہونا ہے اور یہ قول لا نبی بعدی کے خلاف بھی نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اس قول سے یہ ہے کہ آپؐ کے بعد ایسا نبی نہیں ہوگا جو آپ کی شریعت منسوخ کردے۔

اسی بارے میں حضرت شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ اپنی کتاب "الیواقت الجواہر" میں فرماتے ہیں:- اِعْلَمْ اَنَّ النُّبُوَّةَ لَمْ تَرْتَفِعْ مُطْلَقًا بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا ارْتَفَعَ نُبُوَّةُ التَّشْرِيْعِ فَقَطْ فَقَوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ اَیْ مَا ثَمَّ مَنْ يُشَرِّعُ بَعْدِیْ شَرِيْعَةً خَاصَّةً"۔

(الیواقیت والجواہر جز ۲۔ صفحہ ۳۹)

حضرت امام عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جان لو کہ مطلق نبوت بند نہیں ہوئی ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ سے مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص شریعت خاصہ کے ساتھ تشریعی نبی نہیں ہوگا۔

علاوہ اس کے حدیث لا نبی بعدی کو سمجھنے کیلئے آنحضرت ﷺ کے درج ذیل ارشادات پر بھی غور کرنا ہوگا۔ حضرت جابرؓ سے ایک حدیث مروی ہے فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا اذا هلك قيصر فلا قيصر بعده واذا هلك كسرى فلا كسرى بعده۔ (بخاری کتاب الایمان والنذور)

(باقی صفحہ 44 پر دیکھیں)

ماہنامہ ''الرّسالہ'' نئی دہلی کے خصوصی شمارہ ''ختم نبوت'' پر ایک نظر

حافظ مظفر احمد۔ پاکستان

اسلامی مرکز نئی دہلی (بھارت) سے بیک وقت اردو اور انگریزی میں شائع ہونے والے ماہنامہ الرّسالہ کے اکتوبر 2011ء کے خصوصی شمارہ ''ختم نبوت'' کی طرف جناب علامہ مفتی محمد سعید صاحب راولپنڈی نے توجہ مبذول کروائی۔ فجزاہ اللہ۔ 46 صفحات پر مشتمل اس خصوصی اشاعت کو علامہ وحید الدین خان صاحب سرپرست اعلیٰ نے ختم نبوت کے اہم موضوع کے لیے وقف کیا ہے۔ ان کی اس عالمانہ کاوش پر کوئی رائے زنی کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسکا ماحصل مختصرًا پیش کر دیا جائے۔

علامہ موصوف نے اپنی اردو، انگریزی، سائنس وفلسفہ کی علمیت کا سارا زور اس بات پر صرف کیا ہے کہ ''ختم نبوت'' کا مطلب ختم ضرورت نبوت ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ اسلئے ختم کر دیا گیا کہ اس کے بعد نئے نبی کی آمد کی ضرورت باقی نہیں رہی''۔ (الرسالہ ص12) اور اس کی دلیل یہ دی ہے کہ ''قرآن کے ذریعہ اکمال دین اور اتمام نعمت ہو جانے کے بعد قرآن کامل طور پر ایک محفوظ کتاب بن گئی اور جب خدا کی ہدایت کتاب کی صورت میں محفوظ ہو جائے تو ایسی کتاب پیغمبر کا بدل بن جاتی ہے اسکے بعد کسی نئے پیغمبر کی آمد کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔'' (ص6)

ان کے نزدیک یہی ختم نبوت کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ جس کی تائید میں موصوف نے یہ خود تراشیدہ ''تاریخی دلیل'' بھی پیش کی ہے ''کہ رسول اللہؐ کے خاتم الانبیاء ہونے (یعنی میرے بعد کوئی اور نبی آنیوالا نہیں) کے اعلان سے لیکر اب تک کوئی شخص نبی کا دعویدار بن کر نہیں اٹھا''۔ (ص11)

اس ضمن میں انہوں نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحبؑ بانیٔ جماعت احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ عجیب وغریب نظریہ پیش کیا اور لکھا ہے کہ ''کہا جاتا ہے انہوں نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا مگر تاریخی ریکارڈ کے مطابق یہ بات درست نہیں۔'' (ص12)

علامہ موصوف ختم نبوت کے موضوع سے ہٹ کر کچھ ضمنی سائنسی اور فلسفیانہ بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ''نبیوں کا خاتم ہونا صرف فہرست کی تکمیل کا معاملہ نہ تھا بلکہ وہ اس ضرورت کے ختم ہو جانے کا معاملہ تھا جسکی بناء پر پچھلی تاریخ میں بار بار پیغمبر بھیجے جاتے رہے ہیں۔'' (ص39)

علامہ موصوف کے اس مقالہ کی تان جہاں جا کر ٹوٹتی ہے وہ بھی کوئی کم دلچسپ نہیں۔ موصوف اپنے آخری عنوان ''دعوت کا نیا دور'' کے تحت رقمطراز ہیں کہ ''اصحاب رسولؐ نے نبوت محمدی کے اظہار اوّل کے لئے کام کیا تھا اب نبوت محمدی کے اظہار ثانی کا زمانہ ہے ---۔ اصحاب رسول نے جس دورِ تاریخ کا آغاز کیا تھا تقریباً ڈیڑھ ہزار سال میں وہ اپنے نقطۂ کمال پر پہنچ چکا ہے اب دوبارہ اس نئی نسل سے ایک فرد اٹھے گا جس کو حدیث میں المھدی کا نام دیا گیا ہے جس کا ساتھ دینے والوں کو ''اخوان رسول'' کہا گیا ہے یہ گروہ اپنی غیر معمولی جدوجہد سے نبوت محمدی کا اظہار کرے گا۔ نبوت محمدی کا یہ اظہار ثانی تاریخ انسانی کے خاتمے کا اعلان ہوگا۔'' (ص49)

اس میں شک نہیں کہ علامہ موصوف نے اپنے مقالہ میں ایک نئے علمی انداز سے ختم نبوت کا مضمون اجاگر کرنے کی اپنی سی کوشش کی ہے۔ خواہ یہ گزشتہ صدی پر پھیلی ہوئی وفات وحیات مسیح اور فیضان ختم نبوت کی منقولی ومعقولی جملہ بحثوں کے ردعمل میں سعی لاحاصل سہی ایک جدّت آفرینی ضرور ہے۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے، ہستی باری تعالیٰ اور توحید الٰہی کے بعد خاتم النبیین اور اسکے فیضان کا مضمون ہمارا جز و ایمان ہے۔ کیونکہ ہمارے عرفان کے مطابق یہ رسول اللہؐ کا وہ عدیم المثال اور رفیع الشان مقام ہے جس کی نظیر انبیاء سابق میں موجود نہیں۔ جیسا کہ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:

''میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جسکا نام محمدؐ ہے، ہزاروں ہزار درود اور سلام اس پر، یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اسکے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہو سکتا اور اسکی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔
(حقیقۃ الوحی ص118 روحانی خزائن جلد22)

پھر فرمایا ''تمام سلسلہ نبوت میں اعلیٰ درجہ کا جواں مرد نبی اور زندہ نبی۔ محمد مصطفیٰؐ و احمد مجتبیٰ ہے، جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں ملتی تھی۔''
(سراج منیر روحانی خزائن جلد12 ص82)

پس ختم نبوت تو رحمۃ للعالمین کی رحمتوں کو عام کرنے والا اور ہمارے رؤف و رحیم رسول کریمؐ کے فیضان کو وا کرنیوالا رُتبہ ہے نہ کہ آپ کے فیوض وبرکات کو سلب اور ختم کرنے کا مقام! جیسا کہ سورۃ احزاب کی آیت میں حضرت محمدؐ کی ابوّت ظاہری اور اولاد جسمانی کی نفی کے بعد بطور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی اولاد روحانی کے اثبات میں خاتم النبیین کے مقام کا عطا ہونا محل مدح میں ہے نہ کہ محلّ ذمّ میں جو ہمارے آقا ومولا کو اس مقام محمود پر فائز کرتا ہے جس سے نبوت جیسی رحمت وبرکت کی بندش منسوب کرنا ایسی تنقیص ہے جو کوئی بھی عاشق رسولؐ برداشت نہیں کر سکتا۔ پس اس پہلو سے اصولی طور پر بھی علامہ موصوف کے مقالہ پر علمی تبصرہ اور اسکا جائزہ وتجزیہ ہمارا حق ہے اور تفصیلی طور پر اسلئے بھی کہ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے دعویٰ کے بارہ میں علامہ موصوف کا موقف واضح غلط فہمی پر مبنی اور خلافِ حقیقت ہے۔

جہاں تک ختم نبوت کے خالصتہً دینی موضوع پر علامہ موصوف کے استدلال کا تعلّق ہے وہ قرآن وحدیث سے زیادہ سائنس وفلسفہ کی غیر متعلق بحثوں پر ہے، اس لئے انکی یہ کوشش ایک سعی لاحاصل ہے۔ بالخصوص انہوں نے مقالہ کا آغاز ''ختم ضرورت نبوت'' کی بحث سے کر کے اس کے آخر میں اپنے خود ساختہ تخیلِ ختم نبوت کو مہدی کے ذریعہ نبوت محمدیؐ کے دوبارہ اظہار کے بیان سے زمین بوس کر کے رکھ دیا ہے۔ کیونکہ مہدی خود حاملِ صفات نبوت ہے۔ اے بسا آرزو کہ خاک شد۔

ختم نبوت کے اس مضمون پر سرسری نظر ڈالنے سے علامہ موصوف کا سائنس وفلسفہ میں شغف و درک دیکھ کر اول امید بندھتی ہے، کہ شاید وہی یکے از علمائے دین ہوں جو قرآن و سائنس یعنی خالق کائنات کے قول وفعل میں موافقت ثابت کر دکھائیں مگر یہ امید خاک ہو جاتی ہے جب ان کا پہلا جملہ ہی قرآن و سائنس کے معارض دکھائی دیتا ہے۔ جس میں وہ آدم کو پہلا انسان قرار دے کر آغاز انسانیت کا زمانہ صرف سات ہزار سال قبل قرار دے رہے ہیں۔ ختم نبوت کے نفس مضمون سے اسکا تعلق ضمنی سہی مگر اس پر محاکمہ اس لئے ضروری ہے کہ خشتِ اول ہی کج ہو تو اس پر استوار ہونے والی عمارت کا کیا حال ہوگا۔

موصوف کے نزدیک اسلامی عقیدہ کے مطابق پیغمبروں کا سلسلہ انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی شروع ہوا۔ اور آدم پہلے انسان اور پہلے پیغمبر تھے (23:3) (ص2)

تعجب ہے کہ علّامہ موصوف جیسے محقق نے کس طرح مسلمانوں کے ایک روایتی عامیانہ خیال کو ''اسلامی عقیدہ'' قرار دے دیا۔ اور پھر اس کا جو حوالہ (23:3 قرآن کی تیسری سورت کی آیت 23) دیا اس میں سرے سے ایسا کوئی ذکر ہی موجود نہیں۔ اگر اس حوالہ میں سہو بھی مان لیا جائے کہ موصوف کی مراد خلافتِ آدمؑ والی آیت البقرہ (31:2) سے تھی، (ہمارے اس مضمون میں آیات قرآنی کے نمبر بسم اللہ کو پہلی آیت شمار کر کے دیئے گئے ہیں۔ راقم) تو اس سے آدم کے پہلے الہامی انسان اور پیغمبر ہونے کا استدلال تو ہوتا ہے آدمؑ کے پہلے انسان ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔ ظاہر ہے زمین میں آدم کی خلافت الٰہیہ انہیں انسانوں پر قائم ہونے والی تھی جو پہلے سے اس پر موجود تھے۔ اس موقف کی مزید تائید سورۂ اعراف (12:7) سے بھی ہوتی ہے کہ انسانوں کی تخلیق وتشکیل کے بعد ہی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدۂ آدم کے لئے ارشاد فرمایا۔ پس سورۃ البقرہ 31:2 کے مطابق ملائکہ کا تخلیق آدم کے

باعث فساد اور کشت وخون کا سوال اٹھانا بھی دراصل اہلِ زمین کی گزشتہ تاریخ کے پس منظر میں تھا، اسی قرآنی صداقت کی مکمل تائید موجودہ سائنسی تحقیقات بھی کر رہی ہیں۔ جدید تحقیق کے مطابق سب سے پہلا انسان تقریباً 20لاکھ سال پہلے پیدا ہوا۔
(www.sciencedaily.com)

ہماری موجودہ نسل انسانی جسے ہوموس سیپین کہتے ہیں کا ظہور دو لاکھ سال قبل ہوا اور تقریباً پچاس ہزار سال قبل افریقہ میں پھیلی۔

بیسوی صدی عیسوی کے مشہور امریکی سائنسدان اور ماہر آثار قدیمہ ڈاکٹر زکریا سچن (Dr Zechaaria Sitchin) نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب The 12the Planet (یعنی) بارھواں سیارہ (میں قطعی دلائل سے یہ انکشاف کیا کہ سب سے پہلی انسانی نسل پانچ لاکھ سے دس لاکھ سال قبل کرۂ ارض پر ظاہر ہوئی۔ جسے وہ ہوموارکٹس (Homo Erectus)یعنی سیدھا کھڑے ہو کر چلنے والا آدمی (کا نام دیتا ہے جس کی نسل جنوب مشرقی افریقہ سے شروع ہو کر یورپ، ایشیاء اور امریکہ میں پھیلی۔ اس انسان کی فوصل شدہ باقیات دریافت ہونے کی جگہ کی مناسبت سے ماہرین اثریات نے اس پہلے آدمی کو Nean Deartha کا نام دیا۔ اس انسان کے ذہنی ارتقاء کی رفتار بہت کم تھی اور یہ کرۂ ارض پر دو اڑھائی لاکھ سال تک مسلط رہے۔

ان کی جگہ لینے والی نسل انسانی کو ڈاکٹر زکریا ہوموسیپین Homo Sapiens (یعنی سوچنے سمجھنے والے آدمی)اور دیگر سائنسدان کرومیگنن Cro Magnon کا نام دیتے ہیں۔ یہ انسان کرۂ ارض پر 35یا40ہزار سال پہلے ظاہر ہو کر دنیا میں پھیلے تاہم ان کی بڑی آبادیاں ایشیاء کے عرب ممالک میں تھیں اس علاقہ کو بائبل میں ''کوش '' کا نام دیا گیا ہے (پیدائش باب2 آیت8تا13) جہاں ایک طبقہ نے زراعت اور مویشی پالنے کا آغاز کیا۔ جبکہ دوسرے گروہ کا انحصار شکار وغیرہ پر تھا۔ ان دونوں گروہوں کے درمیان تصادم کے نتیجہ میں گزشتہ پندرہ سولہ ہزار سال کی انسانی تاریخ انسانی خون سے لالہ رنگ ہوئی۔

حضرت آدم علیہ السلام کا زمانہ صرف سات ہزار سال قبل کا ہے، پس انکو پہلا انسان قرار دینا محض تاریخی وسائنسی مشاہدہ کے ہی خلاف نہیں خود قرآن کے بھی خلاف ہے۔ ہاں وہ الہامی انسان اور پیغمبر ضرور تھے جو اُس غیر مہذب دور میں بہتر تمدن کے قیام کے لئے خلیفہ بنائے گئے تو پس منظر میں وہ خونی جنگیں تھیں جنکا حوالہ (البقرۃ 31:2 کے مطابق) فرشتوں کو دیا گیا۔

علامہ موصوف اپنے مقالہ میں دیگر انبیاء سے محمد ﷺ کا فرق نمایاں تو یہ بیان کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام کے ہاں روایتی نوعیت کے دلائل کی بجائے سائنسی نوعیت کے دلائل ہیں۔(ص15) مگر اپنے مضمون کے پہلے فقرہ میں ہی یہ بازی ہار جاتے ہیں۔

اب آیئے اصل موضوع ختم نبوت کی طرف۔ علامہ موصوف نے خاتم کے معنی بیان کرتے ہوئے نامعلوم کیوں صرف ایک غیر متعلق معنوں پر اکتفا کیا ہے اور وہ بھی محض انگریزی ڈکشنری سے۔ کہ ''خاتم یا سیل Seal کے معنی کسی چیز کو آخری طور پر مہر بند کرنے کے ہیں۔''

Seal:to close completely-Page 2

خاتم عربی لفظ ہے جس کے لئے عربی لغت کا دیکھنا ضروری تھا۔ جو موصوف کو دیکھنے کا موقع نہیں ملا اس لئے وہ لکھ بیٹھے کہ خاتَم اور خاتِم میں کوئی فرق نہیں۔ حالانکہ خاتَم اسم آلہ ہے جس کے ذریعہ نقش یا مہر لگائی جائے یعنی مہر (stamp)اور خاتِم اسم فاعل ہے جس کے معنے مہر لگانے والا یا ختم کرنے والا ہے۔ اگر ان دونوں الفاظ میں کوئی فرق نہ ہوتا جیسا کہ علامہ موصوف نے فرمایا ہے تو حضرت علیؓ جیسے اہل زبان اور عربی دان اپنے صاحبزادوں حسن اور حسین کے استاد حضرت عبدالرحمانؒ کو یہ نہ فرماتے کہ میرے بچوں کو خاتم تاء کی زبر سے پڑھانا تاء کی زیر سے نہ پڑھانا۔(کنز العمال للعلامہ علاؤ الدین علی المتقی جلد2ص601 موسسۃ الرسالہ)اس سے صاف ظاہر ہے کہ خاتم کے معنے میں زیر اور زبر کا فرق نہ کرنے سے سارا مضمون ہی زیر وزبر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ خاتَم کے پہلے معنے عربی لغت میں انگوٹھی کے ہیں جو زینت اور حسن کا موجب ہوتی ہے۔ پس خاتم الانبیاء کے معنے یہ ہوئے کہ آنحضرت ﷺ تمام نبیوں کی زینت اور حسن ہیں۔2۔خاتم کے معنے مہر کے بھی ہوتے ہیں جو تصدیق کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ کیمبرج ڈکشنری میں ہی لکھا ہے:

Seal;which showes thai is legal or has been offcially approved.

یعنی مہر کا لگنا قانونی حیثیت یا باضابطہ تصدیق کو ظاہر کرتا ہے۔ اور حضرت محمد مصطفی ﷺ اپنے سے پہلے نبیوں کی بھی تصدیق کرنے والے ہیں اور آپ کے بعد بھی آپ کی تصدیق کے بغیر کوئی نبی نہیں آسکتا جیسا کہ سورۃ آل عمران کی آیت میثاق النبیین (82:3) سے ظاہر ہے۔

حضرت امام راغب اصفہانی خاتم کے معنے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ ختم اور طبع کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ یہ دونوں لفظ خَتَمْتُ اور طَبَعْتُ کا مصدر ہیں اور ان کے معنی خاتم (مہر) کے نقش پیدا کرنے کی طرح کسی شے کا دوسری میں اثر پیدا کرنا ہیں اور دوسری صورت حقیقی معنوں کی نقش کی طرح کی تاثیر کا اثر حاصل ہیں۔ جبکہ آخری یا بند کرنے کے معنے مجازی ہیں۔

اگر یہاں خاتم کے مجازی معنی آخری بھی لئے جائیں تو بھی النبیین پر ''ال'' تخصیص کا ہے جس سے مراد شریعت والے نبی نہیں۔ پس خاتم النبیین کے معنے ہوں گے آخری صاحب شریعت نبی جن کے بعد نہ کوئی نئی شریعت یا نئی کتاب آئے گی نہ نئے احکام آئیں گے۔ پس ختم نبوت کے لغوی معنی کی رو سے بھی ختم ضرورت نبوت مراد لینا کسی طرح درست نہیں بلکہ خود اہل اسلام کے مسلّمہ عقیدہ کے خلاف ہے جو حضرت عیسیٰؑ کی بطور امتی نبی آمد اور ظہور مہدی کے قائل ہیں جس کی آمد کو خود علامہ موصوف نے نبوت محمدی کے اظہار ثانی سے تعبیر کیا ہے۔

چنانچہ مولانا عبدالماجد دریابادی نے بجا طور پر لکھا ہے کہ ''مولوی خود مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور بحالت نبوت آئیں گے (نیز عیسیٰ نبی اللہ مسلم شریف) یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ان پر وحی نازل ہوگی (حدیث مسلم از نواس بن سمعان) اور یہ بھی کہ وحی لانے والے حضرت جبریلؑ ہوں گے۔(حج الکرامہ از نواب صدیق حسن خان)اور یہ بھی کہ جب حضرت مسیحؑ آئیں گے تو ان کا انکار کرنے والے کافر ہوں گے (دار العلوم دیوبند)ان مولوی صاحبان سے بھی توبہ کرانی چاہئے کہ حضرت مسیح کی آمد ثانی تسلیم کر کے اور ان کو نبی مان کر اور پر بذریعہ جبریل وحی نازل کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھوں کو مضبوط کر رہے ہیں۔۔۔ہم نے جہاں تک غور کیا ہے حضرت مسیح کی آمد ثانی بحالت نبوت کے قائل علماء خود نبوت کے منکر ہیں''
(ہفت روزہ صدق جدید 6اگست1965ص8)

قرآن شریف کے مطابق نبوت ایک نعمت ہے جس کی ضرورت انسانوں کی رشد و ہدایت، تعلیم کتاب اور اصلاح وتزکیہ کے لئے ہوتی ہے، اور جب تک انسانوں میں گمراہی کا سلسلہ ہے (جو شیطان کو دی گئی مہلت کے مطابق قیامت تک ممتد ہے 83،82:38) تب تک نبوت کی ضرورت ہے اور رہے گی۔

چنانچہ سورہ صافات میں یہ الٰہی سنت بیان ہے کہ پہلی قوموں کی اکثریت جب بھی گمراہ ہوئی۔ ہم نے ان میں رسول اور انذار کرنے والے بھیجے۔(73،72:37) یہی سنّت خدائی قیامت تک جاری وساری رہے گی۔

دوسری سنت الٰہی سورۃ بنی اسرائیل میں یہ بیان فرمائی کہ قیامت تک بلا استثناء ہر بستی کے لوگوں پر عذاب کا سلسلہ جاری رہے گا۔(59:17) اور اس عذاب کے بارہ میں الٰہی قانون یہ ہے کہ وہ رسول کی بعثت سے پہلے نہیں بلکہ اسکی دعوت اور انکار کے بعد آتا ہے۔
(16:17)

اب دنیا میں آئے دن عذابوں کا سلسلہ تو جاری ہے پھر رحمت خداوندی کا سلسلہ بصورت نبوت کیسے بند ہو سکتا ہے۔ ہاں ختم نبوت کے تقاضا سے شرعی انبیاء کا سلسلہ ضرور ختم ہوا۔ لیکن تابع امتی نبوت کا سلسلہ ختم نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ سورۃ نساء 70:4 میں پیشگوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت کے نتیجہ میں امت محمدیہ میں نبی، صدیق، شہید اور صالح کا مقام حاصل کرنے والے پیدا ہونگے۔ مزید برآں ہمارے نبی مثیل موسیٰؑ ہیں اور حضرت موسیٰؑ کی امت میں سورہ مائدہ 21:5 کے مطابق جو نعمت عطا کی گئی

وہ انبیاء اور بادشاہ بنانے کی نعمت تھی چنانچہ امت موسوی میں سورۃ بقرہ 8:2 کے مطابق قَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ کے مطابق تابع امتی نبوت کا یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک جاری رہا۔ اور بمطابق سورۃ المائدہ (45:5) ہدایت و نور پر مشتمل احکام توریت کے نزول کے بعد لمبے عرصہ تک اسکی ہدایت پر عملدرآمد کے لئے نبیوں، ربّانی، یعنی اہل اللہ اور احبار و علماء کا سلسلہ جاری رہا۔ اس ''مضبوط ربّانی ٹیم'' کے سپرد قرآنی بیان کے مطابق اللہ کی کتاب توریت کی حفاظت کا کام تھا۔ اور یہ لوگ اس کے نگران بن کر حفاظت کا فریضہ ایک زمانے تک بخوبی ادا کرتے رہے۔ چنانچہ توریت کے مطابق اس مقصد کے لئے بنی اسرائیل میں 400 کے قریب انبیاء مبعوث ہوئے۔ توریت جسے سورۃ الانعام 55:6 میں ''تَمَامًا'' یعنی کامل و مکمل کتاب قرار دیا گیا جس میں اپنے زمانہ کے لئے ہر چیز کی تفصیل موجود تھی وہ اپنی ذات میں ہدایت کے لئے کافی نہ سمجھی گئی بلکہ اس پر عمل درآمد اور اس کی حفاظت کے لئے انبیاء کا سلسلہ ایک لمبے زمانے تک قائم کیا گیا۔

پس محض کسی کتاب کے نزول سے ضرورت نبوت پوری نہیں ہو جاتی بلکہ مقاصد نبوت کی تکمیل کے لئے کتاب کی لفظی حفاظت کے ساتھ معنوی حفاظت بھی ضروری ہے۔ بلکہ احکام کتاب پر عملدرآمد کی خاطر اسکی عملی حفاظت کی بھی ضرورت ہوتی ہے، ان میں سے کسی ایک چیز کا فقدان بھی ضرورت نبوت کا متقاضی ہوتا ہے، اور ایسی ہی ضرورت کے تابع سورۂ نور (56:24) میں امت محمدیہ میں پہلی قوموں کی طرح کی خلافت کا وعدہ کیا گیا ہے، جس کے مطابق قرون اولیٰ میں خلفاء راشدین اور مجددین آتے رہے۔ جبکہ آخری زمانہ میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ از سرنو جاری کرنے کے لئے ایک امتی نبی نے بھی ظاہر ہونا تھا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 ص 273 قاہرہ)

چنانچہ علامہ موصوف نے حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِي (ص 2) کا وہ اگلا فقرہ درج نہیں کیا جس میں وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ کے الفاظ ہیں۔ کہ میرے معاً بعد میری شریعت کا مخالف نبی تو نہیں آئے گا مگر تابع خلفاء ضرور ہونگے۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب ما یذکر عن بنی اسرائیل)

دوسری حدیث انا خاتم النبیین سے متعلق مقالہ کے صفحہ 12 پر بخاری، مسلم، ترمذی کے حوالہ جات سے بھی اسی مذکورہ بالا مضمون کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ بخاری مناقب اور مسلم فضائل کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کی مثال ایک ایسے مکان یا محل سے دی ہے جسے بہت خوبصورت اور مکمل بنا کر ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی۔ لوگ اس میں داخل ہو کر تعجب کرتے ہیں کہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں خالی چھوڑی گئی۔ فرمایا ''میں ہی اس آخری اینٹ کی جگہ ہوں، میں نے آکر تمام نبیوں پر مہر کردی، دوسری روایت میں ہے میں خاتم النبیین ہوں''۔ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ''اگرچہ ہر نبی کی شریعت اس کے اپنے) زمانہ و ضرورت (کے لحاظ سے کامل تھی مگر اس مثال سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ شریعت محمدیہ گزشتہ شرائع کی نسبت زیادہ کامل اور مکمل ہے۔'') فتح الباری از علامہ ابن حجر جلد 6 ص 559 دار النشر الکتب الاسلامیہ لاہور (خَتَمْتُ الْاَنْبِيَاءَ کے معنے ختم کرنے کے بھی کئے جائیں تو یہاں ''الانبیاء'' سے مراد شرعی انبیاء ہیں، گویا رسول اللہؐ نے آکر شریعت کا محل مکمل کر دیا۔ اب آپ کے بعد کوئی نبی صاحب شریعت نیا یا پرانا نہیں آسکتا۔

تیسری روایت ترمذی کتاب الفتن کی ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے معاً بعد (میرے مخالف) کوئی نبی نہیں ہوگا۔ کیونکہ بعد کے معنی خلاف کے ہیں۔ جیسا کہ آیت فبای حدیث بعد الله و آیاته یؤمنون یعنی اللہ اور اسکی آیات کے خلاف وہ کونسی حدیث پر ایمان لائیں گے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی اسکے یہی معنی کئے ہیں کہ ''معنی بعدی ایں جا غیری است'' کہ یہاں لانبی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ میرے مخالف کوئی نبی نہ ہوگا۔ (قرۃ العین فی تفصیل الشیخین ص 106) دراصل یہ حدیث ان تیس جھوٹے دعویداران نبوت سے متعلق ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاً بعد سے دعویٰ نبوت شروع کر دینا تھا۔ اور جن کے دعویٰ کے سچا ہونے کی نفی حدیث میں کی گئی ہے۔ چنانچہ مسیلمہ کذاب نے رسول اللہؐ کی اس پیشگوئی کے مطابق آپ کی زندگی میں ہی آپ کے نام خط میں رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور لکھا مِنْ مُسَيْلِمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (سیرۃ ابن ہشام جلد 2 ص 600 بیروت) کہ یہ خط اللہ کے رسول مسیلمہ کی طرف سے ہے۔ اس سے بڑھ کر اپنے منہ سے رسالت کا دعویٰ اور کیسے کیا جا سکتا تھا۔ پھر اسی پر بس نہیں اس نے تو شریعت اسلامیہ کو منسوخ کرتے ہوئے شراب و زنا کو حلال، زکوٰۃ کالعدم، اور بعض نمازیں معاف کر دیں۔ (حجج الکرامہ از نواب صدیق حسن خان بھوپال ص 324 ترجمہ از فارسی مطبع شاہجہانی بھوپال) پس وہ کذاب دعویدار نبوت قرار پایا اور سورۂ حاقہ کی وعید قرآنی وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ (46،45:69) کے مطابق ہلاک ہوا۔ اس آیت سے بھی ثابت ہے کہ رسول اللہؐ کے بعد دعویٰ نبوت کا امکان موجود تھا تبھی یہ اصول بیان فرمایا کہ جھوٹا مدعی نبوت ہلاک ہوگا۔

اس حدیث رسول اور دعویدار نبوت مسیلمہ کے انجام ہلاکت سے علامہ موصوف کی ''تاریخی دلیل'' بھی کالعدم ہو کر رہ گئی۔ جس میں وہ یہ بے دلیل دعویٰ کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام کے بعد کسی شخص نے اپنی زبانی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ "میں خدا کا پیغمبر ہوں" بلکہ موصوف کی یہ موشگافی رسول اللہؐ کے اس ارشاد کے صریح منافی ہے کہ میرے بعد 30 جھوٹے دجال ہونگے۔ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا ''میں اللہ کا پیغمبر ہوں''۔ حیرت ہے کہ خدا کا رسول تو یہ پیشگوئی فرمائے کہ 30 دجّال یہ دعویٰ کریں گے کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں اور شارح مسلم علامہ ابو عبد اللہ جیسے علمائے امت کہیں یہ پیشگوئی پوری بھی ہو چکی (اکمال الاکمال شرح مسلم جز 7 ص 258 مطبع سعادہ مصر) اور علامہ موصوف خود اس پیشگوئی کا حوالہ (صفحہ 12) دیکر اسکا انکار بالاصرار کریں کہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی نہ ہو سکتی ہے۔ پھر یہی نہیں اسی ترمذی کتاب الفتن میں ہی تیس جھوٹے نبیوں کی آمد اور دعویٔ پیغمبری کی پیشگوئی کے ساتھ نزول ابن مریم کا بھی ذکر ہے اور چار مرتبہ رسول اللہؐ نے اس آنیوالے کو ''نبی اللہ'' کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔) نیز دیکھو مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال (اگر خاتم النبیین سے مراد ضرورت نبوت کا خاتمہ تھا تو افصح العرب اصدق الصادقین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اس آنیوالے کے لئے بار بار نبی کا لفظ استعمال نہ فرماتے۔ آپؐ نے تو صاحبزادہ ابراہیمؓ کی وفات پر (جس کا ذکر علامہ موصوف نے ص 44 پر کیا ہے) یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر وہ زندہ رہتا تو لازماً سچا نبی ہوتا۔ (ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلاۃ علی ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپؐ کے بعد باب نبوت ہی مسدود تھا تو آپؐ یہ فرماتے کہ ابراہیم زندہ بھی رہتا تو نبی نہ ہوتا۔ چنانچہ مشہور عالم دین شارح مشکوٰۃ حضرت علامہ ملا علی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ''صاحبزادہ ابراہیم زندہ رہتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع اور امتی نبی ہوتے اور یہ حدیث آیت خاتم النبیین کے ہرگز منافی نہیں کیونکہ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد ایسا کوئی نبی نہیں آئیگا جو آپؐ کی شریعت منسوخ کرے اور آپؐ کی امت میں سے نہ ہو۔''

(موضوعات کبیر مترجم ص 322 حضرت ملّا علی قاریؒ مطبوعہ قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

یہی وجہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ) جن سے نصف علم سیکھنے کا ارشاد ہے (فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء تو کہو مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں (مصنف ابن ابی شیبہ جلد 5 ص 336 مکتبۃ الرشد ریاض) حضرت علیؓ کو بھی انہی معنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی، تم خاتم الاولیاء ہو اور میں خاتم الانبیاء۔ (مناقب آل ابی طالب از علامہ ابو جعفر محمد بن علی م 558ھ مطبع علمیہ قم ایران) اور اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا تم ہجرت میں خاتم المہاجرین ہو اور میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں (کنز العمال 13/516 مطبوعہ بیروت) پس جس طرح حضرت علیؓ کے بعد ولایت اور حضرت عباسؓ کے بعد ہجرت کا کلی خاتمہ نہیں ہوا۔ بلکہ حضرت علیؓ افضل الاولیاء اور حضرت عباسؓ افضل المہاجرین قرار پائے۔ انہی افضل کے معنی میں مشہور شاعر متنبّی کو خاتم الشعراء، مشہور طبیب بوعلی سینا کو خاتم الاطباء، امام سیوطی کو خاتم المحققین کہا گیا ہے۔ انہی معنی میں

ہمارے رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین افضل الرسل ہیں اور آپؐ کے بعد بھی امتی نبوت کا فیض جاری ہے۔ ایسے ہی امتی نبی کی خبر دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ابوبکرؓ اس امت کا سب سے افضل فرد ہے سوائے اس کے کوئی نبی پیدا ہو۔

(کنز العمال از علامہ علاء الدین علی المتقی جلد 11 ص543 مطبوعہ بیروت)

یہی وجہ ہے کہ طبرانی کی روایت میں حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے ساتھ یہ استثناء بھی مذکور ہے کہ اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ۔ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں سوائے اس کے کہ اللہ چاہے۔

(تذکرۃ الموضوعات محمد طاہر ص986 ادارہ طباعہ منیریہ دمشق)

پھر رسول کریمؐ نے امت میں آنیوالے نبی اللہ کے بارے میں فرمایا

لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ نَبِیٌّ یَعْنِیْ عِیْسٰی وَاِنَّہٗ نَازِلٌ

(سنن أبی داود کتاب الملاحم باب خروج الدجال)

کہ اس (آنیوالے) عیسیٰ مسیح اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ یقیناً نازل ہونے والا ہے۔

ختم نبوت کے یہی معنی گزشتہ چودہ سو سال سے امت محمدیہ میں سمجھے اور بیان کئے گئے ہیں۔

چنانچہ نامور صوفی حضرت ابوعبداللہ محمد بن علی حسین الحکیم الترمذی (متوفی 308ھ) کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی محض آخری کرنے سے آنحضرت ﷺ کی کوئی شان ظاہر نہیں ہوتی ۔ یہ تو صرف ناواقفوں اور جاہلوں کی تشریح ہوسکتی ہے۔

(ختم الاولیاء صفحہ 341 مطبع الکاثولیکیہ بیروت)

حضرت علامہ محی الدین ابن عربی خاتم النبیین کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''میرے بعد شرعی نبی کوئی نہیں ۔ میرا تابع ہوگا۔'' (فتوحات مکیہ جلد 2 ص73)

مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دار العلوم دیوبند اپنی معرکہ الآراء کتاب ''تحذیر الناس'' میں فرماتے ہیں:۔

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب سے آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔'' (تحذیر الناس ص7 مطبوعہ مکتبہ قاسم العلوم کورنگی کراچی 1396ھ) پھر فرمایا:۔ ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔'' (تحذیر الناس ص46 مطبوعہ مکتبہ قاسم العلوم کورنگی کراچی 1396ھ)

علامہ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں۔

''علمائے اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہوسکتا اور نبوت آپ کی تمام مکلفین کو شامل ہے اور جو نبی آپ کے ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا۔'' (دافع الوساوس فی اثر ابن عباس ص3 مطبع یوسفی واقع فرنگی محل لکھنؤ)

چنانچہ جہاں تک علامہ موصوف کی نام نہاد ''تاریخی دلیل'' کا تعلق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد گزشتہ چودہ سو سال میں کسی نے اپنی زبان سے خدا کا پیغمبر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا لہٰذا آپ بلا مقابلہ خاتم النبیین ثابت ہو گئے۔ قبل ازیں بھی اس دلیل کا بودا پن قرآن و حدیث سے ظاہر کیا جا چکا ہے ۔ تاہم بانیٔ جماعت احمدیہ کے دعویٰ کے حوالہ سے بھی اسکا جائزہ لینا ضروری ہے۔

علامہ موصوف کے ذوقِ تحقیق و جستجو کی داد دیجئے کہ بقول خود انہوں نے ایک ہندو گرو برہماشری کرونا کرا کے دعویٔ پیغمبری کی خبر سن کر (بغرض تحقیق) 1999ء میں کیرالا کے دور دراز سفر کی صعوبت اٹھائی۔ مگر دلّی سے چند گھنٹے کے فاصلے پر قادیان جا کر حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کے دعویٰ کی حقیقت جاننے کی زحمت بھی گوارا کی نہ انکی کتب کا مطالعہ کر کے تحقیق کرنی چاہی۔ اور بے دلیل لکھ دیا کہ ''مرزا غلام احمد قادیانی نے کبھی اپنی زبان سے یہ نہیں کہا کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں انہوں نے صرف یہ کہا تھا کہ میں ظلی نبی ہوں۔۔۔۔۔۔اسکو دعویٰ نبوت نہیں کہا جا سکتا۔'' (ص13) بے شک حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ' شرعی نبوت کا نہیں مگر رسول اللہؐ کی پیشگوئی کے مصداق امتی نبی ہونے کا بہرحال ہے ۔ اگر آنجناب کی تسلی خود حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کی زبانی انکا دعویٰ معلوم کر کے ہی ہوتی ہے تو ملاحظہ فرمایئے:

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:

''احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائیگا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائیگا یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اسپر ظاہر ہونگے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہوسکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا ۔ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن: 28،27) یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہوسکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔ اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اگر کوئی منکر ہو تو یہ بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تا کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہوجاتی۔''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 ص406، 407)

اسی طرح فرمایا:

''میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔''

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص68 روحانی خزائن جلد 22)

پھر فرمایا: ''شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ اس بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ (تجلیات الٰہیہ ص24)

نیز فرمایا ''مجھے خدا تعالیٰ نے میری وحی میں بار بار امتی کر کے پکارا ہے اور نبی کر کے بھی پکارا ہے''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم ص184 روحانی خزائن جلد 21)

''وہ مسیح جو امت کے لئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی ۔۔۔۔۔۔ میں ہی ہوں۔''

(تذکرۃ الشہادتین ص3، 4 روحانی خزائن جلد 20)

علامہ موصوف نے سورۃ مائدہ کی آیت 5 اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ میں اتمام نعمت کے معنی میں یہ جدت آفرینی بھی پیدا کی ہے۔ کہ ''صحابہ کی مضبوط ٹیم قرآن کے گرد جمع ہوگئی جو اسکی حفاظت کی ضامن ہے۔ جبکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں پر بہت کم لوگ ایمان لائے اور ان کے ساتھ کوئی مضبوط ٹیم نہ بن سکے''۔

اول تو اتمام نعمت کے معنے بھی اکمال دین کے ہی ہیں جیسا کہ امام رازیؒ نے کئے۔ دوسرے خود قرآن میں اتمام نعمت سے مراد نبوت کا بند ہونا نہیں بلکہ جاری ہونا لکھا ہے، جیسے سورۃ یوسف (12:7) میں حضرت یوسفؑ کو نبوت عطا کئے جانے کے ذکر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی نعمت پورے کرے گا۔ جیسے تمہارے باپ دادا ابراہیمؑ اور اسحاقؑ پر اتمام نعمت کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ پر اتمام نعمت سے مراد آپ کی امت میں نبوت کی نعمت عطا ہونے اور مسیح اور مہدی کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے۔ تبھی اتمام نعمت ہوسکتا ہے کہ اکمال دین کے بعد اسکی حفاظت کا انتظام بصورت خلفاء و مجددین وغیرہ موجود ہو۔ جیسا کہ توریت جیسی مکمل اور مفصل کتاب کی حفاظت کے لئے ایک زمانہ تک بنی اسرائیل میں انبیاء آتے رہے جو (پہلے) سورۃ مائدہ 45:5 سے ثابت کیا جا چکا ہے، اس طرح علامہ موصوف کا وہ مفروضہ باطل ہوجاتا ہے کہ

جب خدا کی ہدایت کتاب کی صورت میں محفوظ ہوجائے تو ایسی کتاب پیغمبر کا بدل بن جاتی ہے ۔اور اسکے بعد کسی نئے پیغمبر کی آمد کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

علامہ موصوف کی یہ منطق عقلاً بھی ناقابل فہم ہے ، مثلاً طب کی بہترین کتاب القانون کی موجودگی میں ایک ماہر معالج کی بھی ضرورت ہوتی ہے جو تشخیص مریض کے بعد حسب حال نسخہ تجویز کرے۔ پھر اگر محض کتاب ہی کافی ہوتی تو اسکی معنوی حفاظت کے لئے خلفاء اور مجددین کا سلسلہ کیوں شروع کیا جاتا؟

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ تو خود خدائے حفیظ وعلیم نے اٹھایا اور فرمایا کہ ہم نے ہی اس نصیحت بھرے کلام کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔(10:15) اس حفاظت کا تعلق لفظی اور معنوی حفاظت دونوں سے تھا۔اسکے باوجود قرآن میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ ایک وقت آئیگا جب مسلمان قوم سے قرآن مہجور ومتروک ہوجائیگا۔(31:25) اس گمراہی کے دور میں پھر امت میں اصلاح کے لئے نبی کی ضرورت ہوگی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اسی پیشگوئی کے مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس زمانہ میں اسلام نام کا باقی رہ جائے گا اور قرآن کے محض نقش باقی رہ جائیں گے۔

(شعب الایمان بیہقی 458 جلد ثانی ص311 بیروت)

اس حدیث میں اسلام کی حالت زار کے بارہ میں جو نشانیاں بیان کی گئی تھیں وہ ایک زمانہ سے مِنّ وعَنّ پوری ہوچکی ہیں چنانچہ علامہ نواب نور الحسن خان ابن نواب صدیق حسن خان نے قریباً ایک صدی قبل ان علامتوں کے پورا ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا تھا:

”جس دن سے اس امت میں یہ فتنے واقع ہوئے پھر یہ امت یہ ملت نہ سنبھلی اس کی غربت اسلام کی کمیابی روز افزوں ہوتی گئی یہاں تک کہ اب اسلام کا صرف نام قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں لیکن ہدایت سے بالکل ویران ہیں علماء اس امت کے بدتر ان کے ہیں جو نیچے آسمان کے ہیں انہیں سے فتنے نکلتے ہیں انہیں کے اندر پھر کرجاتے ہیں۔“

(اقتراب الساعہ صفحہ ۱۲۔ از نور الحسن خان مطبع سعید المطابع بنارس ۱۳۲۲ھ۔)

مولانا حالی نے اس حالت زار کا نقشہ یوں کھینچا تھا:

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
فقط اسلام کا رہ گیا نام باقی

پھر کہتے ہیں:۔

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر
کوئی ہم پہ مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآں کے اندر
ضلالت یہود ونصاریٰ کی اکثر
یونہیں جو کتاب اس پیمبر پہ آتی
وہ گمراہیاں سب ہماری جتاتی

علامہ اقبال نے اس دور کے مسلمانوں کی حالت زار بیان کرتے ہوئے کہا:۔

بُت شکن اٹھ گئے باقی جو رہے بُت گر ہیں
تھا براہیم پدر اور پسر آذر ہیں
شور ہے ہوگئے دنیا سے مسلمان نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

(بانگ درا ص222 تا226 طبع نواز دہم اکتوبر 1959ء)

مولانا ابوالکلام آزاد صاحب نے اس زمانہ کی حالت زار کا نقشہ یوں کھینچا:۔

”آج دنیا پھر تاریک ہے وہ روشنی کیلئے پھر تشنہ ہے..... جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلائی جبکہ اسلام کا ظہور ہوا ویسی ہی تاریکی آج تہذیب اور تمدن کے نام سے پھیلی ہوئی ہے جبکہ اسلام اپنی غربت اولیٰ میں مبتلا ہے..... انسان لہوولعب ِ حیات اور غرور وزخارف دنیوی کے نشہ سے شاید ہی کبھی اس درجہ مست ہوا ہوگا جیسا کہ اس وقت سے موجود ہے جس سے کہ انسان ہے تاہم معصیت کی حکومت اتنی جابر وقاہر کبھی بھی نہ ہوئی تھی اور شیطان کا تخت اس عظمت اور دبدبہ سے کبھی بھی زمین کی سطح پر نہ بچھایا گیا تھا جیسا کہ اب قائم ومسلط ہے“(الہلال جلد 4 ص103)

دین اسلام پر ایسے نازک حالات میں جب امت نے بگڑ کر یہود کا نمونہ اختیار کر لینا تھا ایک مسیحا کی خبر دی گئی تھی ہاں اسلام کے خادم ایسے مہدی کی جس نے ایمان کو آسمان کی بلندیوں سے واپس لا کر دنیا میں قائم کرنا تھا۔

اہلسنت اور شیعہ مسلک کی احادیث اس پر متفق ہیں کہ امام مہدی امت میں ایک لمبے انقطاع کے بعد لوگوں میں اختلاف اور فتنوں کے ظہور کے وقت آئے گا۔

(کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد ۳ صفحہ ۲۷۱،۲۷۰ تالیف ابوالحسن الاربلی دارالاضواء بیروت۔)

علامہ موصوف جو دس ہزار قدوسیوں کی صحابہ کی ٹیم کے سیاسی غلبہ کو بار بار استثنائی واقعہ قرار دیتے ہیں۔ ان کا یہ استدلال محل نظر ہی نہیں قرآن شریف کی ان آیات کے بھی خلاف ہے جن میں رسولوں اور نبیوں کی صداقت کا ایک ہی معیار قرار دیا گیا ہے۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں رسول اللہ ﷺ کے سیاسی و روحانی غلبہ کی پیشگوئی کرتے ہوئے سورہ مزمل میں فرمایا ہم نے تمہاری طرف ویسا ہی رسول نگران بنا کر بھیجا ہے جس طرح ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔(المزمل:16)

اس پیشگوئی کے مطابق

(1) جیسے حضرت موسیٰؑ کو شریعت ملی جسے ”تماماً“ یعنی اپنے دور کی کامل کتاب کہا گیا ہے۔(154:6)

(2) جیسے ان کا جابر وقاہر دشمن فرعون ان کی زندگی میں ہلاک ہوا۔

(3) جیسے حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے حکومت وسلطنت عطا کی تاکہ وہ اپنی شریعت جاری کریں ۔یہی تینوں عظیم الشان نعمتیں آنحضرت ﷺ کو عطا کر کے آپ پر اتمام نعمت ہوا۔ اور آپ ”مثیل موسیٰ“ ٹھہرے۔

پس رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کا مقام کوئی ایسا مقام نہیں جو تنہا آپؐ کو اپنی صداقت کے لئے کوئی استثناء عطا کرے بلکہ وہ مصدّق ہونے کا ایسا مقام ہے جو دیگر انبیاء کی صداقت کو بھی ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کو صحابہ کی مضبوط ٹیم عطا ہوئی۔ قرآنی بیان اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا کے مطابق اللہ تعالیٰ ہر دور میں اپنے ماموروں اور رسولوں اور ”ان کی ٹیم“ کی مدد اور نصرت فرماتا ہے اور فرمائے گا۔ (50:40) اور یہ اٹل فیصلہ اللہ نے لکھ چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب آئیں گے۔(22:58) چنانچہ جب حضرت مسیح عیسیٰ بن مریمؑ نے اپنے اصحاب کی ٹیم کو پکارا کہ اللہ کی خاطر کون میرا مددگار ہوگا۔ تو قرآنی بیان کے مطابق حواری نحن انصار اللہ) ہم اللہ کے مددگار ہیں(کہتے ہوئے ایسی ٹیم کی صورت میں سامنے آئے فَاَیَّدۡنَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا عَلٰی عَدُوِّہِمۡ فَاَصۡبَحُوۡا ظٰہِرِیۡنَ ۔ خدا نے دشمن کے مقابل مضبوط کردیا اور اسکے نتیجہ میں وہ ٹیم غالب آئی۔ (115:61) مگر مرور زمانہ سے حکمت الٰہی کے مطابق ان میں بگاڑ پیدا ہوا تو انکی جگہ اور لوگ آگئے۔ پس یہ خیال کہ صحابہ کی مضبوط ٹیم کی موجودگی سے ضرورت نبوت باقی نہ رہی محض ایک سطحی خیال ہے۔ رسول کریم ﷺ نے صحابہ کی ٹیم کے متعلق بھی فرمایا کہ میری صدی سب سے بہتر ہے دوسری صدی اس سے کم بہتر اور اگلی صدی اس سے بھی کم بہتر ہوگی۔ پھر جھوٹ پھیلنا شروع ہوجائے گا۔ پیشگوئی پوری ہوئی اور خود اس کتاب محفوظ میں تحریف معنوی کے دروازے کھل گئے۔ مسلمانوں میں قرآن میں ناسخ ومنسوخ کا عقیدہ درآیا اور پانچ صد تک آیات منسوخ سمجھی جانے لگیں ، اور کتاب اللہ معنوی رنگ میں محفوظ نہ رہی تو نبوت کی وہ ضرورت پیدا ہوگئی ۔جسکی طرف سورۃ جمعہ میں بھی اشارہ تھا۔ جہاں رسول اللہؐ کی بعثت کے نتیجہ میں عرب کی ان پڑھ اور گمراہ قوم میں تلاوت آیات اور تعلیم کتاب و حکمت کے نتیجہ میں اصلاح وتزکیہ کا ذکر کیا وہاں یہ وعدہ فرمایا کہ ان صحابہ جیسی ایک دوسری قوم بھی ہے جو زمانی لحاظ سے ابھی صحابہ سے نہیں ملی۔ یعنی بعد میں ظاہر ہوگی ان میں بھی یہی انقلاب روحانی پھر رونما ہوگا۔(4،3:62) رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ کون خوش نصیب لوگ ہونگے تو آپ نے کچھ توقف کر کے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر فرمایا کہ جب ایمان ثریا ستارے یعنی آسمان کی بلندیوں پر اٹھ جائیگا تو سلمانؓ فارسی کی قوم سے ایک مرد فارس اسے واپس لائے گا۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ)

قرآن کی اس آیت اور رسول اللہ ﷺ کی وضاحت نے ضرورت نبوت کھول کر بیان کردی کہ ایمان کے دنیا سے اٹھ جانے پر پھر ایک مصلح کی ضرورت ہوگی جو نبی کریم ﷺ کے خادم اور نائب کے طور پر ظاہر ہوکر پھر ایمان واسلام کو دنیا میں قائم کرے گا۔ یہی اس مہدی اور اسکی جماعت آخرین کی پیشگوئی ہے جنکو ”اخوان رسول“ بھی کہا گیا۔ اور جسے

خود علامہ موصوف نے اپنے مضمون کے آخر میں نبوت محمدی کے اظہار ثانی سے تعبیر کیا ہے، جو مہدی کی صورت میں ہوگا اور جس کا گروہ اپنی غیر معمولی جدو جہد کے ذریعہ نبوت محمدی کا دوبارہ اظہار کرے گا۔(ص49)

وہی مہدی جس کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا "عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی مہدی نہیں۔" (ابن ماجہ کتاب الملاحم باب شدۃ الزمان) نیز فرمایا۔" میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ مسیح ضرور نازل ہوگا" (ابن ماجہ کتاب الملاحم باب خروج الدجال) پھر فرمایا "آلَا اِنَّه خَلِیفَتِی فِی اُمَّتِی۔" یعنی وہ مسیح و مہدی میری امت میں میرا خلیفہ ہوگا۔" (المعجم الصغیر از علامہ طبرانی جز اوّل ص257 دار الفکر بیروت)

اسی خلیفہ کے بارہ میں فرمایا کہ وہ ابوبکر و عمر سے بھی افضل ہوگا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 15 ص198 ادارۃ القرآن دار العلوم الاسلامیہ کراچی)

حضرت محمد بن سیرین نے اس آنیوالے مہدی کو ابوبکر و عمر سے افضل اور نبی کے برابر قرار دیا۔ بعض لوگوں نے اسپر تعجب سے پوچھا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ سے بھی افضل؟ ابن سیرین نے فرمایا کَادَ اَنْ یفضُلَ بَعْضَ الْاَنْبِیَاءِ (کتاب الفتن از حافظ ابونعیم بن حماد فی سیرۃ المہدی ص 250 دار الکتب العلمیہ بیروت) بلکہ ممکن ہے وہ بعض انبیاء سے بھی افضل ہو۔

پھر فرمایا "جب تم اس مسیح و مہدی کو دیکھو تو جا کر اسکی بیعت کرنا خواہ گھٹنوں کے بل برف پر جانا پڑے" ۔فَاِنَّهُ خَلِیفَتُه اللہِ الْمَهْدِی (ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی) کہ وہ اللہ کا خلیفہ اور مہدی ہے۔

ہاں! وہی مہدی جس کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اسکی صداقت کے نشان کے طور پر چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ یعنی 13 رمضان کو چاند گرہن اور سورج گرہن کی تاریخوں میں سے دوسری تاریخ یعنی 28 رمضان کو سورج گرہن ہوگا۔ (دار قطنی کتاب العیدین باب صفۃ الخسوف) چنانچہ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے دعویٰ مسیح و مہدی کے وقت میں 1894ء میں یہ نشان ظاہر ہوا اور آپ نے فرمایا:

"ان تیرہ سو برسوں میں بہتیرے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی کے لئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر نشان ظاہر کیا ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ ص33 روحانی خزائن جلد 17)

وہی مہدی تھا جس کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "وَ یُهلِكُ اللہُ فِیْ زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ"

(ابوداؤد کتاب الملاحم باب ذکر الدجال)

اور سورۃ صف کی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام ادیان پر غلبہ کی پیشگوئی پوری ہو کر رہے گی۔ (مسلم کتاب الفتن)

سورۃ انفال آیت 10 کے مطابق مقدر تھا کہ اللہ تعالیٰ دلائل کے ساتھ اسلام کو پھر دیگر مذاہب پر غالب کر دکھائے گا۔ آج خدا کے فضل سے اس دور کے مہدی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ یہ تمام باتیں پوری فرما رہا ہے۔

جہاں تک عیسائیت کے مقابل پر اسلام کے غلبہ کا تعلق ہے حضرت بانی جماعت احمدیہ کے دعویٰ کے وقت ہندوستان پر عیسائیوں کی حکومت تھی جو عیسائیت کے غلبہ کے خواب دیکھ رہے تھے۔ آپؑ نے مناظرے اور دلائل کے میدان میں ہندوستان سے لے کر ولایت تک پادریوں کو شکست دے دی یہاں تک کہ انہیں پیچھا چھڑانا مشکل ہوگیا۔ (دیباچہ ترجمہ قرآن مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۳۰ مطبوعہ کتب خانہ رشیدہ دہلی) اسلام کی فتح میں سب سے بنیادی چیز توحید ہے، پس ضرور تھا کہ اس دور میں توحید کی فتح کا کوئی نشان مہدی یا اس کے کسی غلام کے ذریعہ ظاہر ہو جیسا کہ خود علامہ وحید الدین صاحب نے آفاق میں نشان دکھانے کی پیشگوئی (55:41) کے ضمن میں علوم سائنس کے دور کو سب سے بڑا فکری انقلاب قرار دیتے ہوئے "توحید کی صداقت" کے زیر عنوان لکھا ہے کہ پیغمبر اسلام توحید کا پیغام لے کر شرک کی جس کی دنیا میں وہ خدائی تعدد کی قائل تھی۔ نیوٹن کے زمانہ میں یہ تعداد گھٹ کر چار طاقتوں قوت کشش، برقی مقناطیسی قوت اور طاقتور و کمزور نیوکلیئر قوت تک پہنچ گئی۔ سائنسدان مسلسل اس تعدد کو توحد میں پہنچانے کی کوشش میں تھے آخر کار برٹش سائنسدان سٹیفن ہاکنگ نے یہ اطمینان بخش طور پر انجام دیا۔ فزکس کے اس سب سے بڑے سائنسدان نے سائنس سے ثابت کیا کہ کائنات کو کنٹرول کرنے والی صرف ایک طاقت ہے اس نظریہ کو اسٹرنگ تھیوری (single string theory) کہا جاتا ہے۔ اس طرح سائنسی نقطہ نظر اور توحید کا اسلامی نقطہ نظر ایک ہو گئے۔ (ص17، 18)

علامہ موصوف نے مشہور سائنسدان سٹیفن ہاکنگ کی string theory کا ذکر کرتے ہوئے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے گویا اس نظریہ کی وجہ سے توحید ثابت ہوئی ہے اور اس کا سہرا انہوں نے واضح طور پر سٹیفن ہاکنگ کے سر باندھنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سرسری طور پر string theory کے خدو خال پڑھ لئے ہیں اور خدا کے وجود کے حوالے سے انہوں نے سٹیفن ہاکنگ کے نظریات پڑھنے کا انہیں اتفاق نہیں ہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود کے بارے میں سٹیفن ہاکنگ نے بارہا اظہار خیال کیا ہے۔ ان کے خیالات کا لب لباب یہ ہے کہ یا تو کسی خدا کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ اور اگر وجود ہے بھی تو کائنات کے آغاز کے بعد اب خدا کا کوئی اختیار نہیں ہے کہ وہ اس کائنات کے نظم و نسق میں کسی قسم کی مداخلت کرے۔ اب صرف فزکس کے قوانین ہی اس عالم کو چلا رہے ہیں اور بالفرض خدا کا وجود اگر مان بھی لیا جائے تو بھی اب اسے کائنات میں کسی قسم کی تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

(ملاحظہ کیجئے Black Holes and Baby Universes and other essays by Stephen Hawking, p 90, 116, 158, 159) (A Brief History of Time, by Stephen Hawking, p 149)

ان حقائق کی موجودگی میں یہ بات حیرت انگیز ہے کہ علامہ موصوف اس مضمون میں سٹیفن ہاکنگ صاحب کو توحید کا علمبردار ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے جا رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نظریاتی فزکس کے بڑے ناموں میں صرف ڈاکٹر عبد السلام کی ذات ہے جو اس بات کا اعلان کرتی رہی کہ یہ کائنات اس بات کی خبر دے رہی ہے کہ اس عالم کا ایک خالق اور خدا ہونا چاہیے اور قرآن کریم حتمی طور پر رہنمائی کرتا ہے کہ اس عالم کا ایک خدا موجود ہے۔

تمام بنیادی قوتوں کی وحدت کا تصور ماہرین طبیعیات کا 150 سال پرانا خواب ہے۔ 18ویں صدی میں میکسول (Maxwell) نے برقی اور مقناطیسی قوتوں کو وحدت کی لڑی میں پرو دیا تھا۔ یہاں سے ہی وحدت کے گیج نظریہ (Gauge theory of Unification) کی شروعات ہوئی۔ اس کے کافی عرصہ بعد آئن سٹائن نے مادی قوت کی کشش اور برقی مقناطیسی قوت کو یکجا کرنے کی کوشش کی اور تمام قوتوں کی وحدت کے تصور کو اجاگر کیا۔ مگر یہ محض ایک تھیوری تھی جس کو عملی جامہ پہنانے میں اسے کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ سائنس کا نظریہ پیش کرنا اور اس نظریہ کو عملی جامہ پہنانا دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ جہاں تک وحید الدین صاحب نے ڈاکٹر سٹیفن ہاکنگ کے سر اس تھیوری کا سہرا باندھنے کی کوشش کی ہے تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ انہوں نے بھی محض ایک نظریہ پیش کیا ہے جو آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل پرانا ہے۔ مگر عملاً سٹیفن ہاکنگ نے اسے ثابت کر کے نہیں دکھایا جبکہ ڈاکٹر عبد السلام صاحب نے یہی وحدت کا نظریہ کم و بیش 20ویں صدی کے وسط میں پیش کیا تھا جبکہ سٹیفن ہاکنگ کی عمر اس وقت محض چند سال تھی۔

شاید علامہ موصوف کو یہ علم نہیں کہ عظمت توحید کا یہ کارنامہ جس کا سہرا وہ تثلیث کے قائل ایک نصرانی اسٹیفن ہاکنگ کے سر باندھ رہے ہیں۔ حالانکہ خود اس عظیم سائنسدان نے اپنی مشہور کتاب Brief History of Time میں یہ سہرا پہلے احمدی مسلمان نوبیل پرائز حاصل کرنے والے پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام کے سر باندھا ہے۔ یوں اس زمانہ میں توحید کی صداقت کا یہ نشان بھی جماعت احمدیہ کے ایک نمائندہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا۔ خود مسٹر سٹیفن ہاکنگ رقمطراز ہیں:۔

The weak nuclear force was not well understood until 1967, when Abdus Salam at Imperial College, London, and Steven Weinberg at Harvard both proposed theories that unified this interaction with

just,electromagnetic force as Maxwell had unified electricity and magnetism about a hundred years Brief History of Time).ago (pg.7ch.5

یعنی ''کمزور نیوکلیئر قوت 1967ء تک اچھی طرح قابل فہم نہ تھی جب امپیریل کالج لندن کے عبد السلام اور ہاورڈ کے سٹیون وائنبرگ نے وہ نظریات پیش کیے جنہوں نے اس قوت کو الیکٹرو میگنیٹک قوت کے ساتھ ایک کر کے دکھایا کہ اس نوعیت کا عظیم الشان کام تھا جو سو سال قبل میکس ویل نے الیکٹریسٹی اور میگنیٹزم کو ایک کر دکھایا تھا۔''

یہ تھے احمدیت اسلام کے وہ مایہ ناز سپوت جنہوں نے قرآن کا مطالعہ کر کے توحید کے اس نقطہ نظر کو سائنسی لحاظ سے ثابت کرنے میں دن رات ایک کر دیا ورنہ کسی تثلیث پرست کو مذہبی لحاظ سے توحید کا مضمون ثابت کرنے میں کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔

جہاں تک اشاعت توحید و رسالت اور قرآن کریم کا تعلق ہے رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آج جماعت احمدیہ میں خلافت علی منہاج نبوت کا نظام قائم ہے۔ جس کی برکت اور مساعی سے دنیا کے 202 ممالک میں جماعت احمدیہ کا پودا لگ چکا ہے 108 ممالک میں جماعتی مراکز، مشن ہاؤسز کی تعداد 2443 ہو چکی ہے جہاں لاکھوں کروڑوں کلمہ گو پانچ وقت اذان کی آواز بلند کرتے ہیں۔ جماعت کی طرف سے 70 زبانوں میں قرآن کریم مکمل شائع کرائے جا چکے ہیں۔ آج مسیح و مہدی کے خلیفہ خامس حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کی قیادت میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے ذریعہ اکناف عالم میں ہزاروں خانہ خدا کے ذریعے اشاعت دین ہو رہی ہے۔ اس بابرکت دور میں سینکڑوں قرآن نمائشوں اور لکھوکھا لٹریچر کے ذریعے پیغام حق پہنچانے کی تفاصیل کا یہ موقع نہیں۔ صرف مسلم ٹی وی احمدیہ کے تین چینلز کے ذریعے 2012ء میں ہی مختلف زبانوں میں کروڑوں افراد تک اسلام کا پیغام دن رات پہنچایا گیا۔ اور ''الاسلام'' ویب سائٹ بھی دن رات اسلام کی خدمت میں کوشاں ہے۔ ان سب کوششوں کے ذریعے الحمد للہ سال 2012ء میں 5 لاکھ 14 ہزار 352 سے زائد افراد احمدیت میں داخل ہوئے۔

پھر علامہ موصوف نے ارتقائی، تاریخی اور سائنسی اعتبار سے ختم نبوت کے موضوع پر جو مزید موشگافیاں کی ہیں ان میں ایک طرف نظریہ امن کے تحت مختلف مفکرین کے خیالات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ بزور بازو قیام امن دراصل اسکا ایک منفی پہلو تھا مثبت امن کے فارمولے کا کامیاب مظاہرہ پیغمبر اسلامؐ نے حدیبیہ ایگری منٹ کے ذریعہ سے کیا۔ جس کا ماحصل مسائل کو نظر انداز کر کے مواقع سے فائدہ اٹھانا تھا (ص 27)

اس امکان کی دریافت پہلی بار آنحضرت ﷺ کو خدا کی رہنمائی میں حاصل ہوئی۔ جو آپکے پیغمبر ہونے کی دلیل ہے۔

دوسری طرف علامہ موصوف نے مذہبی آزادی کے زیر عنوان قرآنی ارشاد **وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ** کہ ان کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے میں فتنہ سے مراد جبر لیا ہے۔ پیغمبر اسلام کو استیصال فتنہ کا حکم دے کر اس کے اسباب فراہم کر دیے گئے۔ چنانچہ آپ نے اسی کام کو انجام دیا۔ یہاں تک کہ ان کی تاریخ میں مذہبی آزادی کا دور آ گیا۔ (ص 46)

انکے بقول گویا ایک طرف پیغمبر اسلام کو حکم خداوندی ہے کہ جبر کو ختم کرنے کے لئے قتال کرو یا بزور بازو اور حاکمانہ اختیار استعمال کرو۔ جسے خود علامہ منفی امن کا نام دیتے ہیں دوسری طرف حدیبیہ ایگری منٹ کو مثبت امن قرار دیتے ہیں۔ اس تکلّف کی بجائے سیدھی سادی تعبیر یہ تھی کہ فساد کو ختم کرنے کے لئے اس وقت تک قتال کا حکم تھا جب تک کہ امن اور مذہبی آزادی حاصل ہو جائے۔ یہی مطلب اس حدیث کا ہے کہ مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جب تک وہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں۔ یعنی قیام امن کی خاطر شروع کی گئی جنگ مذہبی آزادی، اعلان کلمہ یا مصالحت پر ختم ہو جائے گی۔ (الانفال:62) (بخاری کتاب الایمان)

علامہ موصوف نے خاتم النبیین کا ایک یہ پہلو بھی بیان کیا ہے کہ پیغمبر آخر الزمان ﷺ کے بارہ میں قرآنی پیشگوئی (79:17) کے مطابق مقام محمود عطا کئے جانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ اس مقام کے ایک پہلو کا تعلق آخرت سے ہے۔ اور موجودہ دنیا کی نسبت سے مقام محمود یہ ہے کہ آپ کو ایک مسلم نبوت (established prophet hood) کا درجہ حاصل ہو گا (ص 38) اس حوالہ سے موصوف نے امریکی مصنف ڈاکٹر مائکل ہارٹ کا ذکر کیا ہے کہ اس نے آپؐ کو انسانی تاریخ کا سب سے کامیاب انسان قرار دیا ہے اور گویا یہ اس دنیا میں آپکا ''مقام محمود'' ہے۔

مقام تعجب ہے کہ علامہ موصوف نے ''مقام محمود'' کی یہ تعریف چسپاں کرتے ہوئے اپنی خود ساختہ تعریف کو بھول ہی گئے۔ کہ آپکو مسلم نبوت کا درجہ حاصل ہو گا جب کہ مائیکل ہارٹ نے مذہباً عیسائی ہو کر رسول اللہؐ کی تعریف ضرور کی ہے جو نصف صداقت ہے اس نے پوری صداقت سے کام لیتے ہوئے آپکی نبوت کو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ حضرت عیسیٰؑ کی نبوت کا قائل رہا۔ پس اس ادھوری صداقت کو علامہ موصوف ہی ''مقام محمود'' قرار دے سکتے ہیں، ہمارے نزدیک تو رسول اللہ کا مقام محمودیت اس سے کہیں بلند ہے۔ اس دنیا میں آپؐ کا پہلا مقام محمود جو سورۂ بنی اسرائیل میں دیے گئے اس وعدہ کے بعد آپ کو عطا ہوا وہ مدینہ ہجرت کر کے جانا اور وہاں میثاق مدینہ کے ذریعہ ایک کامیاب اور پر امن اسلامی ریاست کا قیام ہے جسے دنیا کا پہلا تحریری سیاسی دستور کہا جا سکتا ہے۔

دوسرا مقام محمود ہمارے نبی کو فتح مکہ کے روز عطا ہوا جب آپ نے اپنے قاتلوں، جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو مغلوب و مقہور، رحم کی بھیک مانگتے دیکھا تو **لا تثریب علیکم الیوم** کہہ کر عفو کا عام پروانہ دے دیا۔ جسکی نظیر دنیا کی سیاسی و مذہبی تاریخ میں نہیں ملتی۔

تیسرا مقام محمود ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وہ درود شریف ہے جو دنیا میں آپ کے نام لیوا دن رات عارفانہ و مجوبانہ ہر حال میں آپ پر پڑھا جاتا ہے اور جس کے نتیجہ میں آپ کے درجات مسلسل بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ پھر فرشتوں کا درود اور خدائے عزوجلّ کی صلوٰۃ جو نبی پر بھیجی جاتی ہے وہ اس کے سوا ہے۔ ایسا مقام محمود دنیا میں کسے نصیب ہوا؟

پھر مقام محمود سے مراد ظہور مہدی بھی تو ہو سکتا ہے۔ جسے خود علامہ موصوف نے نبوت محمدی کے اظہار ثانی سے تعبیر کیا ہے (ص 46) بلاشبہ مہدی کے ذریعہ اس جہاں میں نبوت محمدی کا دوبارہ اظہار ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہی مقام محمود ہو گا۔ اور اگلے جہاں میں تو سب اقوام و مذاہب اور ان کے نبیوں سے رسول اللہ ﷺ کی اظہار عقیدت کروانے کے بعد مقام شفاعت عطا کر کے آخری مقام محمود کا وہ مرتبہ آپکو نصیب ہو گا جسے ''خاتم المراتب'' کہنا چاہیئے۔

علامہ موصوف نے ختم نبوت کے مضمون کو سائنسی لحاظ سے ثابت کرنے کے لئے گلوبل وارمنگ یعنی ٹمپریچر بڑھ جانے کے باعث اختتام دنیا کا نظریہ پیش کیا ہے۔ انہوں نے مشہور سائنسدان جیمس لولاک کا حوالہ دیا ہے جس کے نزدیک 2050ء تک سطح ارض کا بڑا حصہ خشک ہو جائے گا۔ اور لوگ مر کر ختم ہو جائیں گے اس لحاظ سے دنیا کا اختتامی دور شروع ہو چکا ہے۔ (الرّسالہ ص 22)

سائنس کی تیز رفتار ترقی کے موجودہ دور میں گلوبل وارمنگ کی فرسودہ اصطلاح کے climate change میں بدل جانے سے ہی اس اصطلاح کی کمزوری ظاہر ہو چکی ہے، کیونکہ درجہ حرارت کا تغیّر محض ٹمپریچر بڑھنے کی صورت میں ہی نہیں بلکہ ٹمپریچر کی کمی کی صورت میں بھی ہوتا ہے۔

اربوں سال پرانی اس دنیا پر موسمیاتی تبدیلیوں کے کئی ادوار آتے رہے ہیں۔ یہ (Ice age کا) دور (cycle) ہر دس ہزار سے بارہ ہزار سال بعد لوٹ کر آتا ہے۔ سائنسدانوں کا اندازہ ہے کہ آئندہ ڈیڑھ سو سال میں ایک ایسا دور (mini ice age) آ سکتا ہے۔ اب کیا اسے بھی علامہ موصوف گلوبل وارمنگ کا ہی شاخسانہ قرار دیں گے!

افسوس صد افسوس کہ علامہ موصوف کو سائنس کی وہی باتیں زیادہ اپیل کرتی ہیں جو قرآن سے مطابقت نہ رکھتی ہوں، نامعلوم یہ ان کے مطالعہ سائنس کے وافر ذوق کا نتیجہ ہے یا قرآن کے مطالعہ میں نیم دلچسپی۔ کسی معیّن روز قیامت کے بارہ میں چند سائنس دانوں کی اختلافی رائے کے مقابل پر قرآن شریف یہ قطعی اعلان کر رہا ہے کہ قیامت کا علم صرف

عالم الغیب خدا کو ہے اور وہ اچانک آئے گی۔

سورۂ اعراف 187:7 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’وہ تجھ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ کب اسے بپا ہونا ہے۔تُو کہہ دے کہ اس کا علم صرف میرے ربّ کے پاس ہے۔اسے اپنے وقت پر کوئی ظاہر نہیں کرے گا مگر وہی۔وہ آسمانوں اور زمین پر بھاری ہے۔ وہ تم پر نہیں آئے گی مگر دفعتہ۔وہ (اس بارہ میں) تجھ سے اس طرح سوال کرتے ہیں گویا کہ تو اس کے متعلق سب کچھ جانتا ہے۔تُو کہہ دے کہ اسکا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔لیکن اکثر لوگ (یہ بات) نہیں جانتے۔‘‘

جہاں تک سات ہزار سال بعد کسی قیامت کے ظہور کی اسلامی پیشگوئیوں کا تعلق ہے ضروری نہیں کہ اس سے مراد سب نظام عالم کو ہی صفحۂ ہستی سے مٹانے والی کوئی گھڑی ہو بلکہ بسا اوقات خدا کے ماموروں کے انکار و تکذیب کے نتیجہ میں بھی موسمی تغیرات سے آنے والے حوادث و عذاب قیامت کا نمونہ پیش کرنے والے بن جاتے ہیں۔جیسا کہ اس زمانہ کے امام مسیح و مہدی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے خبر دی۔اور قرآنی اصول کے مطابق یہ قیامت (severe climate change) دراصل نتیجہ ہوتی ہے اس اندرونی انقلاب (Internal change) سے انکار کا جو خدا کے مامور پیدا کرنے آتے ہیں۔ جیسا کہ سورہ رعد 12:13 میں فرمایا: ’’یقیناً اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اسے تبدیل نہ کریں جو اُن کے نفوس میں ہے۔اور جب اللہ کسی قوم کے بد انجام کا فیصلہ کر لے تو کسی صورت اس کا ٹالنا ممکن نہیں۔اور اس کے سوا ان کے لئے کوئی کارساز نہیں۔‘‘

پس کسی ایسی قیامت کا سات ہزار سالہ دور کے بعد آنا بعید نہیں۔جس کے بارہ میں قرآن شریف کی سورہ محمدؐ 39:48 سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ بجائے اپنے اندر مثبت تغیّر پیدا کرنے کے جب مسلمان بھی قرآنی تعلیم سے پھر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی جگہ دوسری قوم کو تبدیل کر دے گا۔جو ان جیسے نہیں ہوں گے بلکہ اپنے اندر ایک انقلاب پیدا کرنے والے ہونگے اس انقلابی تبدیلی پر بھی قیامت کا لفظ اطلاق پا سکتا ہے۔

پس 2050ء میں دنیا کے خاتمہ کے بے دلیل دعویٰ پر ختم نبوت کی بنیاد علامہ موصوف جیسا سائنسی ذہن ہی رکھ سکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر 2050ء میں قیامت نہ آئی تو کیا ختم نبوت معاذ اللہ کالعدم ہو جائے گی؟ امر واقعہ یہ ہے کہ قبل ازیں سائنس دانوں کی ایسی بیسیوں پیش گوئیاں غلط ثابت ہو چکی ہیں،2012ء میں بھی تو ایک سیارہ کے ٹکرانے سے قیامت برپا کی جا رہی تھی مگر اس سال کے آجانے پر یہ نظریہ بھی دم توڑ چکا ہے۔خلائی سٹیشنوں سے موسمیاتی تبدیلی کا مشاہدہ کرنے والے سائنسدان 2011ء کے جاپانی سونامی کا پتہ تو چند گھنٹے قبل تک نہ لگا سکے۔ 2050ء کی قیامت کے بارہ میں انکے رائے کی کیا قدر و قیمت رہ جاتی ہے؟ محض موسمیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے قیامت کا تصور گزشتہ ارتقاء انسانی کی تاریخ کے بھی خلاف ہے کیونکہ کروڑوں سالوں پر محیط انسانی ارتقاء کئی طرح کی موسمیاتی تبدیلیوں کے دوران ہی وقوع پذیر ہوا ہے۔

دراصل تو علامہ موصوف کا یہ مسلک منکرین ارتقاء امریکن creationist عیسائیوں کے نظریہ سے زیادہ مشابہ ہے کہ دنیا بائبل کے مطابق جس طرح اچانک چھ ہزار سال پہلے ظہور پذیر ہوئی تھی اسی طرح اچانک کالعدم بھی ہو جائے گی۔حالانکہ علامہ موصوف نے اگر قرآن پر غور و تدبر کیا ہوتا تو بائبل کا یہ خلاف حقیقت نظریہ نہ اپناتے۔

مزید حیرت اس بات پر ہے کہ علامہ موصوف ایک طرف اپنے مقالہ کے آخر میں اصحاب رسول کے ڈیڑھ ہزار سال دور کے نقطۂ عروج پر پہنچ جانے کے بعد ظہور مہدی، اظہار نبوت محمدی اور ’’اخوان رسول‘‘ کے ذریعہ ایک نئے عہدِ زرّیں کی باتوں سے امت مُسلمہ کو بھی امید بندھاتے ہیں۔اور دوسری طرف 2050ء میں یعنی صرف 38 سال بعد ہی تاریخ انسانی کے خاتمہ کا اعلان کررہے ہیں۔(الرّسالہ ص 46) جس اخروی دور کا آغاز ہی نہیں ہوسکا اسکا عروج آئندہ 38 سال میں کیا ہوگا؟ العجب ثم العجب!

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

❁ ❁ ❁

جو نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ملا وہ اور کسی کو نہیں ملا

’’وہ اعلیٰ درجہ کا نُور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔نجوم میں نہیں تھا۔قمر میں نہیں تھا۔آفتاب میں بھی نہیں تھا۔وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو وہ نور اس اِنسان کو دیا گیا۔اور حسب مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی اُن لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولا ہمارے ہادی نبی اُمّی صادق مصدق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی‘‘۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۶۰)

بقیہ: حدیث لا نبی بعدی کی حقیقت صفحہ 36

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیصرہ مرجائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا اور جب کسریٰ ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔

اب ظاہر ہے کہ جو قیصر و کسریٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے ان کے مرنے کے بعد ان کے قائمقام قیصر و کسریٰ ہوتے رہے ہیں۔چنانچہ علماء اُمت میں آپؐ کے اس فرمان کا یہی مفہوم لیتے رہے ہیں کہ جس شان کا قیصر اس وقت موجود ہے یا جس شان کا کسریٰ اس وقت موجود ان کے مرنے کے بعد پھر اس شان کے قیصر و کسریٰ نہیں آئیں گے بلکہ ان کا رعب و دبدبہ گھٹتا چلا جائے گا۔یہی بات فتوحات مکیہ میں حضرت محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے دیکھو فتوحات مکیہ جلد نمبر ۲ باب ۷۳ سوال ۵۷ صفحہ ۸۵ مصری) اور یہی بات فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد نمبر ۶ میں درج ہے۔پھر ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔لا ھجرۃ بعد الفتح کہ فتح کے بعد کوئی ہجرت نہیں۔حالانکہ مہاجرین تو آج تک ہوتے چلے آرہے ہیں تو پھر اس حدیث کا کیا مفہوم ہے چنانچہ امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔

اما قوله علیه السلام لا هجرة بعد الفتح فالمراد الهجرة المخصوصة

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور لا ھجرۃ بعد الفتح سے مراد صرف وہ مخصوص ہجرت ہے جو فتح مکہ سے قبل ہوئی تھی کہ بعد فتح مکہ اگر کوئی مدینہ کی طرف آتا ہے تو وہ مہاجر نہیں کہلائے گا۔

(تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۵۸۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور آپ کے فیض کا صدقہ قرار دیا ہے اور یہی حقیقت ہے۔جسے ہمارے غیر احمدی بھائیوں کو سمجھنا چاہیئے۔

’’مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ہم جس قوت، یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے ہیں اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاءؑ کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اُس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ:328)

پھر فرماتے ہیں: ’’یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا ہے اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا کوئی نبی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت نبی ہوسکتا ہے۔مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔پس اس بنا پر میں اُمتی بھی ہوں اور نبی بھی‘‘۔(تجلیاتِ الٰہیہ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۱۱۔۴۱۲)

❁ ❁ ❁

سیدنا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بانئ جماعت احمدیہ علیہ السلام کا بے انتہا عشق و محبت

محمد یوسف انور۔ استاذ جامعہ احمدیہ قادیان

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
(ازالہ اوہام)

ترجمہ: خدا کے بعد میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں ڈوبا ہوا ہوں۔ اگر میرا یہ عشق کسی کی نظر میں کفر ہے تو خدا کی قسم میں ایک سخت کافر ہوں۔ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کا اپنے آقا و مطاع خاتم النبیین سے عشق و محبت کا مضمون ایک بحرِ بیکراں ہے۔ خدا تعالیٰ کا فرمان ہے لَوْ لَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ۔ (حدیث قدسی)

ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو میں اس زمین و آسمان کو بھی پیدا نہ کرتا۔

گویا اس دنیا کی تخلیق کا اصل مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے۔

عرب کی کایا پلٹ دی:

ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے اس نہایت ہی پیارے نبی سید الانبیاء سرکار دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کی سرزمین مکہ میں جن ابتر حالات میں مبعوث فرمایا کہ ''ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ (الروم: ۴۲) وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں لیکن قربان جائیں ہم اُس محسن انسانیت پر اُس نے اپنے اخلاق فاضلہ اور اوصاف کریمانہ سے عرب کی کایا پلٹ دی۔ اُس نے اسقدر دن رات ذکر الٰہی اور گریہ وزاری کی کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا لعلك باخع نفسك الا یکونوا مومنین کہ اے رسول کیا تو اپنے آپ کو اس لئے ہلاک کردے گا کہ یہ مومن کیوں نہیں ہوتے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں صادفتهم قومًا کروثٍ ذلةً فجعلتهم کسبیکةِ العقیانی آپؐ نے اپنی قوم کو گوبر کی طرح پایا اپنی پاک صحبت اور نیک تربیت سے اُن کو سونے کی ڈلی کی مانند بنا دیا۔

چنانچہ خدا تعالیٰ نے آپ کو مخاطب ہو کر فرمایا:۔

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

کہ اے میرے محبوب یہ اعلان کر دے میرا تو اب کچھ باقی نہیں رہا۔ میری نمازیں میری قربانیاں۔ میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ خدائے رب العٰلمین کیلئے ہو چکا ہے۔

اس پر خدا نے بس نہیں کیا بلکہ یہ اعلان عام بھی فرمایا کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی میں ہی خدا کا قرب اور اس کی محبت حاصل ہوگی چنانچہ فرمایا

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔
(ال عمران ۳۲)

کہ اے محمد یہ اعلان کر دے کہ اگر خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو اُس کا قُرب حاصل کرنا چاہتے ہو تو اُس کیلئے ضروری شرط ہے کہ اس رسول یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو گویا آپؐ کے ذریعہ یہ اعلان عام کیا گیا کہ میری یعنی محمدؐ کی اطاعت اور پیروی میں جسقدر تم اپنے آپ کو محو کرو گے اُسی قدر خدا بھی تم سے محبت کا سلوک کرے گا۔ یہ ہے ہمارے پیارے آقا کی عظمت اور شان۔

قارئین کرام! یوں تو دنیا میں ہزاروں لاکھوں فرزندان اسلام ایسے ہوئے ہیں اور اب بھی ہیں جنہیں یہ دعویٰ تھا یا ہے کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت ہے اس میں شک نہیں کہ واقعی ہزاروں لاکھوں لوگ ایسے اسلام میں ہوئے ہیں اور اب بھی ہوں گے جنہیں یقیناً پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا عشق ہے۔ لیکن دور حاضر میں خدا تعالیٰ کے وعدہ اور آنحضرت صلعم کی پیشگوئیوں کے مطابق ہندوستان کی سرزمین میں قادیان کی گمنام بستی میں ایک ایسا کامل پاک وجود امام مہدی و مسیح کے رنگ میں مبعوث ہوا ہے۔ جس نے خدا کے اذن سے مسیح موعودؑ کا دعویٰ فرمایا اور آپ کی شدید مخالفت ہوئی۔ لیکن آپؑ نے اس شدید مخالفت کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کی چونکہ آپ اپنے محبوب آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل و بروز ہیں اس لئے اپنے آقا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کیا اور قرآن مجید کی تعلیم اگر خدا کی محبت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس رسول صلعم کی پیروی کرو کی روشنی میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اپنے پیارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال پیروی کرتے ہوئے اُن کی ذات اقدس سے ایسا عشق کیا جو اپنی مثال آپ ہے۔ آپ کے وجود کا ایک ایک ذرّہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مستغرق تھا اور ہر وقت آپ کی محبت اور عشق میں قربان ہونے کیلئے بیقرار و مستعد رہتا تھا ایسی مثال دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی۔

بچپن سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق

یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا لگاؤ بچپن سے ہی خدا تعالیٰ کی عبادت اور رسول اللہ صلعم کی محبت کی طرف تھا اور اکثر وقت آپ کا تلاوت قرآن پاک میں گذرتا تھا۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی ایک روایت حیات النبی جلد دوم صفحہ ۱۰۸ میں درج ہے کہ

''آپؑ کے پاس ایک قرآن مجید تھا۔ اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو'' چونکہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب کی شکل میں وحی کے رنگ میں نازل ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کے مطابق تھے اس لئے قرآن مجید سے بھی حضرت مسیح موعودؑ کو بے انتہا محبت تھی چنانچہ ایک اور روایت ہے کہ آپ جب کبھی سفر پر جاتے تو سواری میں بیٹھ کر قرآن شریف کھول کر سامنے رکھ لیتے اور ایک ایک آیت کا کافی غور و خوض فرماتے روایت کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ قادیان سے بٹالہ تک صرف ایک صفحہ مشکل سے پڑھتے اسقدر غور و خوض فرماتے تھے ایسی محبت قرآن سے تھی جس کی مثال نہیں مل سکتی۔ قرآن مجید کو دیکھ کر آپ پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ چنانچہ آپ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

خاں بہادر میرزا سلطان احمد صاحبؓ مرحوم نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ'' ایک بات میں نے خاص طور پر دیکھی ہے کہ حضرت صاحب (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق ذرا سی بھی بات برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اگر کوئی شخص آپؐ کی شان میں ذرا سی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سُرخ ہو جاتا تھا اور آنکھیں متغیر ہو جاتی تھیں اور فوراً اُس مجلس سے اُٹھ کر چلے جاتے تھے۔ فرماتے تھے کہ حضرت والد صاحب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عشق تھا میں نے کبھی کسی شخص میں نہیں دیکھا۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۰۰)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

در رہ عشق محمدؐ ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں دردلم عزم صمیم
(توضیح مرام)

میری صرف یہی تمنا ہے، یہی دُعا ہے اور پختہ ارادہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی راہ میں میرے سر و جاں قربان ہوں۔ سبحان اللہ! کیسا عشق رسول تھا۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ''سعادت عظمیٰ کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ رکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جاوے جیسا کہ آیت قل ان کنتم تحبون اللہ میں صاف فرمایا کہ آؤ میری پیروی کرو تا کہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے''۔ (الحکم) نیز فرمایا ''اللہ تعالیٰ کی محبت کامل طور پر کوئی انسان اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا۔ جب تک نبی اکرمؐ کے اخلاق اور طرز عمل کو اپنا رہبر اور ہادی نہ

بنالے۔" (الحکم)

کوئی شخص بجز سچی اطاعت رسول اللہ ﷺ فیوض و برکات حاصل نہیں کرسکتا۔

آپؑ فرماتے ہیں "میں سچ سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اور میری جماعت مسلمان ہے اور وہ آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم پر اسی طرح ایمان لاتی ہے جس طرح ایک سچے مسلمان کو لانا چاہیئے۔ میں ایک ذرہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض و برکات کوئی شخص حاصل کرسکتا ہے اور جس قدر تقرب الی اللہ پاسکتا ہے وہ صرف اور صرف آنحضرت ﷺ کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پاسکتا ہے ورنہ نہیں آپؐ کے سوا اب کوئی راہ باقی نہیں۔

(الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۶)

فرماتے ہیں کہ "میں کھول کر کہتا ہوں اور یہی میرا عقیدہ اور مذہب ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اتباع اور نقش قدم پر چلنے کے بغیر انسان کوئی روحانی فیض اور فضل حاصل نہیں کرسکتا۔ (الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶)

عیسائیوں کی کتب کا مطالعہ:

چھوٹی عمر میں آپؑ کے دل میں ایک تحریک یہ پیدا ہوئی کہ ان اعتراضات کو جانچا جائے جو عیسائیوں کی طرف سے اسلام اور رسول پاک ﷺ کی ذات پر لگائے جاتے ہیں چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں کہ:۔

"میں سولہ سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا ہوں۔ اور اُن کے اعتراضات پر غور کرتا رہا ہوں۔ میں نے اپنی جگہ ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے جو عیسائی آنحضرت ﷺ پر کرتے ہیں ان کی تعداد تین ہزار کے قریب پہنچی ہوئی ہے۔" الحکم جلد ۵ "۱۸۵۰ء کی بات ہے جب کہ آپ کا درد مند دل اس تکلیف کو محسوس کر رہا تھا کہ دشمنان اسلام کس بے دردی کے ساتھ اسلام پر اور آنحضرت ﷺ پر حملے کر رہے ہیں۔ آپ نے اس تکلیف کو دیکھا اور محسوس کیا اور آپ نے ان اعتراضوں کو ایک جگہ جمع کرنے کی تکلیف گوارا فرمائی اور ان پر غور فرمایا۔ اس سے اس محبت اور عشق کا بھی پتہ چلتا ہے جو آپؑ کو اپنے پیارے آقا کی ذاتِ مبارک سے تھا۔

آپؑ کی بعد کی تصانیف اور عیسائیت کے متعلق پرشوکت علمی حملے اور تحدیاں سب اس حالت کرب کا نتیجہ تھیں جو ان کتابوں کو پڑھنے اور اعتراضات کو جمع کرتے ہوئے آپ کو برداشت کرنی پڑیں۔

اللہ ہی بہتر جانتا ہے اس حالت اضطراب میں آپ نے کیسی کیسی دُعائیں اسلام کیلئے کی ہوں گی اور کس قدر درود اپنے آقا آنحضرت ﷺ پر بھیجا ہوگا۔ اس کا اندازہ اس ایک امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے قلب کو آنحضرت ﷺ سے اس قدر شدید مناسبت اور اس قدر قرب حاصل ہوا کہ:۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کا مصداق ہوگئے۔ آپ اور آنحضرت ﷺ میں کوئی جدائی نہ رہی۔

عشق رسول پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی گواہی:

اپنے پیارے آقا آنحضرت ﷺ سے عشق و محبت کی حلفیہ گواہی دیتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے فرمایا کہ "یہ خاکسار جو حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں پیدا ہوا اور یہ خدا تعالیٰ کی عظیم الشان نعمت ہے جس کے شکریہ کے لئے میری زبان میں طاقت نہیں ..... میں نے ایک دن مر کر خدا کو جان دینی ہے میں اُسی آسمانی آقا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلعم کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر ہی حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلی نہ آگئی ہو۔ آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رواں رواں اپنے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عشق سے معمور تھا۔

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۰)

یوں تو دنیا میں جب بھی اپنے پیارے کسی کے فوت ہوتے ہیں تو اُن کے دوست اقارب چند دن یا چند ماہ تک اُنہیں یاد کرکے اپنے دلوں میں کسک محسوس کرتے ہیں لیکن قربان جائیں ہم اس عاشق صادق پر کہ چودہ سو سالوں کا ایک طویل عرصہ گذرنے کے باوجود جب ان کو اپنے محبوب آقا کی یاد آجاتی ہے تو بے چین ہوکر تنہائی میں روتا ہے اور پھوٹ پھوٹ کر آنسو بہتے جاتے ہیں۔

کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا:

آپکی سیرت طیبہ میں ایک واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ ایک مرتبہ آپ مسجد مبارک میں اکیلے ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے اور اُس کے بعد ہی آپؑ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی چلی جارہی تھی اُس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سنا تو آپؑ آنحضرت صلعم کے صحابی حضرت حسان بن ثابتؓ کا ایک شعر پڑھ رہے تھے جو حضرت حسانؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات پر کہا تھا وہ شعر اس طرح ہے۔

کنت السواد لنا ظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت أحاذر

(دیوان حسان بن ثابت)

ترجمہ: اے میرے محبوب تو میری آنکھ کی پتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہوگئی۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہوگئی۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے آپؑ کو اس طرح دیکھا تو گھبرا کر عرض کی کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے اور حضور کو کون سا صدمہ پہنچا ہے؟

آپؑ نے فرمایا میں اس وقت حسان بن ثابتؓ کا یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہورہی تھی کہ کاش۔ یہ شعر میری زبان سے نکلا ہوتا۔

غرض یہ کہ اتنا لمبا اور طویل زمانہ گزرنے کے بعد بھی آپ کو جب بھی اپنے آقا کے دور کا کوئی واقعہ یاد آتا یا پڑھتے تو آپ کی آنکھیں نم ہو جاتی تھیں اور بکثرت آپ کی زبان سے درود شریف جاری ہوتا یوں تو عشق و محبت کے بے شمار واقعات ہیں چند ایک کا ذکر کر دینا مناسب ہے۔

ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کہتا ہے:

پنڈت لیکھرام کو کون نہیں جانتا ہے وہ آریوں کے بہت بڑے لیڈر تھے اسلام کے کٹر دشمن تھے وہ اسلام اور سید المعصومین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلعم کو ہمیشہ گالیاں دیتے تھے اُن کی زبان جب کھلتی تھی تو بانیٔ اسلام کے خلاف گند اور دشنام دہی کے سوا کچھ نہ بکتی تھی چنانچہ بانیٔ اسلام کے روحانی فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیرت نے اُنہیں مباہلہ کیلئے للکارا اور آخر کار وہ اُس مباہلہ کے نتیجہ میں خدائی شمشیر سے ہلاک کئے گئے اور اپنی ہلاکت سے بانیٔ اسلام اور بانی جماعت احمدیہ کی صداقت کی تصدیق کرگئے۔ انہیں کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ کسی سفر میں تھے اسٹیشن پر گاڑی کا انتظار کررہے تھے۔ پنڈت لیکھرام کا ادھر سے گذر ہوا۔ آپ کے سامنے آکر ہندوانہ طریق پر سلام کیا۔ آپ اس وقت نماز کی تیاری میں وضوء فرما رہے تھے۔ لیکن آپؑ نے اس کو جواب نہ دیا۔ گویا کہ آپ نے دیکھا ہی نہیں۔ اس پر پنڈت جی نے دوسرے رُخ ہوکر پھر دوسری مرتبہ سلام کیا لیکن آپ پھر بھی خاموش رہے جب پنڈت جی مایوس ہوکر لوٹ گئے تو کسی نے عرض کیا کہ حضور پنڈت لیکھرام آئے تھے اور سلام کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے بڑے جلال اور غیرت کے ساتھ فرمایا کہ ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے۔

(سیرت المہدی)

یہ تھی آپؑ کی غیرت رسولؐ! جھوٹا اور مفتری ہے وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعودؑ گستاخ رسولؐ تھے۔ آپ کے عشق کا یہ عالم تھا آپ اپنے فارسی کلام میں فرماتے ہیں کہ:۔

جان و دلم فدائے جمالِ محمد است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمد است
دیدم بعین قلب وشنیدم بگوش ہوش
در ہر مکان ندائے جمالِ محمد است

میرے جان و دل محمد ﷺ کے جمال پر فدا ہیں میری خاک آل محمدؐ کے کوچہ پر قربان ہے۔ میں نے اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا! اور ہوش کے کان سے سنا کہ ہر جگہ محمد صلعم کے جمال کی گونج پائی جاتی ہے۔

معارف کا یہ جاری چشمہ جو میں مخلوق خدا کو دے رہا ہوں۔ یہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے کمال کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔

کیا خوب فرمایا۔

تو جان ما منور کردی از عشق
فدائیت جانم اے جانِ محمدؐ
(آئینہ کمالات اسلام)

یعنی (اے میرے آقا) تو نے میرے روئیں روئیں کو اپنے عشق سے منور کر دیا ہے سوائے محمدؐ کی جان تجھ پر میری جان قربان ہے"۔

پھر آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے عربی اشعار میں فرماتے ہیں۔

من ذکر وجهك يا حديقة بهجتي
لم اخل في لحظ ولا في آن

ترجمہ: اے میرے خوشیوں کے باغیچے تیرے چہرے کی یاد سے میں ایک لحظہ اور آن کیلئے بھی خالی نہیں رہا۔

جسمي يطير اليك من شوقٍ علا
ياليت كانت قوة الطيران

میری روح تو تیری ہو چکی ہے مگر میرا جسم بھی تیری طرف پرواز کرنے کیلئے تڑپ رہا ہے اے کاش مجھ میں اُڑنے کی طاقت ہوتی"۔

عشق رسولؐ کی غیرت کی ایک اور جھلک

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود کو اپنے پیارے محبوب ترین آقا سرکار دو عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے اسقدر عشق و محبت تھی کہ اُس کی نظیر ملنا محال ہے۔ ایک جگہ پر آپؑ فرماتے ہیں کہ "آنحضرت ﷺ کے خلاف بے شمار بہتان عیسائی مشنریوں نے گھڑے ہیں.... میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے آقا رسول پاک کی شان میں کرتے رہتے ہیں ان کے دلآزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشرؐ کی ذات والاصفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول کریمؐ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔

میرے پیارے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلاء عظیم سے نجات بخش"۔

کیا میں آنحضرت ﷺ کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا۔

آپ کے دل کی حالت کو آپ جانتے تھے یا خدا جانتا تھا بظاہر آپ کے دل کی حالت آپ کے منظوم کلام اُردو عربی فارسی سے بخوبی واضح ہوتی ہے۔ ایک واقعہ یوں ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے جو کے صاحبزادے تھے روایت کرتے ہیں کہ "ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کی طبیعت کچھ ناساز تھی اور آپؑ گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت اماں جانؓ اور ہمارے نانا جان حضرت سید میر ناصر نواب صاحب مرحوم بھی پاس بیٹھے تھے کہ حج کا ذکر شروع ہو گیا۔ حضرت نانا جان نے کوئی ایسی بات کہی کہ اب تو حج کیلئے سفر اور راستے وغیرہ کی سہولت پیدا ہو رہی ہے۔ حج کو چلنا چاہئے اُس وقت زیارت حرمین شریفین کے تصور میں حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور آپؑ اپنے ہاتھ کی انگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے حضرت نانا جان کی بات سن کر فرمایا کہ کیا میں آنحضرت ﷺ کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا"۔ یہ ایک خالصۃً گھریلو ماحول کی بظاہر چھوٹی سی بات ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس میں اتھاہ سمندر کی طغیانی لہریں کھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں جو عشق رسولؐ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے قلب صافی میں موجزن تھیں۔ حج کی کس سچے مسلمان کو خواہش نہیں مگر ذرا اس وجود کی بے پایاں محبت کا اندازہ لگاؤ جس کی روح حج کے تصور سے پروانہ وار حضورؐ کے مزار پر پہنچ جاتی ہے اور وہاں اُس کی آنکھیں اس نظارے کی تاب نہ لا کر بند ہونی شروع ہو جاتی ہیں"۔
(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ سیرت طیبہ)

آپؑ فرماتے ہیں کہ "میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اس طرح پر کہ خود اُس کے دل میں محبت الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے۔ اور اُس کا اُنس اور شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے۔ تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلی اس پر پڑتی ہے اور اُس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دیکر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے تب جذبات نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے اور اُس کی تائید و نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افضال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

درود شریف کی فضیلت:

فرماتے ہیں کہ درود شریف کے طفیل ۔۔۔۔ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت صلعم کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت صلعم کے سینے میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لا انتہا نالیاں ہو جاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔ یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت صلعم دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ درود شریف کیا ہے؟ رسول اللہ صلعم کے اُس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نوری نالیاں نکلتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اُس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے تا کہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔
(الحکم مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء)

فرماتے ہیں کہ "ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اُس رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان پر لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف بھیجی تھیں۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۵۷۶)

ایک واقعہ جو عشق رسول ﷺ سے تعلق رکھتا ہے اس طرح سے ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:۔

"قادیان میں ایک صاحب محمد عبد اللہ ہوتے تھے جنہیں لوگ پروفیسر کہہ کر پکارتے تھے۔ وہ زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن بہت مخلص تھے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو مختلف قسم کے نظاروں کی تصویریں دکھا کر اپنا پیٹ پالا کرتے تھے۔ مگر جوش اور غصے میں بعض اوقات اپنے توازن کھو بیٹھتے تھے ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں کسی نے بیان کیا کہ فلاں مخالف نے حضورؑ کے متعلق فلاں جگہ بڑی سخت زبانی سے کام لیا ہے اور حضور کو گالیاں دی ہیں۔ پروفیسر صاحب طیش میں آکر بولے کہ اگر میں ہوتا تو اس کا سر پھوڑ دیتا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بے ساختہ فرمایا "نہیں نہیں ایسا نہیں چاہئے ہماری تعلیم صبر اور نرمی کی ہے" پروفیسر صاحب اس وقت غصے میں آپے سے باہر ہو رہے تھے جوش کے ساتھ بولے واہ صاحب واہ! یہ کیا بات ہے کہ آپ کے پیر (یعنی رسول اللہ ﷺ) کو کوئی شخص برا بھلا کہے تو آپؑ فوراً مباہلہ کے ذریعہ سے اُسے جہنم تک پہنچانے کو تیار ہو جاتے ہیں مگر ہم کو یہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص آپ کو ہمارے سامنے گالی دے تو ہم صبر کریں۔ پروفیسر صاحب کی یہ غلطی تھی حضرت مسیح موعودؑ سے بڑھ کر کس نے صبر کیا ہے اور کس نے کرنا ہے مگر اس چھوٹے سے واقعہ میں عشق رسول اور غیرت ناموس رسول کی وہ جھلک نظر آتی ہے جس کی مثال کم ملے گی۔

جس مجلس میں ہمارے رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا گیا اور گالیاں دی گئیں تم اس مجلس میں کیوں بیٹھے رہے؟

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ "واقعہ لاہور کے جلسہ وچھووالی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے آریہ صاحبان نے لاہور میں ایک جلسہ منعقد کیا اور اس میں شرکت کرنے کیلئے ہر مذہب و ملت کو دعوت دی اور حضرت مسیح موعودؑ سے بھی باصرار درخواست کی کہ آپ بھی اس بین الاقوامی جلسہ کے لئے کوئی مضمون تحریر فرمائیں اور وعدہ کیا کہ جلسہ میں کوئی بات خلاف تہذیب اور کسی مذہب کی دلآزاری کا رنگ رکھنے والی نہیں ہوگی۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ایک ممتاز حواری حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کو جو بعد میں جماعت کے خلیفہ اوّل ہوئے بہت سے احمدیوں کے ساتھ لاہور روانہ کیا۔ اور ان کے ہاتھ ایک مضمون لکھ کر بھیجا جس میں اسلام

کے محاسن بڑی خوبی کے ساتھ اور بڑے دلکش رنگ میں بیان کئے گئے تھے۔ مگر جب آریہ صاحبان کی طرف سے مضمون پڑھنے والے کی باری آئی تو اُس بندہ خدا نے اپنی قوم کے وعدوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنے مضمون میں رسول پاک صلعم کے خلاف اتنا زہر اُگلا اور ایسا گند اچھالا کہ خدا کی پناہ۔ جب اس جلسہ کی اطلاع حضرت مسیح موعودؑ کو پہنچی اور جلسہ میں شرکت کرنے والے احباب قادیان واپس آئے تو آپؑ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ اور دوسرے احمدیوں پر سخت ناراض ہوئے۔ اور بار بار جوش کے ساتھ فرمایا کہ جس مجلس میں ہمارے رسول صلعم کو برا بھلا کہا گیا اور گالیاں دی گئیں تم اس مجلس میں کیوں بیٹھے رہے؟ اور کیوں نہ فوراً اُٹھ کر باہر چلے آئے۔ تمہاری غیرت نے کس طرح برداشت کیا کہ تمہارے آقا کو گالیاں دی گئیں اور تم خاموش بیٹھے سنتے رہے؟

پھر آپؑ نے بڑے جوش کے ساتھ یہ آیت قرآنی پڑھی۔ اِذَا سَمِعۡتُمۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ یُکۡفَرُ بِہَا وَیُسۡتَہۡزَاُ بِہَا فَلَا تَقۡعُدُوۡا مَعَہُمۡ حَتّٰی یَخُوۡضُوۡا فِیۡ حَدِیۡثٍ غَیۡرِہٖۤ۔ (النساء:۱۴۱)

یعنی مومنو! جب تم سنو کہ خدا کی آیات کا دلآزار رنگ میں کفر کیا جاتا ہے اور اُن پر ہنسی اُڑائی جاتی ہے تو تم ایسی مجلس سے فوراً اُٹھ جایا کرو تاوقتیکہ یہ لوگ کسی مہذبانہ انداز کو اختیار کریں۔

حضرت مسیح موعودؑ میں اطاعتِ رسول کا بھی نہایت زبردست جذبہ تھا اور آپ بظاہر چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی اپنے آقا کی اتباع میں لذت پاتے اور اس کا غیر معمولی خیال رکھتے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس ضمن میں یہ واقعہ بیان فرمایا ہے۔

"ایک دفعہ کا ذکر ہے جبکہ حضورؑ مولوی کرم دین والے تکلیف دہ فوجداری مقدمہ کے تعلق میں گورداسپور تشریف لے گئے تھے اور وہ سخت گرمی کا موسم تھا اور رات کا وقت تھا۔ آپ کے آرام کے لئے مکان کی کھلی چھت پر چارپائی بچھائی گئی۔ جب حضرت مسیح موعودؑ سونے کی غرض سے چھت پر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ چھت پر کوئی پردہ کی دیوار نہیں ہے۔ آپؑ نے ناراضگی کے لہجہ میں خدام سے فرمایا "کیا آپ کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بے پردہ اور بے منڈھیر کی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے"۔ (سیرت المہدی)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ ۱۴ دسمبر ۱۹۸۴ء میں فرمایا کہ "پاکستان میں آئے دن اخبارات میں جھوٹے الزامات جماعت احمدیہ کے خلاف شائع ہوتے ہیں۔ پہلا الزام جماعت احمدیہ پر یہ لگایا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک جماعت احمدیہ گستاخ رسولؐ ہے اور آنحضرت صلعم کی شدید گستاخی کرتی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ وہ جماعت جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق میں اپنا سب کچھ داؤ پر لگا بیٹھی ہے وہ جماعت جو تنہا سارے عالم میں آنحضرت صلعم کی عزت اور شرف کی خاطر ایک عظیم جہاد میں مصروف ہے وہ جماعت جس نے گزشتہ سو سال سے تمام دنیا میں اسلام کا سربلند کرنے کیلئے اپنی باتیں اپنی عزتیں، اپنے اموال، اپنی اولادیں سب کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرر کھے ہیں وہ جماعت جس کے متعلق دشمن بھی اپنے عناد کے باوجود یہ ضرور تسلیم کر لیتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر اسلام کی تائید میں اسلام کی محبت میں خدمت دین کرنے والی اور کوئی جماعت سارے عالم میں نظر نہیں آتی"۔

بانی جماعت احمدیہ کے متعلق مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا اقرار:

وہ جماعت جس کے سربراہ کے متعلق مولوی محمد حسین بٹالوی نے یہ لکھا کہ گزشتہ تیرہ سو سال میں آنحضرت صلعم کے بعد اگر اس سے بڑھ کر کوئی مجاہد کبھی پیدا ہوا ہو جس نے اپنی زبان، اپنے افعال اپنی مالی قربانی سے اپنی خاص قربانی سے دلائل سے براہین سے اسلام کی ایسی خدمت کی ہو تو کوئی بتائے تو سہی وہ کون تھا؟

کوئی ایسا شخص نہیں جو حضرت مرزا صاحب کے مقابل پر ایسی شان سے اسلام کے حق میں جہاد کر رہا ہو۔

حضورؒ نے فرمایا کہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ اور اُن کی جماعت پر یہ الزام ہے کہ نعوذ باللہ من ذلک وہ گستاخ رسول ہیں اس سے زیادہ جھوٹا اور بیہمانہ الزام اور کوئی نہیں لگایا جاسکتا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہی تو ہمیں عشق محمد مصطفیٰ ﷺ سکھایا آپ نے ہی تو ہمیں وہ آداب سکھلائے کہ کیسے محبت کی جاتی ہے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہمیں یہ طریق سکھلائے کہ کس طرح جان نثار کی جا سکتی ہے حضرت محمد ﷺ کے نام پر ہمیں یہ بتایا کہ

جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم نثار کوچہ آل محمد است

آپ ہی نے ہمیں یہ بتایا کہ تم اگر زندگی کی لذتیں چاہتے ہو یعنی روحانی زندگی کی تو وہ ساری لذتیں محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق کے سرچشمہ سے ملیں گی۔

عشق رسول میں یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پلڑا ابھاری رہے گا۔

حضور فرماتے ہیں اُردو کا کلام اُٹھا کر دیکھئے عربی یا فارسی کلام اُٹھا کر دیکھئے منظوم کلام کو اُٹھا کر دیکھئے نثر کا کلام اُٹھا کر دیکھئے، ان الزام لگانے والوں کے آباء و اجداد بیسیوں پشتوں تک جو کچھ آنحضرت صلعم کی محبت کا اظہار کر چکے ہیں ان سب کو اکٹھا کر دیں تکڑی کے ایک پلڑے میں ڈال دیں اور دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ کے کسی ایک کلام کا نمونہ رکھ دیں۔ خدا کی قسم خدا کی نظر میں حضرت مسیح موعودؑ کے عشق رسول کا پلڑا یقیناً زیادہ بھاری ہوگا اور ان کی ساری تحریریں کھوکھلی ہیں اُن کا کوئی بھی وزن خدا کی نظر میں حضرت مسیح موعود کے عشق کے مقابل پر نہیں ٹھہر سکتا۔

خود بانی اسلام حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ "ایک کامل انسان اور سید الرسل کہ جس سا کوئی پیدا نہ ہوا اور نہ ہوگا دُنیا کی ہدایت کے لئے آیا اور دنیا کیلئے روشن کتاب کو لایا جس کی نظیر کسی آنکھ نے نہیں دیکھی" (براہین احمدیہ)

فرمایا "ہزاروں درود و سلام اور رحمتیں اور برکتیں اُس پاک نبی محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ خدا پایا" (نسیم دعوت)

فرمایا ہم پر جو اللہ کے فضل ہیں یہ سب رسول کریم ﷺ کے فیض سے ہی ہیں۔

آنحضرت ﷺ سے الگ ہو کر ہم سچ کہتے ہیں کہ کچھ بھی نہیں اور خاک بھی نہیں۔ آنحضرت ﷺ کی عزت اور مرتبہ دل میں اور ہر رگ و ریشہ میں ایسا سمایا ہے کہ ان کو اس درجہ سے خبر تک بھی نہیں کوئی ہزار تپسیا کرے جپ کرے ریاضت شاقہ اور مشقتوں سے مشت استخوان ہی کیوں نہ رہ جائے مگر ہرگز کوئی سچا روحانی فیض بجز آنحضرت صلعم کی پیروی اور اتباع کے کبھی میسر آسکتا ہی نہیں اور ممکن ہی نہیں۔ (الحکم)

سچ ہے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے عاشق صادق ہونے کا حق سب سے بڑھ کر ادا کیا ہے اور کوئی نہیں جو آپ کی اس میدان میں برابری کر سکے۔

❀❀❀

آیت خاتم النبیّن کے مختلف تراجم اور ان کا تقابلی جائزہ

کے طارق احمد۔ مربی سلسلہ نظارت نشر و اشاعت قادیان

جماعت احمدیہ عالمگیر کی نظر میں فیضان خاتم النبیّن

جماعت احمدیہ اسلامیہ کی دن دگنی رات چوگنی ترقیات کو دیکھ کر دشمنان احمدیت تعصب کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ اور بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو بے بنیاد الزامات لگاتے ہیں ان میں سب سے زیادہ دل آزار اور دکھ دینے والا الزام یہ ہے کہ نعوذ باللہ من ذلک جماعت احمدیہ آنحضرتؐ کے مقام خاتم النبیّن کی منکر ہے۔ حالانکہ سرور کائنات فخر موجودات سیدالانبیاء امام الاتقیاء والاصفیاء سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیّن ہونے کا مرتبہ اور شان، اسلام کی جان اور احمدیت کی روح رواں ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عالی شان و مقام دراصل تخلیق کائنات کی علت غائی ہے۔ حضور اکرمؐ فرماتے ہیں:

إِنِّي عَبْدُ اللهِ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ (مسند أحمد، كتاب مسند الشاميين)

ترجمہ: میں اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے حضور اُم الکتاب میں خاتم النبیّن ہوں جبکہ آدم کیچڑ میں لت پت تھا۔

غرض آنحضرتؐ سے قبل جس قدر بھی انبیاء کرام مبعوث ہوئے نبوت محمدیہؐ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:

’’تمام رسالتیں اور نبوتیں اپنے آخری نقطہ پر آکر جو ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تھا کمال کو پہنچ گئیں۔‘‘ (اسلامی اصول کی فلاسفی)

حضرت محمد مصطفیٰؐ کی خاتمیت کا ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ آپ کی خاتمیت کمالات نبوت اور جملہ فضیلت رسالت کو اپنی ذات میں سمیٹنے تک محدود نہیں رہتی بلکہ پھر اپنے فیوض و برکات کو آگے جاری رکھنے والی ہے۔ اور آپؐ کی بعثت کے بعد خاتم النبیّن کا مرتبہ علت غائیہ سے علت فاعلیہ میں منتقل ہوگیا کہ آپؐ کی اتباع کے بغیر نبوت کا مقام پانا محال ہے جس کی طرف درج ذیل قرآنی آیت اشارہ کرتی ہے کہ:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔

(النساء 70)

ترجمہ: اور جو بھی اللہ کی اور اس رسول (محمدؐ) کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے اور یہ بہت ہی اچھا ساتھی ہیں۔

تمت علیه صفات كل مزية
ختمت به نعماء کل زمان

ہر قسم کی فضیلت کی صفات آپ میں علی الوجہ الاتم موجود ہیں۔ ہر زمانے کی نعمت آپؐ کی ذات پر ختم ہے۔

لفظ ختم کے لغوی معنی

مفردات القرآن لامام راغب جو قرآن مجید کی مستند معجم کی کتاب ہے، میں ختم اور طبع کو دو ہم معنی الفاظ بتایا گیا ہے اور ان کے معنی کے تعلق میں لکھا گیا ہے کہ:

اَلْخَتْمُ وَالطَّبْعُ يُقَالُ عَلَى وَجْهَيْنِ:
(اَلْأَوَّلُ): مَصْدَرُ خَتَمْتُ وَطَبَعْتُ، وَهُوَ تَأْثِيْرُ الشَّيْءِ كَنَقْشِ الْخَاتَمِ وَالطَّابِعِ.
(الثَّانِي) : اَلْأَثَرُ الْحَاصِلُ عَنِ النَّقْشِ ، وَيَتَجَوَّزُ بِذٰلِكَ تَارَةً فِي الِاسْتِيْثَاقِ مِنَ الشَّيْءِ وَالْمَنْعِ مِنْهُ اعْتِبَارًا بِمَا يَحْصُلُ مِنَ الْمَنْعِ بِالْخَتْمِ عَلَى الْكُتُبِ وَالْأَبْوَابِ نَحْوَ : (خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ)

ختم اور طبع کی دو صورتیں ہیں۔ اول: کہ یہ مصدر ختمت و طبعت اس کے معنی تاثیر الشی (یعنی دوسری چیز میں اثرات پیدا کرنا ہے) جیسا کہ خاتم (مہر) کا نقش ہے۔ الثانی: نقش کی تاثیر کا اثر حاصل ہے۔ اور یہ لفظ مجازاً کبھی کتابوں اور بابوں پر مہر لگنے کے لحاظ سے چیز کی بندش اور روک کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ ختم اللہ علیٰ قلوبھم۔

امام راغب رحمہ اللہ کے اس قول سے واضح ہے کہ ختم کے حقیقی معنی تاثیر الشیء ہے یعنی آپؐ کی تاثیر و افاضہ سے مقام نبوت حاصل ہوسکتا ہے اور مجازی معنی کسی چیز کی بندش کرنا ہے یعنی کمالات نبوت آپؐ پر ختم ہیں۔

ختم نبوت کے دو پہلو

از روئے حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

صحیح بخاری کی حدیث ہے جس میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ

(صحيح البخاري، كتاب التعبير)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ نبوت میں سے المبشرات (اخبار غیبیہ و رؤیا صالحہ) کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے واضح رنگ میں ختم نبوت کے دو عظیم الشان پہلوؤں پر اس حدیث میں روشنی ڈالی ہے۔ اس حدیث کے پہلے حصہ لم یبق من النبوۃ میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ نئی شریعت والی، آزاد اور مستقل نبوت کا سلسلہ آپؐ کے بعد منقطع ہوگیا ہے۔ دوسرا حصہ الا المبشرات سے یہ واضح کردیا ہے کہ کثرت سے اخبار غیبیہ کا پانا اور رؤیا صالحہ سے روشناس ہونا جو نبوت کی ہی ایک قسم ہے یہ امت محمدیہ میں باقی رہے گی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے ہوئے امت میں اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے نتیجہ میں اس قسم کے انبیاء مبعوث ہوسکتے ہیں جیسا کہ سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

اس حدیث کے طرز بیان سے واضح ہوتا ہے کہ مبشرات نبوت کا ہی ایک حصہ ہے۔ مثال کے طور پر عربی زبان میں جب ہم یہ کہتے ہیں کہ لم یبقی من المال الا الفضۃ کہ مال میں سے چاندی کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔ اس قول میں یہ مفہوم شامل ہے کہ فضۃ دراصل مال کا ہی ایک حصہ ہے۔

پس واضح ہے کہ خاتم النبیّن جہاں کمالات نبوت کے اختتام کا ذکر کرتا ہے وہیں تاثیر الشیء کے معنوں میں نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے طفیل فیض رسانی والے پہلو کو کھلا رکھتا ہے یعنی کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا جو مستقل طور پر بلاواسطہ (آنحضرتؐ کے) فیض پانے والا ہو لیکن آپؐ کی سچی اور کامل متابعت کے نتیجہ میں امتی نبی کا مقام پانا محال نہیں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اس مفہوم کو مزید واضح کرتے ہوئے فرمایا:

قولوا إنه خاتم الأنبياء ولا تقولوا لا نبي بعده (الدر المنثور للسیوطی۔ ومجمع البحار) کہ (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کو خاتم النبیّن تو کہو لیکن یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

آیت خاتم النبیّن کے مختلف تراجم و تفاسیر

علماء سلف کی تفاسیر کا جائزہ لیتے وقت ایک دیانتدار محقق کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس امر کا خیال رکھے کہ وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی سے قبل کی تفاسیر و تراجم کو اپنا ماخذ بنائے۔ کیونکہ آپؑ کے دعوی کے بعد تعصب کے نتیجہ میں علماء کی طرف سے کئی غلط بیانیوں کا احتمال رہتا ہے۔

چنانچہ اس نقطہ نظر سے جب ہم تفاسیر و تراجم کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر مفسرین آیت خاتم النبیّن کا ترجمہ یا تفسیر کرتے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی قرار دیتے ہوئے رسالت (یعنی شریعت) کا اپنی

تفسیر میں خصوصیت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب تفہیمات الٰہیہ تفہیم ۵۳ میں خاتم النبیّن کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ختم به النبیون ای لا یوجد من یامره الله سبحانه بالتشریع علی الناس

یعنی خاتم النبیّن کے یہ معنے ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں پایا جائے گا جس کو خدا تعالیٰ شریعت دے کر لوگوں کی طرف مامور کرے۔

حضرت محی الدین ابن عربیؒ خاتم النبیّن کے عارفانہ معنی سمجھاتے ہوئے اپنی کتاب فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳ے میں لکھتے ہیں کہ:

ان النبوة التی انقطعت بوجود رسول الله صلعم انما ھی نبوة التشریع۔

ترجمہ یہ کہ وہ نبوت جو آنحضرتؐ کے وجود پر ختم ہوئی وہ صرف تشریعی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت۔

تفسیر فتح القدیر للشوکانی میں زیر آیت خاتم النبیّن یہ لکھا گیا ہے کہ انه صار الخاتم لهم الذی یتختمون به و یتزینون بکونه منهم

یعنی وہ (محمدؐ) ان کے لئے خاتم ہے جس سے تصدیق کی جاتی ہے اور جس کے وجود سے مزیّن ہوا جاتا ہے۔

اسی طرح امام محمد سید طنطاوی نے اپنی تفسیر التفسیر الوسیط میں آیت خاتم النبیّن کی تفسیر میں لکھا ہے کہ

وقوله : ولکن رَّسُولَ الله وَخَاتَمَ النبیین استدراك لبیان وظیفته وفضله۔

اللہ تعالیٰ کا قول: ولکن رسول الله وخاتم النبیّن میں نبی اکرمؐ کے وظیفہ اور فضل کو استدراک کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

اسی طرح الشعراوی اپنی تفسیر کی کتاب میں لکھتے ہیں أی: الرسول والنبی الذی یختم الرسالات، فلا یستدرك علیه برسالة جدیدة۔

یعنی وہ رسول اور نبی جو رسالات (شریعت) کو ختم کرتا ہے۔ اور اس کی شریعت کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں ہوسکتی ہے۔

اردو زبان میں آیت خاتم النبیّن کے تراجم

لفظ ''خاتم النبیّن'' کا اردو زبان میں عموماً درج ذیل ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱) مہر سب نبیوں پر ۲) آخری نبی ۳) نبیوں کو ختم کرنے والا

لیکن ساتھ ہی مترجمین حاشیہ میں اپنی طرف سے یہ بھی درج کر دیتے ہیں کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپؐ کے بعد کسی قسم کی نبوت ممکن ہی نہیں۔ یہاں پر مترجمین مغالطہ کرتے ہیں۔ ''مہر'' کے ترجمہ سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ آئندہ کوئی نبوت کا درجہ نہیں پاسکتا ہے مگر آپؐ کی تصدیق اور مہر ثبوت کو لئے ہوئے بالفاظ دیگر آپؐ کی کامل متابعت میں نبوت کے مقام کو پایا جاسکتا ہے۔ ''آخری نبیؐ'' کے معنی آخری مستقل اور شرعی نبوت کے ہیں اور ''نبیوں کو ختم کرنے والا'' بمعنی کمالات نبوت کو ختم کرنے والا ہے اور آپؐ کے بعد آپؐ سے بڑھ کر کوئی نبی نہیں آسکتا ہے جو آپؐ کی تعلیمات میں حذف واضافہ کرسکے۔

چنانچہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن آیت خاتم النبیّن کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں جو تفسیر عثمانی میں درج ہے۔

محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر اور ہے اللہ سب چیزوں کا جاننے والا۔

اس آیت کی تفسیر میں شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب جن کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی ساتھ ہی یہ بھی ذکر فرماتے ہیں کہ:

انبیائے سابقین اپنے اپنے عہد میں خاتم الانبیاءؐ کی روحانیت عظمیٰ ہی سے مستفید ہوتے تھے۔ جیسے رات کو چاند اور ستارے سورج کے نور سے مستفید ہوتے ہیں حالانکہ سورج اس وقت دکھائی نہیں دیتا اور جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہوجاتے ہیں اسی طرح نبوت ورسالت کے تمام مراتب وکمالات کا سلسلہ بھی روح محمدیؐ پر ختم ہوتا ہے۔ (تفسیر عثمانی صفحہ نمبر 1731)

مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند اپنی کتاب تحذیر الناس صفحہ نمبر ۳ میں لکھتے ہیں:

''عوام کے خیال میں تو آنحضرت ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپؐ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں..... اوروں کی نبوت آپؐ کا فیض ہے مگر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں اس طرح آپؐ پر سلسلہ نبوت مختتم ہوجاتا ہے۔''

نیز خاتم النبیّن کا یہ مفہوم بیان کرتے ہیں کہ:

''غرض خاتمیت زمانی یہ ہے کہ دین محمدی بعد ظہور منسوخ نہ ہو۔ علوم نبوت اپنی انتہا کو پہنچ جائیں۔ کسی اور نبی کے دین یا علم کی طرف پھر بنی آدم کو احتیاج باقی نہ رہے۔''
(مناظرہ عجیبہ صفحہ ۴۰ تا ۴۱)

علماء سلف کی تفاسیر اور ایک اہم نقطہ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خاتم النبیّن کی جو پُر معارف تفسیر دنیا کے سامنے پیش کی ہے جس کا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں وہ عدیم المثال ہے اور نہایت ہی عارفانہ کلام ہے جس کی نظیر چودہ سو سال کے مفسرین کی تفاسیر میں نظر نہیں آتی۔ علماء سلف کی تفاسیر کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو ان میں سے اکثریت خاتم النبیّن کے معنی آخری نبی کرنے کے بعد نبی اکرمؐ کی رسالت کا ذکر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر امام رازی (ابوعبداللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی) اپنی کتاب مفاتیح الغیب میں آیت خاتم النبیّن کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ:

وذلك لأن النبی الذی یکون بعده نبی إن ترك شیئاً من النصیحة والبیان یستدرکه من یأتی بعده، وأما من لا نبی بعده یکون أشفق علی أمته۔

(نبی اکرمؐ خاتم النبیّن ہیں) وہ اس وجہ سے ہے کہ وہ نبی جس کے بعد دوسرا کوئی نبی ہو اگر نصیحت اور بیان میں کچھ چھوڑ دیتا ہے تو اس کے بعد آنے والا اس کو پورا کرتا ہے۔ لیکن وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں وہ امت پر بہت مہربان ہوگا۔

امام رازی کی اس تفسیر سے واضح ہوتا ہے کہ اگر خاتم النبیّن کے مقام میں کوئی خلل پیدا ہوسکتا ہے تو اس صورۃ میں کہ آپؐ کی نصیحت، بیان اور شریعت میں اضافہ کرنے والا یا اس کو حذف کرنے والا نبی آئے۔ کیونکہ یہی وہ امر ہے جس سے نبی اکرمؐ کے کامل ہونے کے مرتبہ میں سقم پیدا ہوتا ہے۔ اگر آپؐ کی امت میں آپؐ کی کامل متابعت کے نتیجہ میں آپؐ کے فیوض مبارکہ سے مستفیض ہوکر اگر کوئی نبوت کے مقام سے سرفراز ہوتا ہے تو اس میں نبی اکرمؐ کی شان ہے اور آپؐ کی عظمت ہے کہ آپؐ کی قوت قدسیہ امت محمدیہ میں نبی پیدا کرسکتی ہے۔

چنانچہ اسی مفہوم کو مزید واضح کرتے ہوئے مشہور صوفی امام حضرت ابوعبداللہ محمد بن علی حسین الحکیم الترمذی فرماتے ہیں:

یظن ان خاتم النبیّن تاویله انه اٰخرهم مبعثًا فای منقبة فی هذا؟ وای علم فی هذا؟ هذا تأویل البله الجهلة

(کتاب ختم الاولیاء صفحہ ۳۴۱)

یعنی یہ جو گمان کیا جاتا ہے کہ خاتم النبیّن کی تاویل یہ ہے کہ آپ مبعوث ہونے کے اعتبار سے آخری نبی ہیں، بھلا اس میں آپؐ کی کیا فضیلت وشان ہے؟ اور اس میں کونسی علمی بات ہے؟ یہ تو احمقوں اور جاہلوں کی تاویل ہے۔

جو مترجمین خاتم کے معنی آخر کے کرتے ہیں ان کا بھی مسئلہ درج ذیل حدیث سے حل ہوجاتا ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ۔

(صحیح مسلم کتاب الحج)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں اور میری یہ مسجد آخری مسجد ہے۔

نبی اکرم ﷺ مسجد نبوی کے تعلق سے فرماتے ہیں کہ مسجد ویسے ہی آخری مسجد ہے جیسا کہ میں آخری نبی ہوں۔ کیا مسجد نبوی کے بعد امت مسلمہ کو مساجد بنانے کی توفیق نہیں ملی بلکہ بیشمار مساجد تعمیر کی گئی ہیں اور نبی اکرمؐ کے زمانہ میں ہی سینکڑوں مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔ تو پھر مسجد نبوی آخری مسجد کیوں ہے؟ پس کمالات اور خصوصیات کے لحاظ سے اس جیسی مسجد مستقبل میں نہیں بن سکتی ہے جس کی وجہ سے حضورؐ نے اس کو آخر المساجد قرار دیا ہے۔

اور اسی وزن پر اپنے آپ کو آخر الانبیاء قرار دے کر امت پر یہ واضح کر دیا کہ آپ کمالات کے اعتبار سے آخری نبی ہیں اب آئندہ آپؐ سے شان اور مقام میں بڑھ کر کوئی نبی نہیں آسکتا ہے۔

خاتم النبیّٖن کا ترجمہ آخری نبی کرنے کی صورت میں پیدا ہونے والی پیچیدگیاں

عصر حاضر کے بعض علما کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرمؐ کو خاتم قرار دیا ہے یعنی آپ تمام انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں اور آپؐ کے بعد کسی قسم کی نبوت ممکن نہیں ہے اور خاتم النبیّٖن میں کسی قسم کی نبوت کا استثناء کرنا کفر ہے۔ اور جو نبی اکرمؐ کے بعد کسی قسم کی نبوت کا قائل ہے وہ کافر ہے۔

ایسے علماء جو ایک طرف نبی اکرمؐ کے بعد تمام قسم کی نبوت کے منکر ہیں تو دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے منتظر بھی ہیں۔ ایک طرف نبوت کے دروازے کو بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسری طرف حضرت عیسیٰؑ کے لئے نبوت کا دروازہ کھلا رکھتے ہیں۔ کیا امت محمدیہ میں حضرت عیسیٰؑ کی آمد سے خاتم النبیّٖن کا مقام متاثر نہیں ہوتا؟ بعض اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو نبی اکرمؐ سے پہلے کے انبیاء میں سے ہیں۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا ہے جیسا کہ سورۃ آل عمران میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وَرَسُوْلًا إِلٰى بَنِيْٓ إِسْرَآئِيْلَ قرار دیا گیا ہے۔ سو جس نبی کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف ایک مخصوص قوم کی طرف مبعوث کیا ہے وہ کیونکر عالمی نبی بن کر امت محمدیہ کی اصلاح کر سکتا ہے۔ نیز اس عقیدہ میں تو امت محمدیہ کی ہتک ہے اور نبی اکرمؐ کی شان قوت قدسیہ میں گستاخی ہے کہ امت محمدیہ جو خیر امت ہے اس کی اصلاح کے لئے بنی اسرائیل کے نبی حضرت عیسیٰؑ کی ضرورت ہے جبکہ نبی اکرمؐ نے امت محمدیہ کے علماء کو بنی اسرائیل کے انبیاء کے مشابہ قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا علماء أمتي كأنبياء (بنی اسرائیل)۔ بالفاظ دیگر ان علماء کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو کامل بنا کر قیامت تک کے لئے بطور رہنما مبعوث کیا اور نبوت کا دروازہ بند کر دیا۔ لیکن بعد میں نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ نے امت میں نبی کی ضرورت کو محسوس کیا جبکہ اس نے نبوت کا دروازہ بند کر دیا ہوا ہے۔ چنانچہ نعوذ باللہ عاجز آکر ایک ایسے نبی کو امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے مبعوث کرنا مناسب سمجھا جو نبی اکرمؐ سے پہلے بھجوائے گئے ہوں اور حضرت عیسیٰؑ کا انتخاب کیا۔ یہ کیسی گستاخی ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔

قارئین از خود غور فرمائیں کہ نبی اکرمؐ کی کامل متابعت اور اطاعت اور آپؐ کی غلامی میں آپ کی قوت قدسیہ سے فیض پا کر خیر امت میں نبی کے مبعوث ہونے میں خاتم النبیّٖنؐ کی کیونکر ہتک ہو سکتی ہے۔ امت محمدیہ میں آپؐ کی پیروی اور آپؐ کے روحانی تاثیر سے نبی کے مقام تک کسی فرد کا پہنچنا آپؐ کے عالی مرتبے اور روحانی تاثیر کی وسعت پر دلالت کرتا ہے۔ دوسری طرف امت محمدیہ کے تمام افراد کو ناکارہ ثابت کرتے ہوئے، نبی اکرمؐ کی روحانی تاثیر کو ایک تنگ دائرے میں محدود کرتے ہوئے خیر امت کی اصلاح کے لئے بنی اسرائیل میں سے ایک نبی کو تلاش کرنا اور خیر امت کو نظر انداز کرتے ہوئے عرصہ دو ہزار سال سے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر زندہ خیال کرنا اور ان کا منتظر ہونا سخت نادانی ہے اور اس عقیدہ کے نتیجہ میں مقام خاتم النبیّٖنؐ کی معرفت کا حق ادا نہیں ہوتا ہے۔ خود غور فرمائیں کہ کس تفسیر میں خاتم النبیّٖنؐ کی حقیقی شان ہے۔ **والامر الیکم فتدبروا**

۲۔ وہ علماء جو خاتم النبیّٖنؐ کے بعد نبوت کے قائلین پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں ذرا سوچیں! سید الکونین سید الثقلین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے آنے والے مسیح کے لئے صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ و ما معہ میں چار مرتبہ نبی اللہ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اگر خاتم النبیّٖن کا مطلب آخری نبی ہے تو کیونکر حضورؐ نے آنے والے مسیح کے لئے نبی اللہ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

۳۔ بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لئے تمام انبیاء کے بعد آخر میں تشریف لانے میں کونسی شان ہے نہ صرف یہ بلکہ اپنے آنے کے ساتھ انعام نبوت کو بھی نعوذ باللہ معطل کر دیا۔ کیا یہی خاتم النبیّٖنؐ کی شان ہے جس پر آج کل کے نام نہاد علما کو فخر ہے۔

۴۔ اگر خاتم النبیّٖن کا یہ ترجمہ کیا جائے کہ محمدؐ تمام انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں تو یہاں ایک سوال اٹھتا ہے کہ نبی اکرمؐ یہاں کیونکر فاعل بن گئے ہیں اور نبوت کو ختم کر رہے ہیں جبکہ انبیاء کو مبعوث کرنے کا کام اللہ تعالیٰ کا ہے۔

۵۔ دیگر انبیاء ہمیشہ اپنے متبعین کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے تھے کہ یا اللہ تو اس امت کے افراد کو عظیم روحانی درجات سے نوازتا چلا جا۔ چنانچہ قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو محفوظ کیا ہے۔ لیکن نعوذ باللہ نبی اکرمؐ نے آتے ہی یہ اعلان کر دیا کہ اب نبوت کے روحانی درجہ کا حصول محال ہے۔ اس میں کونسی فضیلت ہے۔

۶۔ اگر امت محمدیہ میں سے کوئی نبی نہیں آسکتا ہے تو پھر کیونکر اس امت کو خیر امت قرار دیا گیا ہے۔ وہ کونسی ایسی فضیلت ہے جس کی بنا پر اس امت کو قرآن کریم میں خیر امت کہا گیا ہے۔

۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بعد آخری نبی کون ہوگا؟ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ یا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام؟ خاتم النبیّٖن کے معنی آخری نبی کرنے کی صورت میں آخری نبی تو حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام ہوں گے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد آسمان سے نازل ہوں گے۔ ایسی صورت میں بطور نبی سب سے آخر میں مبعوث ہونے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ تو پھر قرآن کریم نے نبی اکرمؐ کو کیوں خاتم النبیّٖن قرار دیا ہے۔

۸۔ خاتم النبیّٖن کا مطلب آخری نبی کرتے ہوئے مسلمانوں نے حد تجاوز کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کو اس کی ازلی و ابدی صفت کلیم سے بھی معطل کر دیا ہے اور وحی و الہام کی نعمت سے بھی امت کو محروم قرار دیتے ہیں۔

۹۔ درود شریف میں امت محمدیہ کے حق میں جن ابراہیمی برکتوں کے لئے دعا کی جاتی ہے وہ نبوت کے علاوہ اور کونسی برکت ہو سکتی ہے؟

۱۰۔ نبی اکرمؐ کو آخری نبی مان کر نزول و رفع عیسیٰؑ کے معنی کو ظاہر پر محمول کر کے احادیث نبویؐ کے غلط Interpretation کئے جاتے ہیں اور ان کو تمسخر کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ جیسا کہ **یکسر الصلیب** اور **یقتل الخنزیر** کی یہ نام نہاد علماء ظاہری معنوں میں تفسیر بیان کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا تمام پیچیدگیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے خلاصہ کلام یہی ہے کہ اگر ''تمام انبیاء کو ختم کرنے والا'' کا یہ مطلب لیا جائے کہ نبی اکرمؐ کو خدا تعالیٰ نے جو شریعت کاملہ عطا فرمائی تھی اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سابقین کی شرائع کو منسوخ کر دیا ہے۔ اب آئندہ ان شرائع پر عمل کرنا جائز نہیں ہوگا اور صرف شریعت اسلامیہ ہی کی پیروی ضروری ہوگی اور چونکہ یہ شریعت کامل بھی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا بیڑا بھی خود اٹھایا ہوا ہے اس لئے کسی نئی شریعت کے اترنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ تو اس مطلب کی رو سے کوئی ایسا نبی تو نہیں آسکتا جو نئی شریعت لائے اور نبی کریمؐ کا امتی نہ ہو لیکن نبی جو اسی شریعت سے فیضیاب ہو اور نبی کریمؐ کی اتباع کی برکت سے ہی اس کو نبوت کے منصب پر فائز کیا گیا ہو اسے اسلام اور امت اسلام کی احیاء کے لئے مبعوث کیا گیا ہو آسکتا ہے اور اس کے آنے میں کوئی شرعی روک نہیں ہے۔

عربی زبان میں لفظ خاتم کا استعمال

عربی زبان میں لفظ 'خاتم' علی سبیل المدح استعمال ہوتا ہے اور جب یہ لفظ جمع عقلاء کے لئے مضاف بن کر آتا ہے تو عالی مقام اور مرتبہ پر دلالت کرتا ہے اور علماء سلف نے کبھی اس لفظ کو آخر کے معنوں میں استعمال نہیں کیا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے بھی ایک جگہ اپنے خاتم النبیّٖن ہونے کا مطلب امت کو ایک زبردست مثال سے سمجھایا ہے۔ حضرت سہل بن سعد الساعدی سے روایت ہے انہوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ بدر سے واپس آئے تو آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ نے آپؐ سے اجازت مانگی کہ وہ مکہ کو واپس لوٹ کر وہاں سے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کریں۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا: اے چچا آپ مطمئن رہیے کہ آپ ہجرت میں اسی طرح خاتم المہاجرین ہیں جس طرح میں نبوت میں خاتم النبیّٖن ہوں۔

(کنز العمال جلد 13 صفحہ 519)

کیا امت میں حضرت عباسؓ کے بعد کسی کو مہاجر ہونے کی سعادت نہیں نصیب ہوئی۔ اسی طرح کئی ایسی مثالیں ہیں جو پیش کی جا سکتی ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند مثالیں پیش

ہیں:

۱۔خاتم الشعراء حضرت ابوطیب (مقدمہ دیوان متنبی شائع شدہ مصر صفحہ نمبر ۴)

حضرت ابوطیب کے علاوہ اور پانچ شاعر ہیں جن کو یہ لقب دیا ہے۔(ابوتمام، ابو العلیٰ الامیری، شیخ علی حسین (ہندوستان)، حبیب شیرازی (ایران) ایسی صورت میں ابوطیب کو آخری شاعر کیونکر کہا جاسکتا ہے۔

۲۔نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو خاتم الاولیاء کے خطاب سے نوازا ہے اس کے باوجود امت میں ایسے افراد پیدا ہوئے ہیں جن کو یہ خطاب دیا گیا ہے۔امام شافعیؒ کو کتاب التحفۃ السنیۃ میں خاتم الاولیاء کے خطاب سے نوازا گیا ہے۔حضرت محی الدین ابن عربی کے تعلق سے کتاب فتوحات مکیہ کے ٹائٹل پیج میں خاتم الاولیاء لکھا گیا ہے۔

۳۔خاتم المحققین ابو الفضل الوسی (کتاب روح معانی کے ٹائٹل پیج میں ان کو یہ خطاب دیا گیا ہے)

شیخ الازہر سلیم البشری (کتاب الحراب صفحہ نمبر 372 میں ان کو یہ خطاب دیا گیا ہے)

۴۔خاتم المفسرین مولوی محمد قاسم صاحب کو کتاب اسرار قرآنی میں یہ خطاب دیا گیا ہے جو کہ اس کتاب کے ٹائٹل پیج میں مذکور ہے۔

اگر تحقیق اور تفسیر کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے تو پھر آجکل کیوں اس میدان میں کام کیا جارہا ہے۔پس اس سے واضح ہوتا ہے کہ احباب تحقیق و تفسیر کے کمالات کو حاصل کرنے والے ہیں۔جس بنا پر ان کو اس خطاب سے نوازا گیا ہے۔ورنہ ان کو آخری مفسر اور محقق خیال کرنا عبث ہے۔

پس جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیّن ہیں۔آپؐ نے نبوت پر مہر لگا دی ہے یعنی اپنی آمد سے اُسے کمال تک پہنچا دیا ہے۔نبوت کے جس قدر بھی کمالات ممکنہ ہیں وہ سب آپؐ کی روح میں انتہائی کمال کو پہنچ گئے ہیں۔آپ کی شان اور مرتبہ کا کوئی نبی نہیں آسکتا ہے۔ہاں آپؐ کی مہر نبوت کی تاثیر اور فیض سے آپ کا امتی مقام نبوت پاسکتا ہے۔مگر نبی ہونے کے باوجود وہ آپ کا امتی بھی رہتا ہے اور آپؐ کی لائی ہوئی شریعت قرآن کریم کی پابندی اس پر لازم آتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی شان خاتم النبیّن کا افاضہ اور برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدؐیہ میں آپؐ کی تاثیر کے نتیجہ میں آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود و مہدی معہود اور امام آخر الزمان قرار دے کر آپؐ کی کامل پیروی اور آپؐ سے بے حد محبت کی برکت سے آپؐ کی ختم نبوت کی شان کے افاضہ کمال کو ظاہر کرنے کے لئے مقام نبوت پر سرفراز فرمایا ہے۔پس اللہ تعالیٰ امت کو خاتم النبیّن کے حقیقی مفہوم کو سمجھتے ہوئے زمانہ کے امام کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ❁❁

بقیہ: اداریہ از صفحہ اوّل

آنحضرتؐ نعمتوں کو کھولنے اور جاری رکھنے کیلئے مبعوث ہوئے تھے نہ کہ بند کرنے اور ختم کرنے کیلئے۔مقام خاتم النبیین جہاں آنحضرت ﷺ کی برابری اور آپ کی شریعت کے مقابلہ کی نفی کرتا ہے وہاں اس سے آپؐ کی اتباع میں فیوض و انعامات کا اجراء بھی ثابت ہے اور اس طرح آپ ﷺ حقیقی ''خاتم'' قرار پاتے ہیں۔''خاتم النبیین'' بمعنی افضل النبیین ہی آنحضرت کی حقیقی شان ہے اور یہ معنی آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، لغات اور محاورہ زبان سے ثابت ہونے کے علاوہ آنحضرت ﷺ کے کمالات تام پر دلالت کرتے ہیں۔جماعت احمدیہ خاتم النبیین کے انہیں معنوں کو تسلیم کرتی ہے اور رہتی دنیا تک اس کی حفاظت کرتی رہے گی۔بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں۔

''اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کیلئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش اور یہ قوت قدسی کسی اور نبی کو نہیں ملی۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ)

جماعت احمدیہ جن معنوں میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتی ہے وہی معنی سب سے بہتر اور گزشتہ صلحائے اُمت کے تائید یافتہ ہیں۔

اس کے باوجود مخالفین کا جماعت کے خلاف یہ سراسر بے بنیاد اور گھناؤنا الزام ہے کہ احمدی ختم نبوت کے منکر ہیں۔سچ تو یہ ہے کہ خاتمیت محمدیہ کے صحیح اور جامع مفہوم کا ادراک صرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہے دوسرے لوگ تو صرف نام کی ''مجالس تحفظ ختم نبوت'' بناتے ہیں۔حالانکہ وہ لوگ ایک طرف آنحضرتؐ کی لائی ہوئی کامل شریعت قرآن مجید کی بیسیوں آیات کو منسوخ قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف حضرت عیسیٰؑ کے لئے جو مستقل رسول و نبی ہیں چشم براہ ہیں کہ وہ کب آسمان سے اُترتے ہیں؟ مگر مبارک ہیں وہ لوگ جو آنحضرت ﷺ کے حقیقی مقام کو شناخت کرکے آپ سے سچی اور کامل محبت رکھ کر خدا تعالیٰ کے محبوب بنیں۔

سرور کائنات آنحضرت ﷺ کے خاتمیت محمدیہؐ کے متعلق پھیلائے گئے بے بنیاد پروپیگنڈہ کے ازالہ اور ختم نبوت کی حقیقت سے عوام الناس کو روشناس کرانے کیلئے اخبار بدر نے ایک حقیر کوشش ''فیضان ختم نبوت'' کے عنوان سے کی ہے۔اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ کے حقیقی مقام خاتمیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔(شیخ مجاہد احمد شاستری)

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے

ازکلام حضرت مصلح موعود۔مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

مِرا دل اُس نے روشن کردیا ہے
اندھیرے گھر کا وہ میرے دیا ہے

خبر لے اے مسیحاؐ دردِ دل کی
ترے بیمار کا دم گھٹ رہا ہے

مرا ہر ذرّہ ہو قربان احمدؐ
مِرے دل کا یہی اِک مدعا ہے

اُسی کے عشق میں نکلے مری جاں
کہ یادِ یار میں بھی اِک مزا ہے

محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے
محمدؐ جو کہ محبوبِ خدا ہے

ہو اُس کے نام پر قربان سب کچھ
کہ وہ شاہنشہِ ہر دوسرا ہے

اُسی سے میرا دل پاتا ہے تسکیں
وُہی آرام میری رُوح کا ہے

خدا کو اُس سے مل کر ہم نے پایا
وُہی اِک راہِ دیں کا رہنما ہے

مجھے اس بات پر ہے فخر محمود
میرا معشوق محبوب خدا ہے

نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ڈاکٹر منور علی صاحب مرحوم۔قادیان

تم پہ صدقہ ہو میری جان رسول عربی
میرا دل اور میرا ایمان رسول عربی

آپ ہی مجھ کو بلا لیں تو بلا لیں طیبہ
میں تو ہوں بے سروسامان رسول عربی

تیری راہیں تیرا روضہ تیرا کعبہ چوموں
ایک دل لاکھوں ہیں ارمان رسول عربی

جلوۂ کون و مکاں تم سے تو شرماتے ہیں
جان بھی تم پہ ہو قربان رسول عربی

وجہ تخلیق جہاں رحمت عالم بھی ہو تم
تم پہ نازل ہوا قرآن رسول عربی

چاند کو جیسا ستاروں میں ہے عالی مقام
تیری نبیوں میں ہے وہ شان رسول عربی

محو حیرت ہوئے معراج کی شب حور و ملک
دیکھ کر روئے تابان رسول عربی

عاصیو! تم تو ہر ایک غم سے گزر جاوگے
دوڑ کر تھام لو دامانِ رسول عربی

جلوہ ہو نور پھر عکس بھی ٹھہرے تو کہاں
ظرفِ آئینہ ہے حیران رسول عربی

حسن اخلاق سے بدلا ہے نظامِ عالم
تم ہو وہ عالمِ قرآن رسول عربی

حوضِ کوثر کی طرف صلی علی پڑھتے چلیں
ہاتھ میں تھام کے دامان رسولِ عربی

اپنے کامل کو بھی کملی میں چھپا لو آقا!
دونوں عالم کے ہو سلطان رسول عربی

حقیقت لفظ خاتم النبیین ازروئے محاورہ ولغت عرب

محمد ایوب ساجد۔ مینیجر ہفت روزہ بدر قادیان

خاتم النبیین کے معنی اور حقائق کے تعلق سے جو حوالہ جات اس مضمون میں پیش کئے جارہے ہیں قارئین کرام ان حوالہ جات کا مطالعہ اس بات کو ملحوظ رکھ کر فرمائیں کہ یہ تمام حوالہ جات سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی بعثت سے بہت پہلے احادیث اور صلحائے اُمت کی کتب میں موجود ہیں۔ جو کہ خاتم النبیین سے متعلق جماعت احمدیہ کے عقیدہ کی تائید و تصدیق کرتے ہیں ۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت تک عالم اسلام کے زیر بحث آج کل جس رنگ میں ختم نبوت سے متعلق تحفظ ختم نبوت والے اپنا من گھڑت بے بنیاد نظریہ پیش کرتے ہیں ۔ ایسا عقیدہ نہیں تھا جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مرزا قادیانی علیہ السلام کو امت کی اصلاح کیلئے مبعوث فرمایا اور محبان اسلام آپ کی طرف دیوانہ وار دوڑے چلے آنے لگے اور دیکھتے دیکھتے ہی حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے غلاموں کی تعداد ہزاروں سے لاکھوں میں بدلنے لگی تو ملاں کو اپنی روزی روٹی کا فکر دامنگیر ہوا اور اپنی گدی جاتی نظر آنے لگی ملاں کی اس بدحواسگی نے اس کا ضمیر بھی چھین لیا بغض وحسد میں ایسے نامعقول نظریات اسلام کی طرف منسوب کرنے شروع کئے کہ نہ قرآن پاک کو بخشا نہ عظمت رسول کا خیال رکھا اور نہ ہی سلف صالحین کی تعلیمات وتحریرات سے کوئی سبق لیا۔ تحفظ ختم نبوت والے جو اپنے آپ کو دیوبندی کہلانے پر فخر محسوس کرتے ہیں کاش کہ یہ اپنے گریباں میں جھانک کر دیکھتے تو ان کو نظر آتا کہ بانی جماعت احمدیہ کے عقیدہ ختم نبوت اور مولانا محمد قاسم شاہ نانوتوی بانی دیوبند کے عقیدہ ختم نبوت میں کوئی تفریق و تضاد نہیں ہے۔ تعجب ہے عقیدہ ایک اور فتوے الگ الگ کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور مکاری ہوسکتی ہے؟

جبکہ تمام مسلمان فرقوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ تعصب، حسد اور بغض نے بعض علماء کی آنکھوں پر جہالت کا پردہ ڈال دیا ہے جس سے وہ ایک لفظ کے من گھڑت معنی کر کے فیضان نبوت کے دروازہ کو اسلامی تعلیمات کے خلاف بند کرنا چاہتے ہیں۔ جس سے جماعت احمدیہ اتفاق نہیں رکھتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے کلام قرآن پاک میں سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین کا عظیم مقام عطا فرمایا جو کہ تخلیق آدم سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے حق میں مقدر فرمایا تھا اس عظیم مقام کا ذکر قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ یوں فرما رہا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۔ (احزاب:۴۰)

یعنی محمد (رسول اللہ ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

قرآن شریف کی آیت کریمہ ''ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین قرار دیا جو کہ بطور مدح اور فضیلت ذکر ہوا ہے۔ اور یہ قرآن مجید میں ایک بار ہی ذکر ہوا ہے۔ اور تمام مسلمان فرقوں کا اس پر اتفاق ہے کہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

خاتم النبیین کے معنی یقیناً ایسے ہی ہونے چاہئیں جن سے سیدنا حضرت محمد ﷺ کی فضیلت اور مدح ثابت ہو۔

لغت کی رو سے خاتم النبیین کے معنی:

لغت سے مراد عربی زبان ہے جس میں مفردات اور مرکبات کا استعمال شامل ہے کتب لغت کا اصل کام مفرد الفاظ کے معنی بیان کرنا ہے۔ مرکب کے اصل معنی کی تعیین عربی زبان کے محاورات سے ہوا کرتی ہے۔

لفظ خاتم النبیین مرکب اضافی ہے لفظ خاتم مضاف ہے اور النبیین مضاف الیہ ہے۔ یہ مرکب اضافی (خاتم النبیین) لغت محاورہ اور مذہب کی ساری تاریخ میں صرف ایک مرتبہ اور صرف ایک ہی وجود باوجود سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کیلئے استعمال ہوا ہے۔

لفظ خاتم النبیین جو کہ دو لفظوں سے مرکب ہے۔ ایک خاتم دوسرا النبیین۔ لفظ خاتم دو طرح سے پڑھا گیا ہے ایک تا کی زبر کے ساتھ دوسرا تا کی زیر کے ساتھ۔ اگر لفظ خاتم تا کی زیر سے ہو تو خاتم اسم آلہ ہے اور اس کے معنی مُہر یا انگوٹھی کے ہیں۔ اور اگر تا کی زیر کے ساتھ خاتم ہو تو یہ اسم فاعل ہے اس کے معنی ختم کرنے والا یا مہر لگانے والا کے ہیں۔ دوسرا لفظ النبیین ہے جو نبی کی جمع ہے النبیین پر الف لام ہے۔ اسے استغراق کا بھی سمجھا جاسکتا ہے اور اسے عہد ذہنی کے لئے بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ پہلی صورت میں سب انبیاء مراد ہوں گے اور دوسری صورت میں خاص انبیاء مراد لئے جائیں گے۔ جیسا کہ اُوپر بیان کیا جاچکا ہے کہ خاتم النبیین مرکب اضافی ہے جو کہ مدح فضیلت کے طور پر بیان ہوا ہے۔ جو کہ لغت محاورہ اور عرب کی تاریخ میں صرف ایک ہی بار ایک ہی وجود باوجود سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کیلئے استعمال ہوا ہے مرکب اضافی کے معنوی کی صحیح تعیین عرب محاورہ سے ہوسکتی ہے۔ عربی محاورہ میں جب ہم دیکھتے ہیں تو ایک مشہور مثال ملتی ہے ابن السبیل کی جو کہ مرکب اضافی ہے۔ اس محاورہ میں خاتم النبیین کی طرح ہی دو لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ ایک ابن جس کے معنی بیٹے کے ہیں اور ایک السبیل جس کے معنی راستہ کے ہیں اب اگر اس محاورہ کے لفظی معنی کئے جاویں تو راستے کا بیٹا بنتا ہے۔ جب کہ ابن السبیل سے مراد مسافر کے ہیں۔

خاتم مرکب اضافی کی مثالیں

۱۔ ابو تمام شاعر کو خاتم الشعراء لکھا ہے (وفیات الاعیان جلد اوّل)

۲۔ ابو الطیب کو خاتم الشعراء کہا گیا ہے۔ (مقدمہ دیوان المتنبی مصری)

۳۔ ابو العلاء المعری کو خاتم الشعراء قرار دیا گیا۔ (مقدمہ دیوان المتنبی مصری)

۴۔ شیخ علی حزین کو ہندوستان میں خاتم الشعراء سمجھتے ہیں۔ (حیات سعدی)

۵۔ حبیب شیرازی کو ایران میں خاتم الشعراء سمجھا جاتا ہے۔ (حیات سعدی)

۶۔ حضرت علیؓ خاتم الاولیاء ہیں۔ (تفسیر صافی سورہ احزاب)

(۷) امام شافی خاتم الاولیاء ہیں۔ (التحفۃ السنیہ صفحہ ۴۵)

(۸) شیخ ابن العربی خاتم الاولیاء تھے۔ (سرورق فتوحات مکیہ)

(۹) کافور خاتم الاکرام تھے۔ (شرح دیوان المتنبی صفحہ ۳۰۴)

(۱۰) امام محمد عبدہ مصری خاتم الائمہ تھے (تفسیر الفاتحہ ۴۸)

(۱۱) سید احمد السنوسی خاتم المجاہدین تھے۔ (اخبار الجامعہ الاسلامیہ فلسطین ۲۷ محرم ۱۳۵۲ھ)

(۱۲) احمد بن ادریس کو خاتم العلماء المحققین کہا گیا۔ (العقد النفیس)

(۱۳) ابو الفضل الالوسی کو خاتم المحققین قرار دیا گیا۔ (سرورق روح المعنی)

۱۴۔ شیخ الازہر سلیم البشریٰ کو خاتم المحققین قرار دیا گیا۔ (الاحرار صفحہ ۳۷۲)

(۱۵) امام السیوطی المحققین لکھا گیا ہے۔ (سرورق تفسیر الاتقاف)

(۱۶) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کو خاتم المحدثین لکھا جاتا ہے۔ (عجالہ نافعہ جلد اوّل)

(۱۷) شیخ الشمس الدین خاتم الحفاظ تھے۔ (التجرید الصریح مقدمہ صفحہ ۴)

(۱۸) سب سے بڑا ولی خاتم الاولیاء ہوتا ہے۔ (تذکرۃ الاولیا صفحہ ۶۲۲)

(۱۹) ترقی کرتے کرتے ولی خاتم الاولیاء بن جاتا ہے۔ (فتوح الغیب صفحہ ۴۳)

(۲۰) شیخ بخیت کو خاتم الفقہاء مانا جاتا ہے۔ (اخبار الصراط المستقیم صفحہ ۲۷ رجب ۱۳۵۴ھ)

(۲۱) شیخ رشید رضی کو خاتم المفسرین قرار دیا گیا ہے۔ (الجامعۃ الاسلامیہ ۹ جمادالثانی سن ۱۳۵۴)

(۲۲) شیخ عبد الحق صاحب خاتمۃ

الفقہاء تھے۔(تفسیر الاکلیل سرورق)

(۲۳) شیخ محمد بخیت خاتمۃ المحققین تھے۔ (الاسلام مصر شعبان ۱۳۵۷ھ)

(۲۴) افضل ترین ولی خاتم الولایت ہوتا ہے۔(مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۲۷۱)

(۲۵) شاہ عبد العزیز صاحب خاتم المحدثین والمفسرین تھے۔

(ہدیۃ الشیعہ صفحہ ۴)

(۲۶) انسان خاتم المخلوقات الجسمانیہ ہے(تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۲ مطبع مصر)

(۲۷) شیخ محمد بن عبد اللہ خاتم الحفاظ تھے۔(رسائل النادرہ صفحہ ۳۰)

(۲۸) علامہ سعد الدین تفتازانی خاتم المحققین تھے۔(شرح حدیث الاربعین صفحہ ۱)

(۲۹) ابن حجر العسقلانی خاتم الحفاظ ہیں۔(طبقات المدلسین سرورق)

(۳۰) مولوی محمد قاسم صاحب کو خاتم المفسرین لکھا گیا۔(اسرار قرآنی ٹائٹل پیج)

(۳۱) امام سیوطی خاتمۃ المحدثین تھے۔
(ہدیۃ الشیعہ صفحہ ۲۱۰)

(۳۲) بادشاہ خاتم الحکام ہوتا ہے۔
(حجۃ الاسلام ۳۰)

(۳۳) آنحضرت ﷺ خاتم الکاملین تھے۔ (حجۃ الاسلام صفحہ ۳۵)

(۳۴) انسانیت کا مرتبہ خاتمہ المراتب ہے اور آنحضرت صلعم خاتم الکمالات ہیں۔
(علم الکتاب صفہ ۱۴۰)

(۳۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم الاصفیا الائمہ ہیں۔
(بقیہ الاحتقدمین صفحہ ۱۸۴)

(۳۶) حضرت علی رضی اللہ خاتم الاوصیا تھے۔(منارہ الہدیٰ صفحہ ۱۰۶)

(۳۷) رسولِ مقبول صلعم خاتم المعلمین تھے۔الصراط السوا مصنفہ علامہ محمد سبطین۔

(۳۸) الشیخ الصدوق کو خاتم المحدثین لکھا ہے۔(کتاب منع لاتحضرہ الفقیہ)

(۳۹) عقلِ انسانی عطیاتِ الٰہیہ وجود زندگی اور قدرت کی خاتم الخلع ہے۔
(تفسیر کبیر رازی جلد صفحہ ۳۱۶)

(۴۰) ابوالفضل شہاب الالوسی کو خاتمۃ الاولیاء لکھا ہے۔(سرورق روح المعانی)

(۴۱) صاحب روح المعانی نے شیخ ابراہیم الکورانی کو خاتمۃ المتاخرین قرار دیا ہے۔(تفسیر روح المعانی جلد ۴۵۳)

(۴۲) مولوی انور شاہ صاحب کاشمیری کو خاتم المحدثین لکھا گیا ہے۔
(کتاب رئیس الاحرار صفحہ ۹۹)

(۴۳) مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں۔

"آپ ہی منتہائے علوم ہیں کہ آپؐ ہی پر علوم کا کارخانہ ختم ہو جاتا ہے۔اسلئے آپؐ کو خاتم الانبیاء بنایا گیا ہے"
(شانِ رسالت صفحہ ۴۸)

اِن استعمالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہلِ عرب اور دوسرے محققین علماء کے نزدیک جب بھی کسی ممدوح کو خاتم الشعراء یا خاتم الفقہاء یا خاتم المحدثین یا خاتم المفسرین کہا جاتا ہے تو اس کے معنی بہترین شاعر، سب سے بڑا فقیہہ سب سے بلند مرتبہ محدث یا مفسر کے ہوتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی تائید میں سلف صالحین اور علماء محققین کا نظریہ پیش کرنے سے پہلے آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد پاک وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا
(ابن ماجہ جلد ا کتاب الجنائز)

کہ اگر میرا بیٹا (ابراہیم) زندہ رہتا تو ضرور صدیق نبی بنتا۔

آیت خاتم النبیین کا نزول ۵ سن ہجری کو ہوا ہے اور ۹ سن ہجری کو آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کی پیدائش ہوئی ہے۔

اگر آیت خاتم النبیین سے کلی طور پر نبوت بند ہوتی تو آپؐ یہ نہ فرماتے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی صدیق بن جاتے۔اگر آیت خاتم النبیین امتی اور ظلی نبی بننے میں روک ہوتی تو آپؐ یہ فرماتے کہ اگر ابراہیم زندہ بھی رہتے تو بھی نبی نہیں بن سکتے تھے کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں لیکن ایسا آپؐ نے نہیں فرمایا بلکہ حدیث وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا سے واضح ہے کہ ابراہیم کے نبی بننے میں آپ کا وفات پا جانا روک بنی نہ کہ آیت خاتم النبیین چنانچہ فرقہ حنفی کے جلیل القدر امام حضرت ملا علی قاریؒ اس حدیث کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

لوعاش ابراھیم ؓ وصار نبیاً وکذا صار عمر ؓ نبیاً لکانا من اتباعه علیه السلام کعیسیٰ والخضر والیاس علیهم السلام فل یناقص قوله خاتم النبیین اذا لمعنی انه لا یاتی نبی بعده ینسخ ملته ولم یکن من امته ویقویه حدیث لوکان موسیٰ علیه السلام حیا ولما وسعه الا اتباعی۔
(موضوعات کبیر ملا علی القاری صفحہ ۵۸۔۵۹)

ترجمہ: یعنی اگر ابراہیمؓ زندہ رہتے اور نبی بن جاتے اس طرح حضرت عمرؓ نبی بن جاتے تو وہ دونوں آنحضرت ﷺ کے متبع یا امتی نبی ہوتے۔جیسے عیسیٰ خضر اور الیاس علیہم السلام ہیں۔یہ صورت خاتم النبیین کے منافی نہیں۔کیونکہ خاتم النبیین کے تو یہ معنی ہیں کہ اب آنحضرت ﷺ کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ قرار دے اور آپ کا امتی نہ ہو۔ان معنوں کی تائید حدیث لوکان موسیٰ حیاً سے بھی ہوتی ہے کہ اگر موسیٰؑ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خاتم النبیین کے معنی خود بیان فرمائے۔

خاتم النبیین اور جماعت احمدیہ:

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔ (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۶)

ختم نبوت کے بارے میں جماعت احمدیہ کا جو موقف ہے وہ کوئی نیا موقف نہیں ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے گذرے ہوئے علماء امت اور بزرگان کرام جو مختلف زمانوں میں آتے رہے ہیں انہوں نے بھی مسئلہ ختم نبوت کے بارہ وہی موقف اختیار کیا ہے جو موقف جماعت احمدیہ کا ہے جس کی تائید میں چند ایک حوالجات بغرض ملاحظہ پیش ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہؓ:

روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادگان حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی تعلیم و تدریس کے لئے ایک شخص حضرت ابو عبد الرحمان سلمی کو تقرر فرمایا: چنانچہ وہ معلم روایت کرتے ہیں:۔

کنتُ اقری الحسن والحسین رضی الله عنهما فمربی علی ابنُ ابی طالب رضی الله عنه وانا اقر هما وقال لی اقرهما وخاتم النبیین بفتح التا۔
(درمنشور مرتبہ امام سیوطی زیر آیت خاتم النبیین)

یعنی میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو تعلیم دیا کرتا تھا ایک دفعہ میں بچوں کو پڑھا رہا تھا تو حضرت علیؓ میرے قریب سے گزرے اور مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو ان کو خاتم النبیین کا لفظ ت کی زبر سے پڑھائیں...

قرآن مجید میں لفظ خاتم النبیین ت کی زبر کے ساتھ آیا ہے۔خاتم کے معنی مہر اور مصدق کے ہوتے ہیں لیکن ت کی زیر کے ساتھ خاتم کی صورت میں عام معنی تو آخری کے ہوتے ہیں اور کبھی کبھی وہ مہر کے معنوں میں استعمال ہو جاتا ہے۔لیکن چونکہ ت کی زیر کی صورت میں غلط فہمی کا احتمال ہوتا ہے اس لئے آپؓ نے کمال دور اندیشی اور بصارت سے اس خطرہ کو سامنے رکھتے ہوئے یہ تاکید فرمائی کہ خاتم النبیین کا لفظ استعمال کرتے وقت ت کی زبر کے ساتھ پڑھا جائے۔آج کل بعض علماء اور مصنفین جان بوجھ کر خاتم النبیین لفظ استعمال کرتے ہیں تا کہ عامۃ المسلمین کو مغالطہ میں ڈالا جائے اس مغالطہ وہی کے خطرے کو بھانپتے ہوئے حضرت علیؓ جنہیں حضرت رسول کریم ﷺ کی بہت زیادہ قربت اور صحبت حاصل تھی اور جسمانی اور روحانی لحاظ سے گہرے روابط تھے انہوں نے اُمت محمدیہ کو حضرت عبد الرحمن بن سلمی کے ذریعہ یہ تاکید فرمائی کہ وہ خاتم النبیین کو زبر کے ساتھ استعمال کریں نہ کہ زیر کے ساتھ۔جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ خاتم کے معنی نبیوں کے مہر کے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی تصدیقی مہر کے بغیر نبی نہیں بن سکتا۔وہی شخص نبی بن سکتا ہے جو آپ سے فیضیاب اور آپ کا شاگرد اور خادم ہو۔چنانچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

"اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا ہے۔یعنی آپ کو افاضۂ کمال کیلئے مہر دی۔جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔

اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"
(حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۹۷)

حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ

دوسرے نمبر پر حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کا ارشاد اس سلسلہ میں قابل ذکر ہے جن کے متعلق حضرت نبی کریم ﷺ کی یہ ہدایت ہے کہ دین کا نصف حصہ ان سے سیکھ سکتے ہو اور جن کے متعلق روایتوں میں آتا ہے کہ صحابہ کرام کو بھی کوئی علمی مشکل درپیش ہوتی تو ان کے پاس اس مشکل مسئلہ کے حل کیلئے آیا کرتے تھے آپ فرماتی ہیں۔

" قولوا انه خاتم النبيين ولا تقولوا لا نبی بعده"
(درمنثور وتکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

یعنی اے مسلمانو! تم حضور اقدس ﷺ کو خاتم النبیین تو کہہ سکتے ہو لیکن یہ نہیں کہنا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔

آنحضرت ﷺ کے مقام ختم نبوت کا سارا فلسفہ اس ایک فرمان میں نظر آتا ہے مسلمانوں کے ذہن میں حدیث لا نبی بعدی کا جو غلط مفہوم ہے کہ آپؐ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ آپؐ کے اس فرمان نے اس کی دھجیاں اڑا دی ہیں اور واضح رنگ میں بتایا ہے کہ خاتم النبیین کے معنے نبیوں کی مہر اور مصدق کے ہیں اور اس کے معنے ہرگز یہ نہیں کہ آپؐ ہر قسم کی نبوت کو ہمیشہ کے لئے بند کرنے کیلئے آئے ہیں اور آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی متوفی ۶۲۸ھ

امت مسلمہ کے ایک بہت بڑے بزرگ اور رئیس الصوفیاء حضرت شیخ الاکبر کے بصیرت افروز ارشادات مقام ختم کے سلسلہ میں درج ذیل ہیں آپؒ فرماتے ہیں:۔

ان النبوة التی انقطعت بوجود رسول الله ﷺ انما هی النبوة التشريع لا مقامها فلا شرع يكون ناسخا لشرعه ﷺ ولا يزيد فی شرعه حكما آخر وهذا معنی قوله ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی يكون علی شرع يخالف شرعی بل اذا كان يكون تحت حكم شريعتی ولا رسول ای لا رسول بعدی الی احد من خلق الله بشرع يدعوهم اليه فهذا هو الذی انقطع وسد بابه لا مقام النبوة۔ (فتوحات مکیہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۷۲)

یعنی وہ نبوت جو آنحضرت ﷺ کے وجود پر ختم ہوتی وہ صرف تشریعی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت پس آنحضرت ﷺ کی نبوت کو منسوخ کرنے والی کوئی شریعت نہیں آسکتی اور نہ اس میں کوئی حکم بڑھا سکتی ہے۔ اور یہی معنے ہیں آنحضرت ﷺ کے اس قول کے کہ رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی اور لا رسول بعدی ولا نبی یعنی میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت کے خلاف کسی اور شریعت پر ہو۔ ہاں اس صورت میں نبی آسکتا ہے کہ وہ میری شریعت کے حکم کے ماتحت آئے اور میرے بعد کوئی رسول نہیں یعنی میرے بعد دنیا کے کسی انسان کی طرف کوئی ایسا رسول نہیں آسکتا۔ جو شریعت کو لے کر آوے اور لوگوں کو اپنی طرف بلانے والا ہو پس یہ نبوت کی وہ قسم ہے جو بند ہوئی اور اس کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ ورنہ مقام نبوت بند نہیں نیز اس کتاب میں دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

" فَالنُّبُوَّةُ سَارِيَةٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِي الْخَلْقِ وَإِنْ كَانَ التَّشْرِيعُ قَدْ انْقَطَعَ فَالتَّشْرِيعُ جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ"
(فتوحات مکیہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۰۰ باب ۷۳ نمبر ۸۲)

یعنی دنیا میں نبوت قیامت کے دن تک جاری رہے گی البتہ شریعت کا نزول ختم ہو چکا ہے اور شریعت نبوت کے اجزا میں سے ایک جزو ہے۔

حضرت امام محمد طاہرؒ اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کے مذکورہ ارشادات میں نہایت واضح رنگ میں مذکور ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد صرف نئی شریعت لیکر کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ گویا کہ شریعت والی نبوت کا دروازہ بند ہے اور بلا شریعت کے نبی آسکتے ہیں۔ اور آپؐ کے بعد جو بھی نبی آئیں گے وہ شریعت محمدی کے تابع ہو کر آئیں گے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ متوفی ۱۱۷۶ھ

آپ بارہویں صدی ہجری کے مجدد مانے گئے ہیں اور آپ کے وسیع علم و فضل کا ہر کوئی معترف و مداح ہے آپ حقیقت ختم نبوت پر یوں بیان فرماتے ہیں۔

ختم به النبيون ای لا يوجد بعده من يامره الله سبحانه بالتشريع علی الناس۔ (تفہیمات الٰہیہ تفہیم صفحہ ۵۳)

یعنی آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ آپ کے بعد کوئی ایسا ربانی مصلح نہیں آسکتا جسے خدا تعالیٰ کوئی نئی شریعت دے کر مبعوث فرمائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے آنحضرت ﷺ کے بعد جس چیز کا دروازہ بند قرار دیا ہے۔ وہ صرف شرعی نبوت ۔۔۔۔ ہے اور یہی جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے۔

حضرت علامہ احمد نوویؒ

فرماتے ہیں:۔

هو خاتم الانبياء المرسلين فلا نبی بعده ابداً وشريعته باقية الی قيام الساعة ناسخة لشريعة غيره ولا ينسخها شريعة غيره... ولا يشكل ذلك بنزول سيدنا عيسیٰ عليه السلام فی آخر الزمان الا انه انما ينزل حاكما بشريعة نبينا متبعا له۔ (شرح عقیدہ العوام)

یعنی حضرت نبی کریم صلعم خاتم النبیین ہیں آپؐ کے بعد کوئی نئی شریعت والا نبی نہیں آئے گا۔ آپ کی شریعت قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔ اور دیگر تمام شریعتیں منسوخ ہو جائیں گی اور اس شریعت کو کوئی دیگر شریعت منسوخ نہیں کرسکتی۔ اور یہ بات نزول عیسیٰ علیہ السلام کے لئے رکاوٹ نہیں ہوگی۔ کیونکہ آپ شریعت محمدی کے سابق حکم چلانے والے ہوں گے۔ اور آپ کے متبع ہوں گے۔

اس سے واضح ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شریعت محمدی ﷺ کو جاری کرنے اور اس ک مطابق فیصلہ کرنے والے ہوں گے اور آپ خود بھی ایک تابع نبی ہوں گے کیونکہ حضرت امام سیوطیؒ کا یہ قول ہے۔

من قال بسلب نبوته كفر حقًا فانه نبی لا يذهب عنه وصف النبوة
(حج اکرامہ صفحہ ۴۳۱)

یعنی جو شخص یہ کہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہیں ہوں گے وہ پکا کافر ہے کیونکہ آپؑ خدا کے ایک نبی تھے اور یہ نبوت کا وصف آپؑ سے کسی صورت میں جدا نہیں ہوسکتا۔

اب تک اسلام کے ابتدائی اور وسطی زمانوں اور گیارھویں بارھویں صدی کے بعض علما صلحاء صوفیاء اور مجددین کے اقوال اور ارشادات ہی پیش کئے گئے ہیں۔

اب آیئے! عرصہ جدید کے عارفین باللہ اور علماء کرام کے ارشادات اور خیالات اس ضمن میں ملاحظہ ہوں۔

حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنویؒ

فرماتے ہیں:۔

" آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اور بعد آپ کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں۔ البتہ صاحب شرع جدید کا ہونا ممتنع ہے"۔
(دافع الوساوس صفحہ ۱۶)

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی مدرسہ دارالعلوم دیوبند متوفی ۱۸۸۹ھ

آپؒ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے چند سال قبل اہل بصیرت بزرگوں میں سے تھے حقیقت ختم نبوت کی تشریح کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

" عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپؐ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کوئی فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے؟ ہاں اگر اس وصف کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہیئے اور اس مقام کو مقامِ مدح قرار نہ دیجیئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخرِ زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی"۔
(تحذیر الناس مطبوعہ سہارنپور صفحہ ۳)

پھر اسی کتاب میں دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

" اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا" (تحذیر الناس صفحہ ۲۸)

محترم بانی دارالعلوم دیوبند نے کس وسعتِ قلب اور وسعت نظر سے ختم نبوت کی تشریح فرمائی ہے کاش کہ علماء دیوبند اپنے اس بزرگ کے ارشادات پر نظر غائر سے غور فرمائیں

قرآن مجید کی تعلیمات احادیث نبویہ بزرگان سلف کے ارشادات آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ثابت کرتے ہیں جو کہ بالکل درست اور برحق ہے کسی مسلمان کو اس سے انکار نہیں ہوسکتا بلکہ ایک مسلمان عقیدہ ختم نبوت سے انکار کی جرأت تک نہیں کرسکتا۔ جماعت احمدیہ بھی آنحضور ﷺ کو بدل وجان خاتم النبیین مانتی ہے اور اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اُمت محمدیہ میں ایک مسیح کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے اس مسیح اور مہدی نے فیضان خاتم النبیین کو دنیا میں عام کرنا ہے قرآنی تعلیمات کو ثریا سے واپس لانا تھا یہی موقف جماعت احمدیہ کا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اتباع اور غلامی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اسلام کو زندہ کرنے کیلئے فیضان خاتم النبیین کو عام کرنے کی غرض سے سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا۔ چونکہ شریعت کامل تھی اس کامل شریعت محمدیہ کی آبیاری کیلئے آپ کو غیر شرعی امتی نبی کے مقام پر سرفراز فرمایا جو کہ قرآنی تعلیمات احادیث اور بزرگان سلف کے نظریات کے عین مطابق ہے۔

فیضان ختم نبوت کو بند کرنے کے نقصانات:

قرآن کریم عالم انسانیت کے لئے ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو آج سے چودہ سو سال قبل ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا چونکہ یہ بنی نوع انسان کے لئے تا قیامت دائمی شریعت ہے اور ایک ابدی لائحہ عمل ہے اس ابدی لائحہ عمل کی آبیاری اور حفاظت کا کام اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ○ (الحجر:١٠)

یعنی ہم نے ہی اس عظیم دستور کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی ہر پہلو سے حفاظت کرتے رہیں گے۔

قرآن کریم اور احادیث میں بعض پیشگوئیاں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کی مذہبی، اخلاقی، سیاسی اور تمدنی حالت بہت گر جائے گی اور وہ زمانہ اسلام کیلئے نہایت ہی تنزل اور انحطاط کا زمانہ ہوگا۔ اس زمانہ میں جب کہ ظهر الفساد فی البر والبحر کا نظارہ ہوگا اسلام صرف نام کا باقی رہ جائے گا جیسا کہ حدیث شریف میں سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے فرمایا:

”یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمه ولا یبقی من القرآن الا رسمه۔

کہ اسلام صرف نام کا باقی رہ جائے گا اور قرآن کریم کے صرف الفاظ ہی باقی رہ جائیں گے ایسے دور میں اسلام اور اُمۃ مسلمہ کی سربلندی کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے امام مہدی جسے مسیح موعودؑ کا خطاب بھی دیا گیا مبعوث فرمایا۔

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مقام مہدیت اور مسیحیت کے عظیم مقام سے سرفراز فرمایا اور منشاء الٰہی اور الہام الٰہی سے آپ نے غلب اسلام اور امت محمدیہ کی سربلندی کیلئے حقائق و معارف کے ایسے دریا بہا دیئے جن کا سامنا کرنے کی کسی میں ہمت و جرأت نہیں ہے۔ آج جماعت احمدیہ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے اس عظیم روحانی فرزند کی تعلیمات وارشادات، الہامات، معارف وحقائق کی روشنی میں خلافت احمدیہ کے زیر سایہ مشرق سے مغرب شمال سے جنوب بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ زمین سے آسمان تک اسلام کی سربلندی کا پرچم لہرا رہی ہے۔ وہیں مسلمانان عالم کا یہ حال ہے کہ وہ ایک دوسرے کے عقائد کو ایک دوسرے سے افراد کو ایک قوم دوسری قوم کو ایک ملک دوسرے ملک کو تباہ و برباد کرنے میں شب روز مصروف ہے اور یہ سب تباہی و بربادی صرف اور صرف اس وجہ سے کہ مسلمانان عالم نے فیضان نبوت کو بند کر کے موعود زمانہ کی ہدایات، تعلیمات ارشادات، معارف وحقائق کو سننے سے اپنے کان ہی بند کر دیئے۔

غلبہ اسلام، اُمت مسلمہ کی سربلندی موجودہ زمینی مصائب وآفات سے نجات کا واحد راستہ موعود اقوام عالم حضرت مسیح موعود ومہدی معہود کے الٰہی پرچم کے نیچے آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانان عالم کو یہ حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

❁❁❁

محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مصطفیٰ ہے مجتبیٰ ہے

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ)

٦ نومبر ١٩٣٢ء کو قادیان میں جلسہ سیرۃ النبیؐ کے موقع پر ایک مشاعرہ ہوا۔ جس میں مصرع تھا ”محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے“ وہاں ایک طالب علم نے نہایت خوش الحانی سے یہ نظم پڑھی۔ سامعین پر اس کا اس قدر اثر ہوا کہ بے ساختہ سب کی زبانوں پر درود شریف جاری ہوگیا اور بعض آبدیدہ ہوکر جھومنے لگے۔

محمدؐ مصطفےٰ ہے مجتبیٰ ہے — محمدؐ مہ لِقا ہے دِل رُبا ہے
محمدؐ جامعِ حُسن و شمائل — محمدؐ مُحسنِ ارض و سما ہے
کمالاتِ نبوت کا خزانہ — اگر پوچھو تو ختم الانبیاء ہے
شریعت اُس کی کامل اور مدلّل — غذا ہے اور دُعا ہے اور شفا ہے
مبارک ہے یہ آنحضرتؐ کی اُمّت — کہ عالم اس کا مثلِ انبیاء ہے
وہ سنگِ گوشہ ٔ قصرِ رسالت — یہی تورات نے اس کو لکھا ہے
گرا جس پر ہوا وہ چورا چورا — گرا جو اس پہ خود ٹکڑے ہوا ہے
کہا ہے سچ مسیحؑ ناصری نے — نُزول اس کا نُزولِ کبریا ہے
نہیں دیکھا ہے ان آنکھوں نے اس کو — مگر دیکھا مثیلِ مصطفےٰؐ ہے
مِرے تو ظِلّ سے ہی جب اُڑ گئے ہوش — تو پھر اصلی خدا جانے کہ کیا ہے

کروں کیا وصف اُس شمس الضحیٰ کا
کہ جس کا چاند یہ بدرُالدّجےٰ ہے

محمدؐ نیّرِ راہِ ہُدیٰ ہے — محمدؐ شافعِ روزِ جزا ہے
محمدؐ فخرِ شانِ آدمیت — محمدؐ مظہرِ ذاتِ خدا ہے
محمدؐ باعثِ تکوینِ عالم — جسے لَولاک خالق نے کہا ہے
محمدؐ مالِکِ مُہرِ نبوت — ”نبی گرؐ“ اس لئے کہنا روا ہے
محمدؐ پیکرِ عصمت سراسر — کہ ہر بات اُس کی وحیؔ بے خطا ہے
محمدؐ قابَ قوسینِ محبت — شفیعِ وصلِ انسان و خدا ہے
محمدؐ رحمۃ للعالمیں ہے — عدُو تک جس کے اِحساں سے دبا ہے
محمدؐ حاملِ توحیدِ باری — جو عالم کے لئے رازِ بقا ہے
محمدؐ صاحبِ اخلاقِ کامل — جمالی اور جلالی ایک جا ہے
ہر اِک حالت سے گزرا جب کہ وہ خود — تو ہر اک خُلق بھی دِکھلا دیا ہے
محمدؐ راز دانِ علمِ یزداں — کہ باطِل جس سے سحرِ فلسفہ ہے

محمدؐ قاسمِ اِنعامِ کوثر
ہر اِک نعمت جہاں بے انتہا ہے

ثنا کیا ہوسکے اس پیشوا کی — کہ پیرو جس کا محبوبِ خدا ہے
ہُدیٰ اور دینِ حق کا لے کے ہتھیار — ہر اک ملّت پہ وہ غالب ہوا ہے
عَلَم بردارِ آئینِ مُساوات — بڑا اِحسان دُنیا پر کیا ہے
اُٹھایا خاک سے روندے ہوؤں کو — ہر اک جانب سے شورِ مرحبا ہے
ہوا قرآن اُس کے دِل پر نازِل — وہ دِل کیا ہے کہ عرشِ کبریا ہے
وہی زندہ نبی ہے تا قیامت — کہ لنگر فیض کا جاری سدا ہے
امامِ سالِکانِ برق رَفتار — کہ سِدرہ ایک شب کی مُنتہیٰ ہے
درندے بن گئے انسانِ کامل — اثر صُحبت کا خود اک معجزہ ہے
یتیمی سے شہنشاہی پہ پہنچا — مگر پھر بھی وہی عجز و دُعا ہے
غرض سچ مچ محمدؐ ہے محمدؐ — جبھی تو چار سُو صلِّ علیٰ ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

(اخبار فاروق ١٤ر نومبر ١٩٣٢ء)

"ختم نبوت" کے متعلق بعض ایمان افروز واقعات

شیخ مجاہد احمد شاستری۔ ایڈیٹر بدر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "جو کوئی اپنی زندگی بڑھانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ نیک کاموں کی تبلیغ کرے اور مخلوق کو فائدہ پہنچائے"۔ (الحکم قادیان 26/اگست 1903ء)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو جلسہ سالانہ برطانیہ اور جلسہ سالانہ جرمنی 2009ء کے اختتامی خطابات میں نہایت ہی پُرشوکت الفاظ میں تبلیغ اسلام و احمدیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔

ہم تمام قارئین بدر کے لئے اور خصوصاً داعیان الی اللہ کے فائدہ کے لئے علمائے سلسلہ کے بعض دلچسپ تبلیغی واقعات شائع کر رہے ہیں جن سے نہ صرف مخالفین کے اعتراضات اور ان کے جوابات سے آگاہی ہوتی ہے بلکہ دلائل کو پیش کرنے کا اسلوب بھی عطا ہوتا ہے۔

(مدیر)

حضرت مولوی محمد حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیر بدیع الزماں شاہ پونچھی سے مناظرہ بابت ہر نبوت:

حضرت مولوی محمد حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب میری یادیں حصہ اول صفحہ 154 میں پیر بدیع الزماں شاہ پونچھی کے شوق مناظرہ کا ذکر کرتے ہوئے بعنوان "ختم نبوت کے معنی" تحریر کرتے ہیں

"دوسرے دن پیر جی بڑے طمطراق سے آئے۔ ہم پہلے ہی موجود تھے۔ کافی لوگ مناظرہ سننے کے لئے آ کٹھے ہو گئے۔۔ ذیلدار، نمبردار اور سپاہی بھی آ گئے۔ آج دونوں مناظروں میں مدعی میں تھا۔ کافی آیات پڑھ کر سنائیں۔ پیر جی نے آیت خاتم النبیّن پڑھی۔ میں نے کہا اب اس کے معنی ایسے کرنا جس کی قرآن پاک سے تائید ہوتی ہو۔ کہیں قرآن میں اختلاف نہ ثابت کر دینا ورنہ آریہ اور عیسائی سچے ہو جائیں گے۔ اور **لوجدوا فیھا اختلافاً کثیراً** کے بھی خلاف ہو جائے گا۔ اس معاملہ میں بڑے ہوش کی ضرورت ہے۔ پیر صاحب کہنے لگے میں وہی معنی کرونگا جو حضرت مرزا صاحب نے کئے تھے۔

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

اب اس "ہر" کا جواب دے دو، تو یہ میرے چار گھوڑے ہیں یہ چاروں آپ کو اسی مجلس میں بطور انعام دے دئے جائیں گے۔ اب اِدھر اُدھر کی باتوں سے نا ٹالنا اور میرے "میرے ہر نبوت را برو شد اختتام" کا جواب دو۔ ہمارے احمدی دوست کچھ گھبرائے تو میں نے کہا پیر صاحب کلیہ تو یہی ہے نہ کہ اپنے کلام کے جو معنی خود متکلم کرے وہ صحیح ہوتے ہیں۔ پیر صاحب بولے بیشک ٹھیک ہے۔ میں نے کہا پیر صاحب آپ کو "ہر" کا جواب دو حرفوں میں دیتا ہوں۔ ذرہ وہی درثمین فارسی پھر نکالیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

پیر صاحب فارسی کے منشی فاضل تھے۔ فوراً سمجھ گئے کہ ٹھیک ہے۔ میں نے کہا دوستو پیر صاحب کے گھوڑے کھول کر اِدھر لے آو۔ پیر صاحب کی ہوائیں اڑ گئیں اور مجلس میں شور مچ گیا کہ پیر صاحب ہار گئے۔ پیر صاحب میں مزید مناظرہ کرنے کی سکت کہاں باقی تھی! مجھ سے کہنے لگے میں پونچھ سے مولوی لا کر مناظرہ کراؤں گا۔ اب مناظرہ ختم ہے اور السلام علیکم کہہ کر چل دئے۔ میں پیر صاحب کو آوازیں دیتا رہا کہ پیر جی ابھی مناظرہ کا کافی وقت باقی ہے مگر ذیلدار، نمبردار اور سپاہی کہنے لگے کے مولوی صاحب پیر صاحب کو جانے دیں۔ بعد میں واپس آئے اور منتیں کرنے لگے کہ گھوڑے واپس کر دیں۔ میں نے کہا کہ پہلے مجھے یہ تحریر لکھ کر دیں کہ یہ قادیانی مولوی کے گھوڑے ہیں۔ کہنے لگا اچھا اب آپ مجھے معاف کر دیں۔ یہ آپ ہی کے گھوڑے ہیں۔ اس کی منتیں دیکھ کر میں نے گھوڑے واپس کر دئے۔

اس مناظرہ کا تمام علاقہ میں بہت اچھا اثر ہوا وہ پیر جی جس طرف بھی دورہ پر گئے مشہور کرتے گئے کہ وہ قادیانی مولوی بڑا عالم ہے وہ میں ہی ہوں جس نے ان کے ساتھ جھڑپیں برداشت کر لیں اور کس کی طاقت ہے کہ اس کے ساتھ مناظرہ کر سکے۔ غرض کہ تمام علاقہ کے مولوی دب گئے اور میرا خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں بڑا رعب قائم ہو گیا۔"

(بحوالہ میری یادیں حصہ اول حضرت مولوی محمد حسین صاحب صفحہ 154۔155 سن اشاعت طبع سوم 2008ء)

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ ولد شیخ مسیتا صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عصر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد مبارک میں ہی تشریف فرما ہوئے تو ایک نئے دوست نے عرض کی کہ حضور ہمارے گاؤں میں ایک مولوی صاحب آئے اور رات کو کوٹھے پر کھڑا کر کے غیر احمدیوں نے اُن سے وعظ کرایا۔ ہم بھی گئے تو اُس مولوی نے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ والی حدیث پڑھ کر اُس میں لوگوں کو خوب جوش دلایا اور بار بار کہا دیکھو لوگو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور مرزا صاحب قادیان والے کہتے ہیں کہ میں نبی ہوں اور رسول ہوں۔ پھر پنجابی میں کہنے لگا "دَسّو اسی کی کریئے" تو کہتے ہیں کس طرح مرزا صاحب کو نبی رسول مان لیں؟ کہتے ہیں مَیں کھڑا ہو گیا اور اُس سے کہا مولوی صاحب! آپ یہ بتائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کے بارے میں بھی یہ فرمایا ہے کہ اس کے بعد کوئی مسجد نہیں ہوگی۔ اس کے کیا معنی کریں گے۔ جو معنی آپ اس مسجد والی حدیث کے کریں گے وہی معنی ہم لَا نَبِیَّ والی حدیث کے کریں گے اور آپ کو یہ بتلا دیں گے کہ جو نبی آپ کی لائی ہوئی شریعت کو منسوخ کرے گا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کو منسوخ کرے گا، وہ نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت تو آخری شریعت ہے۔ اس لئے اس کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا نبی نہیں آ سکتا۔ خیر وہ مولوی صاحب کہتے ہیں اس بات پر بھونچکا سا ہو گیا اور گالیاں دینے لگ گیا۔ جب جواب نہ ہو تو یہی ہوتا ہے۔ پھر مَیں نے کہا مولوی صاحب! آپ کی گالیوں کا جواب ہم نہیں دیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دوست کی یہ باتیں سن کر بہت خوش ہوئے اور بڑے مسکرائے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 91-90 روایت حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ)

(بحوالہ خطبہ جمعہ فرمودہ 16 مارچ 2012۔ اخبار بدر 10 مئی 2012)

حضرت مولانا قاضی محمد نذیر صاحب

درود شریف کے حوالہ سے مسئلۂ ختم نبوت کا فیصلہ

حضرت قاضی محمد نذیر صاحب فاضل تحریر کرتے ہیں کہ:

✿...... ایک اور واقعہ سنئے۔ سرگودہا کے ضلع میں مولوی محمد صاحب ساکن لنگر مخدوم سے دو دن میرا ختم نبوت پر مباحثہ ہوا۔ انہوں نے بھی اپنی طرف سے ایک ثالث مقرر کر رکھا تھا جو ایک تعلیم یافتہ غیر از جماعت نوجوان تھا۔ آخری ٹرن میں مَیں نے مولوی صاحب سے کہا۔ مولوی صاحب! عجیب بات ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے سامنے تو روزانہ یہ دعا مانگتے ہیں کہ خدایا نبی بھیج، خدایا نبی بھیج اور میرے ساتھ کل سے آپ بحث یہ کر رہے ہیں کہ اُمت محمدیہ میں کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس پر مولوی صاحب جھنجھلا کر بولے: کب یہ دعا مانگتا ہوں۔ مَیں نے کہا مولوی صاحب آپ پانچوں وقت نماز میں یہ دعا مانگتے ہیں۔ ذرا درود شریف پڑھئے جو آپ نماز میں پڑھا کرتے ہیں۔ مَیں نے جب مولوی صاحب سے درود شریف پڑھوایا اور تمام مجمع کے سامنے

ترجمہ کروایا جو یہ تھا:۔

اے اللہ! محمدؐ رسول اللہ اور آپ کی آل پر وہ رحمت بھیج جو تو نے حضرت ابراہیمؑ اور اس کی آل پر بھیجی ہے۔ بیشک تو حمید مجید ہے۔ اور اے اللہ! تو رسول اللہ اور آپ کی آل کو وہ برکت دے جو تو نے ابراہیمؑ اور ان کی آل کو دی ہے۔

ان کے یہ ترجمہ کرنے پر مَیں نے کہا مولوی صاحب اس رحمت اور برکت میں تو نبوت بھی داخل ہے کیونکہ آل ابراہیم میں نبی بھی آئے ہیں۔

میری یہ بات سن کر ثالث مباحثہ کہنے لگے آپ ذرا بیٹھ جائیں مَیں خود مولوی صاحب سے بعض باتیں پوچھنا چاہتا ہوں ۔اس پر مَیں بیٹھ گیا اور ثالث نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ: کیا اس رحمت و برکت سے حلوہ مانڈا مراد ہے یا کوئی روحانی رحمت اور برکت؟ مولوی صاحب نے کہا: روحانی رحمت برکت ہی مراد ہے۔

اس پر ثالث نے کہا: اس رحمت برکت کا نام لیجئے جو آل ابراہیم کو ملی تھی؟

مولوی صاحب نے کہا کہ آل ابراہیم میں بڑے بڑے اولیاء پیدا ہوئے۔

ثالث نے کہا: الحمد للہ تو پھر اس دعا کے نتیجہ میں آل محمد ﷺ میں بھی اولیاء پیدا ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

مولوی صاحب نے کہا: ہاں ہو سکتے ہیں۔

پھر ثالث نے پوچھا کہ کسی اور رحمت اور برکت کا نام لیجئے جو آل ابراہیم کو ملی تھی؟

مولوی صاحب نے کہا کہ آل ابراہیم میں بڑے بڑے مقربین بارگاہ الٰہی پیدا ہوئے۔

ثالث نے کہا: اچھا اس دعا سے آل محمد ﷺ میں بھی مقربین بارگاہِ الٰہی پیدا ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ مولوی صاحب نے کہا ضرور پیدا ہو سکتے ہیں۔

اس پر ثالث نے کہا: اب ایک آخری بات بتایئے۔ کیا آل ابراہیم میں کوئی نبی بھی ہوا یا نہیں؟

اس پر مولوی صاحب نے کہا نبی بھی ہوئے ہیں۔ یہ جواب سنتے ہی ثالث نے کہا تو پھر میری ڈگری آپ کے خلاف ہے اور مَیں قاضی صاحب کے حق میں ڈگری دیتا ہوں کہ اس دعا کے نتیجہ میں آل محمد ﷺ میں نبی بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔

اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ یہ شخص قاضی محمد نذیر سے مل گیا ہے۔

مَیں نے کہا: مولوی صاحب نے سچ فرمایا ہے۔ کل یہ آپ کے ساتھ ملا ہوا تھا آج یہ میرے ساتھ مل گیا ہے اور مَیں نے دلائل کے زور سے آپ سب کے سامنے اسے اپنے ساتھ ملایا ہے، نہ رشوت دے کر۔ یہ ثالث خدا تعالیٰ کے فضل سے بعد میں احمدی ہو گیا۔ فالحمد للہ۔ اس ثالث کا نام رائے خان محمد بھٹی تھا جو اب فوت ہو چکے ہیں۔

ایک شیعہ عالم سے ختم نبوت کے موضوع پر گفتگو

✿......مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شیعہ مناظر سے میرا ایک تحریری تبادلہ خیالات ختم نبوت کے موضوع پر ہوا ۔ مولوی صاحب موصوف نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے خلاف اپنے تحریری پرچہ میں لکھا کہ چونکہ مرزا صاحب اپنے آپ کو نبی قرار دیتے ہیں اور خاتم النبیّین کے بعد کوئی نبی آ نہیں سکتا اس لئے وہ اپنے دعویٰ میں حق پر نہیں ہیں۔

مَیں نے انہیں جواباً لکھا کہ آپ کے بزرگ تو تسلیم کرتے ہیں کہ امام مہدی رسول ہیں۔ چنانچہ آیت هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (الصف:10) کے بارہ میں بحار الانوار جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 12 میں لکھا ہے:۔

نَزَلَتْ فِی الْقَائِمِ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ ۔یعنی یہ آیت امام مہدی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور نیز غایۃ المقصود جلد 2 صفحہ 123 میں لکھا ہے "مراد از رسول در ینجا امام مہدی موعود است"۔ یعنی اس آیت میں رسول سے مراد امام مہدی موعود ہے۔

اس پر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے لکھا کہ ہمارے بزرگوں نے بے شک امام مہدی کو رسول لکھا ہے مگر امام مہدی رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ضم کر کے رسول ہیں۔ اس پر مَیں نے انہیں لکھا کہ آپ نے امام مہدی کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ ضم کر کے رسول قرار دیا ہے اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا دعویٰ مہدی موعود کا ہے۔ لہٰذا آپ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے خلاف نبوت کی بحث کر سکتے ہیں کہ وہ مہدی موعود کس طرح ہیں۔ ہم تو انکی نبوت کو ظلّی مانتے ہیں اور ظل اصل سے الگ نہیں ہوتا۔ پس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ظلّی نبوت آنحضرت ﷺ کے ساتھ ضم ہے، الگ نہیں۔ اس پر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب آج تک خاموش ہیں۔

ختم نبوت کی دو حصوں میں تقسیم

جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث مولوی محمد اسمٰعیل کاندھلوی صاحب سے مسئلہ ختم نبوت پر دلچسپ گفتگو

حضرت قاضی محمد نذیر صاحب فاضل تحریر کرتے ہیں کہ:

✿ . . . ایک دفعہ مجھے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کاندھلوی شیخ الحدیث جامع اشرفیہ سے ان کی قیام گاہ پر ملاقات کا موقع میسر آیا تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ مولانا آپ نے اپنی کتاب مِسْكُ الْخِتَامِ فِیْ خَتْمِ النُّبُوَّۃِ میں خاتم النبیّین کے معنی آخری نبی کئے ہیں۔ حالانکہ آخری نبی آپ حضرت عیسیٰؑ کو مانتے ہیں کیونکہ آپ ان کے دوبارہ آنے کے قائل ہیں اور انہیں نبی مانتے ہیں۔

مولوی صاحب موصوف نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم آنحضرت ﷺ کو آخری نبی پیدا ہونے کے لحاظ سے مانتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہونے کے لحاظ سے آخری نبی نہیں ہیں اس لئے وہ رسول کریم ﷺ کے بعد آسکتے ہیں۔ اس پر مَیں نے کہا مولانا! یہ عقیدہ تو بڑا خطرناک ہے۔ اس پر مولانا نے فرمایا: اس میں کیا خطرہ ہے؟ مَیں نے کہا: جناب خطرہ یہ ہے کہ اس عقیدہ سے ختم نبوت دو نبیوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ آدھے آخری نبی آنحضرت ﷺ قرار پاتے ہیں اور آدھے حضرت عیسیٰؑ قرار پاتے ہیں ۔کیونکہ پیدا ہونے کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ آخری نبی ہوئے اور لمبی عمر پانے اور نور نبوت سے سب سے آخر میں مستفیض کرنے کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ آخری نبی قرار پائے ۔پس آنحضرت ﷺ پورے آخری نبی تو نہ ہوئے اور خاتم النبیّین بمعنے آخری نبی کے وصف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریک ہو گئے۔ اس پر مولوی صاحب مہر بلب ہو گئے۔

لاہوری فریق اور ختم نبوت

✿......آجکل احمدیوں کا لاہوری فریق یہ کہتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان معنوں میں خاتم النبیّین ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی ظاہر نہیں ہوسکتا۔ حالانکہ ان کے مرشد جنہیں یہ مسیح موعود اور مہدی موعود مانتے ہیں صاف فرما چکے ہیں:۔

"مجھے خدا تعالیٰ نے میری وحی میں بار بار اُمّتی کر کے بھی پکارا ہے اور نبی کر کے بھی پکارا ہے۔ اور ان دونوں ناموں کے سننے سے میرے دل میں نہایت لذت پیدا ہوتی ہے۔ اور میں شکر کرتا ہوں کہ اس مرکب نام سے مجھے عزت دی گئی۔ اور اس مرکب نام کے رکھنے میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تا عیسائیوں پر ایک سرزنش کا تازیانہ لگے کہ تم تو عیسیٰ بن مریم کو خدا بناتے ہو مگر ہمارا نبی ﷺ اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی اُمّت کا ایک فرد نبی ہوسکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے حالانکہ وہ اُمّتی ہے"۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 355)

نیز لکھتے ہیں:۔

"بجز اس (خاتم النبیّین) کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ۔ایک وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُمّتی ہونا لازمی ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 30)

لاہوری فریق کے لیڈر مولوی محمد علی صاحب قادیان کے زمانہ میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مدعی نبوت ہی قرار دیتے رہے ہیں۔ چنانچہ مولوی کرم دین صاحب جہلمی کے استغاثہ والے مقدمہ میں عدالت میں بطور گواہ پیش ہو کر مولوی صاحب نے یہ حلفیہ بیان دیا کہ:

"مکذّب مدعی نبوت کذّاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحب ملزم مدعی نبوت ہے۔"

(مثل استغاثہ مولوی کرم دین جہلمی)

✿......ایک دفعہ راولپنڈی میں لاہوری فریق کے مناظر میر مدثر شاہ صاحب گیلانی نے ختم نبوت کے موضوع پر تقریر کی اور خاتم النبیّین کے معنی آخری نبی قرار دیئے ۔تقریر کے بعد سوالات کا موقع دیا۔ خاکسار نے اٹھ کر کہا: جناب میر صاحب نے تصویر کا صرف ایک رخ پیش کیا ہے۔ اب اس کا دوسرا

رخ میں پیش کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خطبہ الہامیہ میں فرمایا ہے:۔

"اِنِّیْ عَلٰی مَقَامِ الْخَتْمِ مِنَ الْوِلَایَۃِ کَمَا کَانَ سَیِّدِیَ الْمُصْطَفٰی عَلٰی مَقَامِ الْخَتْمِ مِنَ النُّبُوَّۃِ۔"

(خطبہ الہامیہ۔ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 69-70)

کہ میں اس طرح مقام ختم ولایت پر ہوں جس طرح میرے سردار مصطفی ﷺ ختم نبوت کے مقام پر ہیں۔

یہ عبارت پڑھ کر میں نے سوال کیا کہ جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اسی طرح حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو خاتم الاولیاء قرار دیتے ہیں۔ اب میر صاحب بتائیں کہ حضرت مرزا صاحب کے بعد کوئی ولی پیدا ہوسکتا ہے یا نہیں؟ آپ کے فیض سے اگر ولی پیدا ہوسکتا ہے تو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے آپ کے تابع نبی بھی پیدا ہوسکتا ہے۔ میر صاحب نے جواب میں کہا اگر میں یہ کہہ دوں کہ حضرت مرزا صاحب کے بعد کوئی ولی پیدا نہیں ہوسکتا تو پھر تم کیا کہو گے؟ اس پر میں نے کہا کہ آقا نے نبوت کی رحمت بند کر دی تو اس کے خادم مسیح موعود نے ولایت کی نعمت بند کر دی اور اب دنیا میں تاریکی ہی تاریکی ہو گی۔ (نعوذ باللہ)۔ اور میر صاحب میں یہ کہوں گا کہ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ:۔

"ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبیؐ دیا جو خاتم المؤمنین، خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 227۔ سن اشاعت ۲۰۰۳)

پس اگر خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو خاتم العارفین کے یہ معنی ہونگے کہ اب آپ کے بعد کوئی شخص عرفان الٰہی حاصل نہیں کرسکتا اور خاتم المؤمنین کے معنی ہوں گے کہ اب آپ کے بعد کوئی مومن بھی نہیں ہوسکتا۔ کیا یہ معنی درست ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اگر خاتم المؤمنین کے فیض سے مومن پیدا ہوسکتے ہیں اور خاتم العارفین کے فیض سے معرفت الٰہی رکھنے والے لوگ پیدا ہو سکتے ہیں تو اسی طرح خاتم النبیین کے فیض سے آپ کا اُمّتی مقام نبوت بھی پاسکتا ہے۔

اس پر میر صاحب بالکل لاجواب ہوگئے اور غیر مبائعین نے شور ڈال دیا کہ تحریری بحث ہونی چاہئے۔ اس پر تحریری مباحثہ کی طرح پڑ گئی جو بعد میں راولپنڈی میں کئی دن تک ہوتا رہا اور مباحثہ راولپنڈی کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

ایک لطیف بات

مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے اپنے رسالہ ختم نبوت میں لکھا تھا کہ خاتم کے معنے مہر کے ہیں اور یہ مہر ڈاکخانہ والی نہیں بلکہ یہ ایسی مہر ہے جو لفافے کے اوپر لگائی جاتی ہے جس سے باہر کی چیز اندر نہیں جاسکتی اور اندر کی چیز باہر نہیں آسکتی۔ اس کے جواب میں میں نے اپنی کتاب "علمی تبصرہ" میں لکھا کہ پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنا کس طرح مانتے ہیں کیونکہ لفافہ انبیاء پر تو مہر لگ چکی ہے اور وہ اندر بند ہو چکے ہیں اور مہر توڑے بغیر نہیں آسکتے اور ختم نبوت کی مہر کا ٹوٹنا محال ہے۔ مودودی صاحب ابھی تک منقار زیر پر ہیں اور انشاء اللہ وہ منقار زیر پر ہی رہیں گے۔

سمبڑیال کے ایک پیر صاحب سے ختم نبوت کے موضوع پر مباحثہ

حضرت قاضی محمد نذیر صاحب فاضل تحریر کرتے ہیں کہ:

۞......ایک دفعہ میرا مباحثہ ختم نبوت کے موضوع پر اپنے ایک گاؤں کوروال ضلع سیالکوٹ میں پیر نادر شاہ صاحب سے ہوا جو سمبڑیال کے رہنے والے تھے۔ جب پیر صاحب بحث میں عاجز آگئے تو انہوں نے ایک مولوی کو کھڑا کر دیا اور اسے کہا کہ تم کہو میں اسی طرح خدا کا نبی ہوں جس طرح مرزا صاحب نبی ہیں۔ اور پیر صاحب نے کہا کہ اب اسے جھوٹا ثابت کرو۔ اس پر میں اٹھا اور مجمع کو مخاطب کر کے کہا دوستو! خدا کا شکر ہے جو مسئلہ میرے اور پیر صاحب کے درمیان زیر بحث تھا وہ حل ہو گیا ہے۔ بحث یہ تھی کہ رسول کریم ﷺ کے بعد آپ کی اُمت میں نبی آسکتا ہے یا نہیں۔ پیر صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ آسکتا ہے جو یہ دیکھئے پیر صاحب کا نبی جو سامنے کھڑا ہے۔ آپ یہ مان گئے ہیں کہ نبی آسکتا ہے تبھی تو انہوں نے آپ سب لوگوں کے سامنے مولوی صاحب سے نبوت کا دعویٰ کرایا ہے۔ اب یہ چاہتے ہیں کہ میں اسے جھوٹا ثابت کروں مگر مجھے اسے جھوٹا ثابت کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے نہیں بھیجا بلکہ پیر صاحب نے اس سے دعویٰ کروایا ہے اور خود پیر صاحب بھی اسے دعویٰ میں جھوٹا جانتے ہیں اور یہ شخص خود بھی اپنے آپ کو اس دعویٰ میں جھوٹا سمجھتا ہے۔ اور آپ سب لوگوں کے نزدیک اور میرے نزدیک یہ جھوٹا ہے۔ لہٰذا اس کو جھوٹا ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔

اس پر پیر صاحب نے کہا کہ میرا مطلب یہ ہے کہ جس آیت قرآنیہ سے تم اسے جھوٹا ثابت کرو گے اس آیت سے میں مرزا صاحب کو جھوٹا کردوں گا۔ اس پر میں نے کہا لیجئے پیر صاحب میں ایک آیت پیش کرتا ہوں جو پیر صاحب کے پیش کردہ جھوٹے نبی کو جھوٹا ثابت کردے گی اور حضرت مرزا صاحب بانی سلسلہ احمدیہ اس آیت کی رُو سے سچے ثابت ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ بنی اسرائیل میں فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل:16) کہ ہم اس وقت تک عذاب بھیجنے والے نہیں یہاں تک کہ ہم کوئی رسول مبعوث کرلیں۔ اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول پہلے مبعوث ہوتا ہے عذاب اس کے بعد آتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ سے پہلے امن امان تھا۔ آپ کے دعاوی کے بعد پے در پے عذابوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ کہیں طاعون کی صورت میں، کہیں زلازل کی صورت میں مگر پیر صاحب کا یہ جھوٹا مدعی نبوت عذابوں کے اس سلسلہ کے بعد دعویٰ کر رہا ہے۔ لہٰذا یہ آیت پیر صاحب کے مدعی کو جھوٹا ثابت کرتی ہے اور حضرت مرزا صاحب کو اپنے دعویٰ میں سچا ثابت کر رہی ہے۔

میرے اس آیت کو پیش کرنے پر پیر صاحب مبہوت رہ گئے اور انہیں کوئی جواب نہ سوجھا۔ اس مجلس میں انہوں نے اپنے ایک غیر از جماعت دوست کو اپنی طرف سے ثالث بھی بنایا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پر گفتگو کا گہرا اثر ہوا اور وہ احمدیت میں داخل ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خالد احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری

مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری اپنے حیفا کبابیر کے تبلیغی واقعات کے ذکر میں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ چند احباب گفتگو کیلئے مشن آئے ان میں سے ایک نے پوچھا:

"ہم نے سنا ہے کہ آپ لوگ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو نبی مانتے ہیں؟ میں نے کہا کہ ہم لوگ قرآن و حدیث کے مطابق حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو امتی اور غیر تشریعی نبی مانتے ہیں۔ ایک استاد نے کہا کہ نبی تو سارے ارض مقدسہ فلسطین میں ہوئے ہیں کسی اور ملک میں نبی نہیں ہوا ہندوستان میں کیسے نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ کہ ہر قوم میں نبی گزرے ہیں آپ سب نبیوں کو ایک ہی ملک سے مخصوص کیوں قرار دیتے ہو؟ وہ اصرار کرنے لگے کہ نہیں ارض مقدس کے علاوہ اور کسی ملک میں نبی نہیں ہوا۔ میں نے پوچھا کہ کیا حضرت آدم علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں؟ کہنے لگے کہ ہاں وہ نبی تھے۔ میں نے تفاسیر سے اسے دکھایا اِنَّ اٰدَمَ اُهْبِطَ بِاَرْضِ الْهِنْدِ کہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے پہل ہندوستان میں ہی اترے تھے۔ میں نے کہا کہ جب پہلا نبی ہی ہندوستان میں ہوا ہے تو آپ صاحبوں کو آج ہندوستان میں نبی ہونے پر کیوں تعجب ہو رہا ہے؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔

(واقفین زندگی کے ساتھ الٰہی تائیدات ونصرت کے ایمان افروز واقعات صفحہ 283 ناشر یونیک پبلیکیشنز قادیان)

مولانا عبدالرحمن مبشر صاحب

پٹی ہی کا واقعہ ہے کہ وہاں خاکسار کی کئی تقریریں ہوئیں بعض لوگوں نے وہاں کے ایک بڑے مولوی صاحب سے تبادلہ خیالات کرنے کی تحریک کی۔ چنانچہ مرزا محمد حسین صاحب اور خاکسار وقت مقررہ پر مولوی صاحب کے مکان پر پہنچے۔ اور بھی کئی لوگ وہاں موجود تھے۔ گفتگو کا موضوع مسئلہ نبوت تھا۔ میں نے مولوی صاحب سے سوال کیا کہ آپ قرآن شریف کی کوئی ایسی آیت بتائیں جس میں صراحتاً یہ ذکر موجود ہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے اور اب کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا؟

مولوی صاحب بار بار خاتم النبیین کی آیت پیش کرتے رہے جس سے میرا مطالبہ پورا نہیں ہوتا تھا۔ اِس پر اُس نے یہ مطالبہ

کیا کہ اچھا پھر آپ ہی کوئی ایسی آیت بتائیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اُمت محمدیہ میں کوئی نبی اور رسول آئے گا۔ اس پر خاکسار نے عرض کیا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَي الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ (آل عمران:۸)

یعنی اللہ تعالیٰ کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ وہ ایمان والوں کو ایسی (مخلوط) حالت پر چھوڑے رکھے جس پر تم ہو۔ یہاں تک کہ پاک اور پلید کو الگ الگ نہ کر دے۔

اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان نہیں کہ وہ تم میں سے ہر ایک کو امورِ غیبیہ پر اطلاع دے۔ لیکن امورِ غیبیہ پر اطلاع دینے کیلئے اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے منتخب کر لیتا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہارے لئے بڑا اجر ہو گا۔

میں نے کہا۔ مولوی صاحب! دیکھیے! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت کے ساتھ پانچ باتیں بیان کی ہیں۔

اوّل یہ کہ ایمان کا دعویٰ رکھنے والوں میں کچھ لوگ پاک اور کچھ ناپاک ہوں گے اور آپس میں ملے جلے ہوں گے۔

دوم: اللہ تعالیٰ ناپاک لوگوں کو پاک لوگوں سے علیحدہ کر دے گا اور انہیں آپس میں ملا جلا نہیں رہنے دے گا۔

سوم: چونکہ پاک اور ناپاک کا پتہ چلانا بجز وحی الٰہیہ کے ممکن نہیں اس لئے ہر ایک کو تم میں سے وحی نہیں ہو گی۔

چہارم: ہاں اللہ تعالیٰ اپنا کوئی رسول اس کام کیلئے منتخب کرے گا۔ جسے غیب پر اطلاع دی جائے گی۔ پھر اس کے ذریعہ پاک عنصر سے ناپاک عنصر علیحدہ کر دیا جائے گا۔

پنجم: پس اُس رسول پر ایمان لانا اور اس کے بتائے ہوئے طریق پر چلنا تمہارے لئے ضروری ہو گا۔ اور جو اس ہدایت پر عمل کرے گا تو اُس کیلئے بہت بڑا ثواب ہو گا۔

مولوی صاحب! دیکھئے کتنی وضاحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آئندہ ہونے والے واقعات اور مومنوں میں پیدا ہونے والی خرابیوں اور پھر اُن کا سدباب بذریعہ رسول ذکر فرمایا ہے۔ میرے نزدیک یہ آیت اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ میں پیدا ہونے والی خرابیوں کا سدباب بذریعہ رسول کرے گا۔ اب بتایئے آپکو اس بات پر کیا اعتراض ہے؟ کہنے لگے یہ تم نے اپنی طرف سے من گھڑت معنے کئے ہیں۔ یہ تو پچھلے لوگوں کے متعلق ذکر ہے نہ کہ آئندہ کسی رسول کو بھیج کر کسی خرابی کو دور کرنے کا ذکر ہے۔ میں تمہارے معنے اس وقت تک قبول نہیں کر سکتا جب تک تم کسی پرانی تفسیر سے اپنے معانی کی تائید میں کوئی حوالہ نہ دکھاؤ۔

میں جب بھی اپنے تبلیغی سفر پر روانہ ہوتا تھا تو اپنے ساتھ حوالہ جات کی بعض ضروری کتب بھی لے لیتا تھا۔ چنانچہ اُس وقت بھی میرے پاس علاوہ دوسری کتب کے تفسیر جلا لین بھی تھی۔ میں نے جھٹ تفسیر جلالین نکال کر اُس کو اسی آیت کی تفسیر میں مندرجہ ذیل الفاظ سنائے۔ ولکن اللہ یجتبی۔ یختار من رسلہ من یشآء فیطلعہ علی غیبہ کما اطلع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی حال المنافقین۔ (ترجمہ) اور لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے گا منتخب کرے گا تو اُسے بھی غیب پر اطلاع دے گا اُسی طرح جس طرح اُس نے منافقین کی حالت کے بارہ میں آنحضرت صلعم کو اطلاع دی ہے۔

علامہ جلال الدینؒ کی یہ تفسیر سن کر مولوی صاحب سخت حیران اور ششدر رہ گئے۔ یہ بات ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی کہ اُن کی مسلمہ اور متداولہ تفسیر میں ایسی وضاحت موجود ہوگی اور الامام العلامہ المحقق المدقق جلال الدین محمد ابن احمد سن پیدائش ۷۹۱ ہجری اور سن وفات ۸۶۴ھ یعنی پانچسو برس قبل قرآن مجید کی اس آیت کی ایسی تفسیر لکھ جائیں گے جو احمدیہ عقائد کے عین مطابق ہوگی۔ اُس وقت اُن کا اضطراب اور پریشانی قابل دید تھی۔ تھوڑی دیر سرنگوں ہونے کے بعد یکا یک انہوں نے سر اُٹھایا اور کہا یہ تفسیر ضرور قادیان میں چھپی ہوگی۔ میں نے کہا نہیں حضرت یہ تو دہلی میں چھپی ہے اور اسے ٹائیٹل پیج کھول کر دکھایا۔ اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے اور بحث ختم ہو گئی۔ اور ہم لوگ اُٹھ کر چلے آئے۔ خاکسار نے اس حوالہ کو تفسیر جلالین کی اس تشریح کے ساتھ جہاں کہیں بھی پیش کیا ہے وہاں اُسے بہت ہی مؤثر پایا ہے اور ہر مخالف کو لاجواب اور مبہوت دیکھا ہے۔

(برہان ہدایت مؤلفہ عبد الرحمن مبشر فاضل صفحہ ۱۵۹-۱۶۱ طبع ۱۹۶۷)

ریل گاڑی میں سفر کا ایک عجیب واقعہ

اکتوبر ۱۹۵۲ء کا واقعہ ہے کہ خاکسار ملتان سے بذریعہ کوئٹہ پسینجر لاہور جا رہا تھا۔ اوپر بیٹھے پر بستر لگا کر سو گیا۔ جب گاڑی خانی وال پہنچی تو ایک شخص جو غالباً ریلوے کا کوئی ریٹائرڈ گارڈ معلوم ہوتا تھا ہاتھ میں تھیلا لئے ہمارے ڈبہ میں آگیا۔ آتے ہی اُس نے احمدیت کے خلاف تقریر شروع کر دی اور کہا کہ میں نے ریٹائرڈ ہونے کے بعد اپنا یہ مشن بنا لیا ہے کہ مرزائیت کے پول کھولوں گا۔ اور اُسے شکست خوردہ ثابت کروں گا۔ میں ہمیشہ مرزائیوں سے دو سوال کرتا رہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ موجود ہیں اور قرآن کی کسی آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور آئندہ زمانہ میں نازل نہیں ہوں گے بلکہ میں ان کی زندگی کے متعلق ایسا سوال کرتا ہوں جن کا مرزائیوں کے پاس کوئی جواب نہیں بلکہ میرا سامنا کرنے سے بھی گھبراتے ہیں دوسرا سوال اُن سے یہ کرتا ہوں کہ مرزا صاحب کو وہ نبی مانتے ہیں اور کہتے ہیں آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا درجہ کسی اور کو بھی مل سکتا ہے میں اُن کے جواب میں یہ آیت پیش کیا کرتا ہوں۔

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (الحدید:۱۱)

یعنی تم میں سے کوئی اُس شخص کے برابر نہیں ہو سکتا جس نے فتح مکہ سے پہلے خدا کی راہ میں خرچ کیا اور لڑائی کی۔ یہ لوگ اُن لوگوں سے زیادہ درجہ رکھتے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور لڑائی کی۔ اور ہر ایک سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ اُس سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے۔

اس آیت سے صاف واضح ہے کہ بڑے سے بڑا درجہ فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والوں اور لڑنے والوں کو مل چکا۔ بعد میں آنے والوں کو نہیں ملے گا۔ تو جب بعد میں آنے والے صحابہ کو بڑے سے بڑا درجہ نہیں مل سکتا تو مرزا صاحب کو اتنا بڑا درجہ کس طرح مل سکتا ہے۔

اس پر اُس نے فخریہ انداز میں کہا کہ اوّل تو کوئی مرزائی میرے سامنے آنے کی جرأت نہیں کر سکتا اور اگر کرے بھی تو اُس کا جواب نہیں دے سکتا۔ آپ لوگ بھی میرے اس سوال کو یاد کریں اور مرزائیوں سے پوچھیں وہ کبھی اس کا جواب نہیں دے سکیں گے اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس ڈبہ میں بھی کوئی مرزائی ہے تو میرے سامنے آکر جواب دے۔

اتفاق سے اُس وقت ڈبہ میں میرے علاوہ ایک دو اور احمدی دوست بھی موجود تھے۔ جن میں جناب مبارک اسمٰعیل صاحب مرحوم بی اے بی ٹی ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر بھی تھے۔ خاکسار اپنی سیٹ پر لیٹے ہوئے اُس کی یہ باتیں سن رہا تھا۔ جب وہ اپنا چیلنج سنا چکا تو میں نے کہا مولوی صاحب! میں احمدی ہوں اور آپ کی ہر بات کا جواب دے سکتا ہوں۔

ڈبہ میں بیٹھے ہوئے تمام لوگ گردنیں اٹھا اٹھا کر میری طرف دیکھنے لگے۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے فخریہ انداز میں کہا کہ لو جی میرا شکار میرے قابو میں آ گیا۔ اب میں تماشا دکھاتا ہوں۔ انہوں نے کہا نیچے اُتر آؤ۔ لو میرے سوالوں کا جواب دو۔ میں فوراً نیچے کود گیا۔ سب بیٹھی ہوئی سواریوں نے ہم دونوں کو آمنے سامنے بیٹھنے کیلئے جگہ دے دی۔ اب تمام لوگ ہماری طرف متوجہ ہو گئے۔ بڑا کھلا اور فراخ ڈبہ تھا ۷۰/۷۵ کے قریب سواریاں ہوں گی۔

میں نے کہا سنیئے مولوی صاحب! سب سے پہلے میں آپ کے دوسرے اعتراض کا جواب دیتا ہوں۔ پہلا جواب یہ ہے کہ اعظمُ درجۃً آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے صرف اُن دو گروہوں سے تعلق رکھتا ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ فتح مکہ تک جہاد کیا اور دوسرا گروہ فتح مکہ کے بعد اسلام لا کر جہاد میں شامل ہوا اور پہلے آنحضرت ﷺ کی مخالفت کرتا رہا۔ یہ تقابل صرف انہی دو گروہوں تک محدود ہے اور قیامت تک کیلئے نہیں ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر آپ اسے

قیامت تک آنے والوں کیلئے مانیں تو پھر آپ کو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑے گا کہ بنی اسرائیل کے متعلق جو آتا ہے کہ انی فضلتکم علی العالمین میں بنی اسرائیل کو جو تمام جہانوں پر فضیلت دی تھی وہ بھی قیامت تک کیلئے ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ ایک مختص زمانہ کیلئے ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما دیا ہے کہ ابو بکر افضل ھذہ الامۃ الا ان یکون نبی

(کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق صفحہ ۴ اور کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۳۷۶)

کہ حضرت ابوبکرؓ اس امت کے افضل ترین فرد ہیں۔ ہاں اگر کوئی نبی ہو تو پھر وہ افضل ہوگا۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ سید الاوّلین و الآخرین آنحضرت ﷺ کی اتباع میں خود دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے چار درجات عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۝

(النسا:۷۰)

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی پیروی کرے گا تو ایسے لوگ ان لوگوں میں سے ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی نبیوں میں سے صدیقوں میں سے شہداء اور صالحین میں سے اور یہ کیا ہی اچھے ہیں رفاقت کے لحاظ سے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا فضل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کافی ہے جاننے کے لحاظ سے۔

میں نے حاضرین سے کہا کہ اس اُمت میں نیک لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے چار درجات دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اوّل صالحیت کا درجہ اس سے بڑھ کر شہادت کا درجہ اور پھر صدیقیت کا درجہ اور پھر سب سے بڑھ کر نبوت کا درجہ۔ قرآن مجید کی ہر آیت کا مطلب نکالتے وقت یہ امر ضروری ہے کہ ایسا مطلب نہ نکالیں جو قرآن مجید کی دوسری کسی آیت سے ٹکراتا ہو اور خلاف پڑتا ہو۔

(برہان ہدایت مؤلفہ عبد الرحمن مبشر فاضل صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۳ طبع ۱۹۶۷)

مولانا بشارت احمد امروہی صاحب

"سنگاپور سے آئے ہوئے ایک غیر از جماعت دوست نے آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کے دروازے کو بند رکھنے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ مرزا صاحب (حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام) نبوت کا دعویٰ کر ہی کس طرح سکتے ہیں۔ نبوت تو کسی قسم کی بھی اب باقی نہیں رہی۔ نبی تو جو بھی ہوگا وہ کتاب ہی لے کر آئے گا۔ قرآن کریم کے بعد اب کون سی کتاب نازل ہونے کی امید کی جاسکتی ہے۔

اس پر جب خاکسار نے دریافت کیا کہ قرآن کریم کی آیت کریمہ سے آپ یہ استدلال کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی بھی نہیں ہوسکتا اور کہ نبی تو جو بھی ہوگا وہ کتاب لے کر آئے گا۔ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں جو صاحب شریعت نبی تھے حضرت ہارون علیہ السلام بھی کوئی کتاب لے کر نازل ہوئے تھے؟ کیا حضرت ہارون علیہ السلام نبی ہونے کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی نہیں کرتے تھے؟ پس قرآن شریف کی رُو سے تو ہر نبی کیلئے شریعت لازمی اور ضروری نہ ہوئی۔ اگر موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی اتباع میں چودہ سو سال تک انبیاء مبعوث کئے جاسکتے ہیں جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم و تبلیغ کا دائرہ صرف یہود تک محدود تھا تو کیا آپ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کے بعد کسی ایسے شخص کی ضرورت نہ رہ گئی جو قرآن کریم پر عمل کرے اور کرائے۔ اسلام ہی اس کا مذہب ہو اور آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے والا ہو۔ اور حضور علیہ السلام ہی کے مشن کے قیام و اشاعت اور غلبہ کیلئے آپ کے نائب کی صورت میں کام کرے جبکہ آنحضرت ﷺ کا دعویٰ تمام اقوام کو اسلام کے قبول کرنے کی دعوت دینا ہو۔ کیا آنحضرت ﷺ کے وقت میں ساری دنیا نے اسلام قبول کرلیا تھا؟ اگر نہیں تو کیا آج کے مسلمان اور مسلمان علماء اور مسلمان حکومتیں یہ کام کر رہی ہیں؟ آخر دنیا میں مختلف ممالک میں بسنے والی مختلف اقوام جو غیر مسلم ہیں کس طرح اسلام کی طرف آئیں گی۔ اسلام کا علم انہیں کیونکر ہوگا اور اسلام کی عالمگیر حیثیت کو کیونکر پہنچا ئیں گی؟

کھسیانے سے ہوکر فرمانے لگے اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت ایسی ہی ہوگی۔ اور اس کے بعد سر درد کا بہانہ کرکے مجلس چھوڑ کر تشریف لے گئے۔"

(برہان ہدایت مؤلفہ عبد الرحمن مبشر فاضل صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۴ طبع ۱۹۶۷)

مولانا دوست محمد شاہد صاحب

✿...... "عرصہ ہوا بعض سعید الفطرت نوجوان ربوہ تشریف لائے۔ مَیں نے ان سے پوچھا کہ اگر آپ حضرات اپنے گھر جائیں اور آپ سے کوئی رشتہ دار بات ہی نہ کرے تو آپ کیا سمجھیں گے۔ کہنے لگے یہی کہ وہ ناراض ہوگئے ہیں۔ مَیں نے کہا اب آپ غور فرمائیں کہ چودہ سو سال سے خدائے عز وجل صلحائے امت کو مکالمہ مخاطبہ اور الہامات سے نوازتا آرہا ہے۔ مگر آج سوائے جماعت احمدیہ کے کوئی ان کو جاری نہیں مانتا اور پوری دنیائے اسلام کے مذہبی لیڈر بھی اس نعمت الٰہی سے محروم ہیں۔ ثابت ہوا کہ خالق کائنات ان سے ناراض ہے۔ قرآن میں لکھا ہے کہ خدا قیامت کے دن مجرموں سے ہرگز کلام نہیں کرے گا اور انہیں عذاب الیم میں داخل کرے گا۔ (البقرۃ:174)

پرویزی مسلک اور ختم نبوت

✿...... "ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بیت الفضل اسلام آباد کی بالائی منزل میں قیام فرما تھے اور خاکسار نیچے کمرہ میں۔ پرویزی مسلک کے ایک نوجوان پیغام لائے کہ آپ کے مرزا صاحب نے مجھے آپ کے پاس گفتگو کے لئے بھیجا ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد مجدد، ولی، نبی اور وحی و الہام بلکہ سچی خواب کا دعویٰ ختم نبوت کے منافی ہے۔ اب ہمارے لئے قیامت تک قرآن کافی ہے۔ (یاد رہے کہ یہی نظریہ ملک محمد جعفر خان وزیر مملکت مذہبی امور کا تھا اور اسی کے مطابق انہوں نے 7 ستمبر کی قرارداد کا مسودہ لکھا۔ شاہد) مَیں نے ان کا پُرتپاک استقبال کیا اور عرض کیا کہ اس میں مسلمانوں کو کلام نہیں کہ قرآن مجید مکمل دستور ہے مگر قیامت کا عالم یہ ہے کہ مسلم دنیا کے تمام 72 فرقے اسی کامل قانون کے الگ الگ اور متضاد معنی کرتے ہیں۔ بالفاظ دیگر ایک قرآن کی 72 تفسیریں ہیں۔ قرآن میں یہ بھی پیشگوئی ہے کہ دین کامل کو ساری دنیا پر غلبہ نصیب ہوگا۔

مگر سوال یہ ہے کہ دستور قرآنی کی 72 تفسیروں میں سے کس کو مستند (Authority) قرار دے تا اس پر خود عمل کرے اور غیر مسلموں کو بھی دعوت قرآن دے۔ علماء خواہ لاکھوں ہوں وہ صرف اپنے فرقہ کے وکیل ہیں اور فیصلہ وکیل نہیں کر سکتے حکومت کا مقرر کردہ جج ہی کرسکتا ہے۔

اس دستوری نکتہ کو پیش کرنے کے بعد مَیں نے ان سے دریافت کیا کہ قرآن عظیم نے عاد، ارم، اصحاب الاخدود، اصحاب الحجر، قوم تبع اور فراعنہ مصر کا ذکر کیا ہے جن میں بعض کی آبادی متحدہ پاکستان سے بھی کم تھی۔ اگر آپ واقعی قرآن مجید کو کامل سمجھتے ہیں تو بتائیے آج پوری امت مسلمہ (جو کروڑوں پر محیط ہے) کی اس عالمی مصیبت اور اس کے علاج کا ذکر بھی اس میں لکھا ہے۔ میرے اس سوال پر وہ سخت پریشان ہوکر فرمانے لگے کہ مَیں نے کبھی اس پہلو سے قرآن پڑھا ہی نہیں، آپ بتائیے۔

اس پر مَیں نے کہا جماعت احمدیہ کا یقین ہے کہ بلاشبہ کتاب اللہ مکمل شریعت ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس نے عہد حاضر کے مسلمانوں کی کیفیت کا نقشہ ہی نہیں کھینچا، اس کا علاج بھی بتا دیا ہے۔ چنانچہ سورہ آل عمران کی آیت 180 میں صاف پیشگوئی موجود ہے کہ ایک وقت امت پر ایسا آئے گا جبکہ خبیث اور طیب یعنی قرآن کے غلط اور صحیح معانی آپس میں مخلوط ہوجائیں گے مگر خدا تعالیٰ جس نے اس آفاقی قانون کو اتارا ہے اس صورت حال پر معاذ اللہ خاموش تماشائی نہیں بنا رہے گا۔ نہ وہ ہر ایک مسلمان کو اصل معنی سے باخبر فرمائے گا بلکہ جسے وہ چاہے گا اسے رسول کے طور پر چن لے گا۔ اس وقت تمہارا فرض ہوگا کہ دستور قرآنی کی اس تشریح کو قبول کرو جو اس آسمانی جج کی طرف سے کی جائے اور گو اس میں مشکلات بے انداز ہوں گی لیکن اگر ایمان لاؤ گے اور تقویٰ پر بھی قدم مارو گے تو تمہیں اجر عظیم سے نوازا جائے گا۔ یہ قرآنی فیصلہ انہوں نے گہری دلچسپی سے سنا اور اس پر سنجیدگی سے غور کرنے کا وعدہ کرکے رخصت ہوگئے۔

دین کامل ہونے کے باوجود نبی کی ضرورت

✿...... زیارت ربوہ کے لئے آنے والے وفد میں شامل ایک سنجیدہ نوجوان نے دریافت کیا کہ جب دین مکمل ہوگیا تو اب کسی نبی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مَیں نے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ

(المائدہ:4) کی مکمل آیت پڑھی اور بتایا کہ یہ قرآن کا معجزہ ہے کہ اس نے چودہ سو سال قبل اکمال دین کی خوشخبری دیتے ہوئے ساتھ یہ خبر بھی دے دی تھی کہ ہم نے اُمت پر ''اتمام نعمت'' بھی فرمادی ہے جس کے معنی سورۃ یوسف کی ابتدائی آیت کے مطابق فیضان نبوت کے عطا کئے جانے کے ہیں۔ چنانچہ ان آیات میں ہے کہ ہم نے حضرت یوسف، آل یوسف، آل یعقوب اور ابراہیم واسحاق پر بھی اتمام نعمت فرمائی۔ یعنی ان کو نعمت نبوت سے سرفراز فرمایا۔ انہیں از حد حیرت ہوئی کہ واقعی یہ الفاظ کلام اللہ میں موجود ہیں۔ چنانچہ سورۃ المائدہ اور سورۃ یوسف کی معین آیات ملاحظہ کر کے وہ مطمئن ہوگئے۔

دوران گفتگو ان کی خدمت میں یہ نکتہ بھی پیش کرنے کی توفیق ملی کہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ کتابیں چار نازل ہوئیں اور نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار آئے۔ دوسرے الفاظ میں مذہب کی پانچ ہزار سالہ تاریخ میں صرف چار شرعی نبی مبعوث ہوئے اور باقی سب کا مشن پہلی شریعت ہی کا احیا اور از سر نو قیام تھا۔ اس اعتبار سے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (المائدہ:4) کے فقط یہی معنی متعین ہوتے ہیں کہ قرآن شریف قیامت تک کے لئے مکمل کتاب ہے۔ اب کوئی شخص کسی نئی شریعت کا حامل نہیں ہوسکتا اور اس عقیدہ پر احمدیت کا مکمل ایمان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بابیت و بہائیت کے خلاف شروع سے لسانی وقلمی جہاد کر رہے ہیں۔

دوسری طرف مخالف احمدیت علماء جو ''ختم نبوت'' کے محافظ بنے پھرتے ہیں ان دجالی تحریکوں کے پشت پناہ بنے ہوئے ہیں جس سے آنحضرتؐ کی پُرازنور ذات اقدس سے ان کی پوشیدہ عداوت اور دشمنی کا صاف پتہ چل جاتا ہے۔ یہ گروہ قرآنی روح سے بیگانہ محض طبقہ رسول اور نبی میں امتیاز کرتا ہے۔ اس کے عقیدہ کے مطابق رسول نئی شریعت لاتا ہے جبکہ نبی کے لئے یہ ضروری نہیں۔ قرآن سے باغی بہائی فرقہ کی بنیاد بالکل یہی ہے اور ان کا استدلال یہ ہے کہ قرآن نے آنحضرتؐ کو ''خاتم النبیین'' کا خطاب دیا ہے خاتم الرسل کا نہیں۔ ثابت ہوا کہ نئی شریعت آسکتی ہے اور یہی دعویٰ باب اور بہاء اللہ کا تھا۔ فرمائیے مکفر علماء پر کیوں سکوت مرگ طاری ہے اور وہ کیوں اس کا جواب نہیں دیتے۔

احمدی چونکہ عاشق قرآن ہیں اس لئے وہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس شرمناک عقیدہ کو گوارا نہیں کرسکتے۔ قرآن مجید نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بیک وقت رسول و نبی دونوں القاب سے یاد فرمایا ہے (سورۃ مریم:55) اور یہ حقیقت ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ابراہیمی شریعت کے تابع تھے۔ ہرگز کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آئے تھے۔

دراصل رسول و نبی ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ اس پہلو سے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق خدا کی رہنمائی کے لئے اس کو مامور کیا جاتا ہے وہ رسول کہلاتا ہے اور کثرت مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہونے کے باعث اس کا نام نبی رکھا جاتا ہے۔

مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب اور عقیدہ ختم نبوت

✿......سیدنا محمود حضرت مصلح موعودؓ کے عہد مبارک کے آخری دور کا واقعہ ہے جبکہ حضرت سیدی مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے مجھے جلسہ سالانہ کے لئے پرالی فراہم کرنے کی غرض سے تحصیل حافظ آباد بھجوایا۔ میں شام کو حافظ آباد سے بذریعہ تانگہ کولوتارڑ پہنچا۔ جہاں قصبہ کے رئیس اعظم چوہدری محمد فیروز صاحب تارڑ جماعت کے پریذیڈنٹ تھے۔ اگرچہ آپ اس وقت بستی میں نہ تھے مگر ان کی حویلی میں ان کے بعض عزیز مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ وہیں ایک اہل حدیث عالم جناب مولوی عبدالقادر صاحب بھی موجود تھے۔ جونہی میں نے سلام کیا انہوں نے فرمایا معلوم ہوتا ہے آپ ربوہ سے آرہے ہیں۔ آپ لوگ بہت اچھے ہیں۔ اے کاش آپ کا ختم نبوت پر بھی ایمان ہوتا۔ میں نے بیساختہ جواب دیا آج پوری دنیا میں صرف احمدی ہی ختم نبوت کے قائل ہیں جس کا ایک فیصلہ کن ثبوت یہ ہے کہ دیوبندی عالم دین شبیر احمد عثمانی صاحب نے اپنے رسالہ ''الشہاب'' میں اگرچہ ہمیں کافر اور واجب القتل تک لکھا ہے مگر آیت خاتم النبیین کی یہ تفسیر کرنے پر وہ بھی مجبور ہیں کہ:

''جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہوجاتے ہیں اسی طرح نبوت ورسالت کے تمام مراتب وکمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی صلعم پر ختم ہوتا ہے۔ بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپ رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے آپ ہی کی مہر لگ کر ملی ہے''۔

(ترجمہ قرآن مجید حاشیہ بر آیت خاتم النبیین)

میری زبان سے یہ الفاظ سنتے ہی جناب ''مولانا'' صاحب سخت مشتعل ہوگئے اور تحدی کے ساتھ کہا کہ یہ بالکل غلط ہے۔ میرے پاس علامہ عثمانی کا ترجمہ موجود ہے جس میں ہرگز یہ ترجمہ موجود نہیں۔ یہ کہہ کر وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے گھر گئے اور ترجمہ لے آئے اور چیلنج کیا کہ یہ عبارت اس میں سے نکال کر دکھاؤ ورنہ افترا پردازی کا اقرار کرو۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ تشریح آیت خاتم النبیین کے ترجمہ کے دوسرے صفحہ پر ہے۔ میں نے اطمینان سے آیت کے ترجمہ کا صفحہ الٹ کر دوسرے صفحہ پر موجود یہ پوری عبارت ان کے سامنے رکھ دی۔ مولوی صاحب یہ دیکھ کر ہکّا بکّا رہ گئے اور ساتھ ہی مجلس میں موجود احمدیوں میں خوشی کی زبردست لہر دوڑ گئی۔ میں نے پُرزور الفاظ میں کہا کہ اس تفسیر سے صاف ثابت ہوا کہ ''خاتم'' کے معنے مہر کے اور خاتم النبیین کے معنی نبی بنانے والی مہر کے ہیں جس نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کو اپنی مہر سے نبوت بخشی۔ عہد حاضر کے تمام مکفر علماء فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی مہر اب نبی نہیں بناسکتی۔ لیکن احمدی ڈنکے کی چوٹ پر ایک صدی سے اعلان عام کر رہے ہیں کہ مہر محمدی ازلی اور ابدی ہے اور آج بھی نبی بناسکتی ہے۔ لہذا صرف اور صرف احمدی ہی ختم نبوت کے قائل ہیں اور انہی ہاتھوں میں ہی اللہ جلشانہٗ نے ختم نبوت کا پرچم تھمایا ہے۔ یہ سنتے ہی مولوی عبدالقادر صاحب نے بھی خداترسی کا ثبوت دیتے ہوئے بھری مجلس میں اقرار کیا کہ بلاشبہ تمام مسلمانوں میں احمدی ہی خاتم النبیین کو صحیح معنوں میں تسلیم کرتے ہیں۔

نبوت اور صدیقیت

اگرچہ سورہ نساء میں اطاعت رسول عربی کی برکت سے نبی، صدیق، شہید اور صالح کے درجات کی خوشخبری دی گئی ہے۔ ایک عالم دین نے بوقت ملاقات یہ عجیب بات کی کہ ان چار درجات میں سے نبی کا ذکر میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ آپ صرف باقی درجوں کی نسبت کچھ روشنی ڈالئے۔

میں نے دریافت کیا کہ ''صدیق'' آسکتے ہیں؟ جواب دیا: ہاں۔ اب میرا سوال یہ تھا کہ صدیق کی اصطلاحی تعریف بتلائیے۔ ان کی زبان سے بے ساختہ نکلا جو خدا کے نبی کا پاک چہرہ دیکھتے ہی اول نمبر پر ایمان لے آئے صدیق کہلاتا ہے۔ میں نے ان کی معلومات کو سراہتے ہوئے کہا کہ آپ نے صدیق کی بالکل ٹھیک تعریف کی ہے اور حضرت حکیم الامت شاہ ولی اللہ دہلوی نے حجۃ البالغۃ میں، حضرت علامہ سیوطی نے تفسیر در منثور میں، حضرت خواجہ میر درد دہلوی نے ملفوظات میں، حضرت علامہ حلبی نے سیرت حلبیہ میں اور چشتی بزرگ حضرت نظام الدین بدایونی نے ہشت بہشت میں بالکل یہی تعریف ''صدیق'' کی بیان فرمائی ہے۔

اب میں آپ سے بصد ادب پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر فیضان کوثر نبوی کی بدولت باب نبوت بند ہے تو کسی اُمتی کو مرتبہ صدیقیت کیسے مل سکے گا؟ یہ بزرگ عالم آبدیدہ ہوکر فرمانے لگے کہ خدا شاہد ہے کہ اس طرف نہ کسی نے توجہ دلائی نہ خود مجھے ہی خیال آیا۔ یہاں میں یہ تصریح کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ خاکسار نے سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات میں یہ تعریف دیکھی تھی جس کی سحر آفرینی کا مشاہدہ اس دن ہوا۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 5 فروری 2010

محمد بن عبدالوہاب صاحب اور عقیدہ ختم نبوت

7 ستمبر کے بدنام زمانہ فیصلہ کے چند ماہ بعد جدہ سے ایک عرب بزرگ سیالکوٹ کے ایک احمدی دوست کے ہمراہ دفتر شعبہ تاریخ تشریف لائے۔ فرمانے لگے مختصر وقت میں مجھے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ اسمبلی نے آپ لوگوں کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے؟ میں نے از خود جواب دینے کی بجائے سعودی عرب کے مسلّمہ مجدد حضرت محمد بن عبدالوہاب (المتوفی 1206ھ مطابق 1792ء) کی ''مختصر سیرت الرسول'' مطبوعہ بیروت کا صفحہ 172-173 ان کے سامنے رکھا جس میں لکھا تھا کہ امیر المومنین ابوبکر صدیق اور تمام اُمتِ مسلمہ جن مرتدوں کے خلاف سر بکف ہوئی ان کا عقیدہ تھا

"انقضت النبوة فلا نطیع احدًا بعدہٗ" یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا غیر مشروط اور قطعی طور پر خاتمہ ہوگیا ہے۔ اس لئے آپ کے بعد ہم کسی اور کی اطاعت ہرگز نہیں کریں گے اور بالکل نہیں کریں گے۔

میں نے دیارحرم کے اس معزز مہمان سے پوچھا کہ عہد صدیقی کے ان مرتدوں اور اسمبلی کی موجودہ قرارداد میں آپ کیا فرق محسوس کرتے ہیں۔ وہ پکار اٹھا "واللہ لا فرق بینھما الا ان عقیدۃالمرتدین طبعت فی اللسان العربیۃ ونص البارلیمان فی الاردیۃ"۔ یعنی خدا کی قسم دونوں میں صرف یہ فرق ہے کہ مرتدوں کا عقیدہ عربی زبان میں ہے اور پاکستان پارلیمنٹ کی قرارداد اُردو میں ہے۔

اس کے بعد میں نے کتاب کے صفحات 197,196,13.12 بھی انہیں دکھائے جن میں حضرت علامہ محمد بن عبدالوہاب نے لکھا ہے کہ آج اصل اور بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ فیصلہ رُسول کے مطابق تہتر فرقوں میں سے صرف ایک کو ناجی کہا جائے۔ جو شخص اس کی معرفت رکھتا ہے وہی فقیہ ہے اور جو اس پر عمل پیرا ہے وہی مسلمان ہے۔ نیز یہ کہ صحابی رسول حضرت جارود بن معلّی نے آنحضرتؐ کے وصال پر مرتد ہونے والے قبیلہ عبدالقیس میں یہ باطل شکن بیان دیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ اسی طرح وفات پاگئے ہیں جس طرح حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام۔ یہ سنتے ہی پورا قبیلہ از سرنو حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔

ممتاز صوفی حضرت شیخ محمد الحکیم الترمذی کا عقیدہ بابت ختم نبوت

2002ء میں یورپ کے سفروں کے دوران یہ خاکسار فرانس بھی پہنچا۔ اثنائے قیام میں نے پیرس مسجد کے قریب ایک لبنانی کتب خانہ سے عربی لٹریچر خریدا جس میں ایک ہزار برس قبل کے شہرہ آفاق صوفی اور عارف باللہ حضرت شیخ محمد الحکیم الترمذی کی "کتاب ختم الاولیاء" بھی تھی۔ اس کتاب کی مجھے مدت سے تلاش تھی۔ امارات متحدہ کے کتب خانوں سے بھی دستیاب نہ ہوسکی تھی۔ میں نے صاحب مکتبہ کا از حد شکریہ ادا کر کے اس کا ہدیہ پیش کیا اور پھر معاً بعد کتاب کا صفحہ 341 ملاحظہ کرنے کی درخواست کی جس میں لکھا تھا کہ وہ شخص جو خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کرتا ہے وہ اندھا ہے۔ اس میں بھلا آنحضرت ﷺ کی کیا منقبت (خوبی) ہے۔ یہ تاویلیں تو پاگلوں اور جاہلوں کی تاویل ہے۔ علم نواز لبنانی بزرگ یہ عبارت پڑھ کر دنگ رہ گئے۔ میں نے ان سے یہ کہہ کر اجازت مانگی کہ السید کی بعینہٖ یہی عقیدہ جماعت احمدیہ کا ہے"۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۲۹ جنوری ۲۰۱۰ء)

خاتم النبیین کے لغوی معنی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے زمانہ خلافت کے پہلے سال کا واقعہ ہے کہ اخویم محترم جناب شیخ محمد حنیف صاحب رحمہ اللہ امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ کی درخواست پر حضور نے مجھے کوئٹہ بھجوایا جہاں خدا کے فضل و کرم سے کئی روز تک دعوت حق کا سلسلہ کامیابی سے جاری رہا۔ ایک ضیافت میں کوئٹہ کے ایک وکیل بھی تشریف لائے اور "خاتم النبیین" کا لغوی معنیٰ دریافت کیا۔ عاجز نے بتلایا کہ عربی زبان میں زیر اور زبر کے فرق سے مفہوم ہی بدل جاتے ہیں۔ مثلاً عالَم جہان کو کہتے ہیں مگر عالِم کا مطلب ہے علم رکھنے والا۔ اسی طرح اہل عرب کے یہاں ختم کرنے کے لیے خاتِم کا لفظ مستعمل ہے۔ اس کے برعکس وہ ہمیشہ خاتَم مہر کو کہتے ہیں۔ اور کالجوں اور مدرسوں کے سرٹیفکیٹوں پر خاتَم الکلیہ یا خاتَم المدرسہ ضرور لکھا ہوتا ہے۔ خود ہماری ہائی کورٹوں بلکہ سپریم کورٹ تک بعض اوقات اپنے فیصلہ کے بعد میں اس عبارت کا اضافہ کرتی ہیں۔ "مہر عدالت سے جاری ہوا"

کبھی سیشن کورٹ، ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے کسی فیصلہ میں آپ نے یہ الفاظ بھی پڑھے ہیں کہ: "مہر عدالت سے بند ہوا"

جناب وکیل کہنے لگے بس میں سمجھ گیا کہ آنحضرت ﷺ نبیوں کی مہر ہیں۔ ایسی مہر جس سے فیضان نبوت بند نہیں ہوتا بلکہ جاری ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا اب آنجناب بآسانی اس نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں کہ آج احمدی ہی ہیں جو خاتمیت محمدی پر دلی ایمان رکھتے ہیں۔

(واقفین زندگی کے ساتھ الٰہی تائیدات ونصرت کے ایمان افروز واقعات صفحہ 462 ناشر یونیک پبلیکیشنز قادیان)

محترم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم مجاہد تحریک شدھی

ایک جگہ میرا لیکچر صداقت مسیح موعودؑ پر ہوا۔ پبلک نے اسے بہت پسند کیا۔ دوسرے دن صبح ہی چند معزز مسلمان میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مولوی صاحب آپ کی تقریر تو بہت اچھی تھی مگر ہمیں ایک سوال کا جواب عنایت فرماویں کہ کیا آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں؟ میں نے کہا۔ ہاں یہ تو ہمارے شرائط بیعت میں ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ کہنے لگے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خاتم النبیین کے بعد مرزا صاحب نبی بن کر آگئے۔ میں نے کہا۔ کیا خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا؟

کہنے لگے ہرگز نہیں۔ میں نے کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے کہ "میں اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جب کہ آدم کی مٹی ابھی گوندھی جارہی تھی۔" مگر آپ لوگ خاتم النبیین کے بعد ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا آنا مانتے ہیں اور سب پر ایمان لاتے ہیں اب یا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو جھٹلائیں اور سب نبیوں کا انکار کریں یا یہ تسلیم کریں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی آسکتے۔ یہ سن کر وہ خاموش ہوگئے اور اٹھ کر چلے گئے۔

(واقفین زندگی کے ساتھ الٰہی تائیدات ونصرت کے ایمان افروز واقعات۔ صفحہ 315 ناشر یونیک پبلیکیشنز قادیان)

مولانا محمد صادق صاحب سماٹری کی ایک عالم سے گفتگو

ایک دفعہ مجھے اچانک ایک جگہ بلایا گیا۔ معلوم نہ تھا کہ کسی عالم سے گفتگو ہوگی۔ جب میں وہاں پہنچا۔ تو ایک عرب شیخ بیٹھے تھے۔ اُن کے ساتھ چند اور دوست بھی تھے۔ گفتگو شروع ہوئی تو کہنے لگے۔ کیا تم مانتے ہو کہ محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

میں نے کہا ہاں! میں ایمان لاتا ہوں کہ صرف اور صرف محمد ﷺ ہی خاتم النبیین ہیں۔ اور جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

کہنے لگا خاتم کے کیا معنے ہیں؟

میں نے کہا۔ آپ عرب ہیں۔ خوب جانتے ہیں۔ پوچھنے کا کیا مطلب؟

کہنے لگا ہم خاتم کے معنے "ختم کرنے والا" "بند کرنے والا" جانتے ہیں۔

میں نے کہا۔ پھر خاتم النّبیین کے کیا معنے ہوئے؟

کہنے لگا۔ سب انبیاء کو "ختم کرنے والا" "سب کو" بند کرنے والا"

میں نے کہا۔ آپ مانتے ہیں کہ تمام انبیاء وفات پا کر ختم ہو چکے۔ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ تھے وہ تو ختم نہ کئے جاسکے اور نہ بند کئے جاسکے۔ کیونکہ آپ کے عقیدہ کے مطابق وہ آئندہ زمانہ میں نازل ہوں گے۔ پھر خاتم النبیین بننے کا کیا فائدہ؟

کہنے لگا اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام نبیوں کو بند کرنے والا۔ آئندہ کوئی نبی نہ آئے گا۔ میں نے کہا۔ یہ بھی مطلب غلط ہے۔ کیونکہ نبی بھیجنا یا نبی بھیجنے بند کردینا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ نہ کہ نبی کریم ﷺ کا۔

کہنے لگا اس کے معنے ہیں "آخری نبی"

میں نے کہا۔ آپ کے کہنے کے مطابق آخری نبی تو عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے کیونکہ آخری زمانہ میں وہ آئے گا۔

میں نے کہا اپنے خیالات کو ثابت کرنے کے لئے آپ کو کتنی تاویلیں کرنی پڑی ہیں اور وہ بھی غلط۔ عربی محاورہ میں خاتم النبیین کے معنے ہیں۔ "سب انبیاء سے افضل نبی" اس محاورہ کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں لیکن آپ کے معنے صحیح ثابت کرنے کے لئے ایک بھی مثال موجود نہیں۔ نفس کی پیروی نہ کریں تا ہدایت پائیں۔ اس پر وہ خاموش ہوگیا۔

(واقفین زندگی کے ساتھ الٰہی تائیدات ونصرت کے ایمان افروز واقعات۔ صفحہ 305 ناشر یونیک پبلیکیشنز قادیان)

مولوی عزیز الرحمن صاحب فاضل منگلہ

ایک دفعہ ایک مولوی صاحب نے مجھ سے سوال کیا کہ ساری اُمت کا اجماع ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تم نے باوجود عالم فاضل ہونے کے مرزا صاحب کو نبی کیسے مان لیا؟

خاکسار نے جواباً کہا کہ اے بھائی! ساری اُمت کا اجماع ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک امتی نبی آئے گا۔ لہٰذا میں

نے حضرت مرزا صاحب کو اُمتی نبی مان لیا۔
وہ کہنے لگے۔ کہاں لکھا ہے؟ میں نے یہ تین حوالے پیش کئے۔
(۱) صحیح مسلم شریف میں لکھا ہے:۔
يُحْصَرُ نَبِيُّ اللهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُه.....
فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُه...
يَهْبِطُ نَبِيُّ اللهِ وَاَصْحَابُه.....
فيرغبُ نبی الله واصحابه ۔
(صحیح مسلم)

یعنی جب مسیح موعود یاجوج ماجوج کے غلبہ کے زمانہ میں آئے گا تو مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی دشمن کے نرغہ میں محصور ہوں گے ..... تو پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابہ خدا تعالیٰ کے حضور رجوع کریں گے۔ مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی ایک جگہ پر اتریں گے...... پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی خدا تعالیٰ کے حضور تضرع کے ساتھ رجوع کریں گے۔ میں نے کہا۔ اِس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے نبی اللہ کی خبر دی گئی ہے۔

(۲) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔
وَيَزْعَمُ الْعَامَّةُ اَنَّهُ اِذَا نَزَلَ اِلَى الْاَرْضِ كَانَ وَاحِدًا مِنَ الْاُمَّةِ ۔ كَلَّا بَلْ هُوَ شَرْحٌ لِلْاِسْمِ الْجَامِعِ الْمُحَمَّدِيِّ وَنُسْخَةٌ مُنْتَسَخَةٌ مِنْهُ فَشَتَّانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَحَدٍ مِّنَ الْاُمَّةِ۔
(خیر کثیر صفحہ ۸۰ طبع بجنور)

یعنی عوام الناس گمان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح جب آئیں گے تو وہ محض اُمتی ہوں گے۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ اسم جامع محمد کی پوری شرح ہوں گے اور اسم محمد کا دوسرا نسخہ ہوں گے۔ کہاں اُن کا مقام اور کہاں محض ایک اُمتی کا مقام۔

۳۔ امام ملاّ علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔
اقولُ لا منافاة بين ان يكون نبيا وان يكون تابعا لنبينا صلى الله عليه وسلم ۔ کہ میں کہتا ہوں کہ ایک شخص کے نبی اور اُمتی ہونے میں کوئی منافات یا مخالفت نہیں۔
(مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ۵ صفحہ ۵۶۴)

یہ دلائل سنکر وہ لاجواب ہوگئے۔
(برہان ہدایت مؤلفہ عبد الرحمن مبشر فاضل صفحہ ۱۳۴ تا ۱۳۵ طبع ۱۹۶۷)

مولانا عبدالرحمن انور صاحب

دیگر مسلمان خاتم النبیین کے یہی معنے کرتے اور فخریہ بیان کرتے ہیں کہ كُنْتُ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ کہ آنحضرت ﷺ پہلے اور پچھلے سب انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں جو معنی ہم کرتے ہیں اس کے لحاظ سے تو یہ امر درست ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ سب گذشتہ انبیاء کے سچے ہونے کی تصدیق نہ فرماتے تو وہ سچے نبی بھی ثابت نہ ہوسکتے کیونکہ اُن کے ماننے والوں نے تو جو باتیں ان کی طرف منسوب کی ہیں وہ ان کو سچا ثابت نہیں کرتیں۔
(برہان ہدایت مؤلفہ عبدالرحمن مبشر فاضل صفحہ ۳۳۳ تا ۲۲۴ طبع ۱۹۶۷)

مولانا محمد اسد اللہ قریشی کاشمیری صاحب

ایک دفعہ ایک مولوی صاحب سے جو جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں امکان نبوت کے مسئلہ پر گفتگو ہوئی کہنے لگے کہ کیا کوئی ایسی آیت ہے جس سے نبوت کا تا قیامت جاری رہنا ثابت ہوتا ہو۔ میں نے کہا۔ ہاں۔
يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (اعراف:۳۶)

یعنی اے بنی آدم جب بھی تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آجائیں جو تم پر میری آیات پڑھیں پس جو خدا ترسی اختیار کرے اور اپنی اصلاح کرے ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

مولوی صاحب کہنے لگے یہاں بنی آدم سے مراد رسول کریم ﷺ سے قبل کے بنی آدم مراد ہیں۔ میں نے جواب دیا۔ ذرا سوچیں کہ کیا اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ سے قبل اُن بنی آدم کو جو وفات پاچکے تھے فرماتا ہے کہ اگر تم میں سے کبھی نبی آجائیں تو اُن کو مان لینا اور اپنی اصلاح کر لینا۔ کیا وفات یافتہ بنی آدم سے رسول مبعوث ہوتے تھے۔ اس پر مولوی صاحب تاڑ گئے کہ یہ معنے تو کسی طرح صحیح نہیں بیٹھتے۔ کافی لے دے کر کے کہنے لگے میں نے آج تک اس آیت پر غور ہی نہیں کیا تھا۔ اب میں ضرور اس پر غور کروں گا۔ کیونکہ اس آیت سے تو واقعی تا قیامت نبوت جاری رہنا ثابت ہوتا ہے۔

بعض غیر از جماعت دوست اعتراض کرتے ہیں کہ آپ نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کیسے امتی نبی تسلیم کیا ہے اُن میں نبیوں کے اوصاف موجود تھے اور وہ اپنے دعویٰ میں سچے تھے مگر آپ نے ابھی تک اُن کو نہیں پرکھا اور نہ ہی شناخت کیا ہے۔ اگر آپ اُن کو پرکھیں اور شناخت کرلیں تو ان کو میری طرح سچا مان لیں گے اس پر معترضین خاموش ہوجاتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ ہم نے مرزا صاحب کی کتابیں پڑھیں۔ مگر ہمارے شکوک رفع نہیں ہوئے۔ میں جواب دیا کرتا ہوں کہ آپ اب اپنے خدا سے بذریعہ استخارہ چالیس دن متواتر دعا کرکے رہنمائی طلب کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ یعنی جو لوگ ہمارے بارے میں ہم سے راستہ طلب کرتے ہیں ہم انہیں ضرور اپنا راستہ بتلا دیتے ہیں۔ اگر مرزا صاحب سچے ہوئے تو خود اللہ تعالیٰ اُن کی سچائی کے طالب پر بذریعہ خواب یا کشف یا الہام اُن کی سچائی ظاہر کردے گا کیونکہ خدا اپنے صادق بندے کی دُعا ضرور سنتا ہے اور اُس کی صحیح رہنمائی کرتا ہے۔ اس جواب پر سائل خاموش اور مطمئن ہوجاتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی یہی واحد طریق ہے جو کسی طالب صادق کی رہنمائی کیلئے شافی وکافی اور اطمینان بخش ثابت ہوسکتا ہے۔
(برہان ہدایت مؤلفہ عبدالرحمن مبشر فاضل صفحہ ۳۵۴ تا ۳۵۵ طبع ۱۹۶۷)

مولانا محمد عمر صاحب
نائب ناظر اعلیٰ قادیان

سرورِ کائنات و فخرِ موجودات رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانہ میں سب سے اہم مسئلہ توحید کا تھا۔ کفار و مشرکین یہ ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں تھے کہ خدا ایک بھی ہوسکتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے أَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ (ص:۶) کیا اس (محمد ﷺ) نے بہت سے معبودوں کو ایک ہی معبود بنا لیا؟ یقیناً یہ بات تو سخت عجیب وغریب ہے۔ گویا کہ فنا فی اللہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ کے مشرکین یہ ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں تھے کہ خدا ایک ہے۔ اسی طرح اس زمانہ میں عاشقِ رسول حضرت مسیح موعودؑ جو فنا فی الرسول تھے اکثر مسلمان یہ ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی آسکتا ہے۔ ان کے نزدیک حضرت رسول اکرم ﷺ کا بلند مقام آپ کے آخری نبی ہونے کا ہے جو آپ کے مقام کو گرا دینے کے مترادف ہے۔

اس موضوع پر خاکسار کے آئے دن غیر احمدی ملاّؤں کے ساتھ بہت سارے بحث و مباحثات ہوتے رہے۔ چنانچہ صوبہ تاملناڈو کے شہر کویامبتور میں اس موضوع پر 1994ء ماہِ نومبر میں مسلسل نو دن تک مناظرہ ہوا روزانہ آٹھ گھنٹے یہ مناظرہ ہوتا رہا۔ ختمِ نبوت کے موضوع پر تین دن چوبیں گھنٹے مناظرہ ہوا اس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

میں صرف ایک واقعہ کا یہاں پر ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ خاکسار جب چینئی (تامل ناڈو) میں مبلّغ انچارج تھا تو وہاں کے ایک محلّہ PUDUPPET کی جامع مسجد کے پیش امام مولانا عبد الرحمٰن صاحب کے ساتھ اسی موضوع پر دو گھنٹے بحث ہوتی رہی۔ اس کا مختصر خاکہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

مولوی عبدالرحمٰن صاحب: آپ لوگ یعنی احمدی حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے جب کہ قرآنِ کریم میں واضح رنگ میں آپ ﷺ کو خاتم النبیین لقب دیا ہے۔

خاکسار: یہ ہم پر الزام اور افترائے عظیم ہے کہ ہم احمدی حضرت رسول کریم ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے ہیں۔ خاکسار نے حضرت مسیح موعودؑ کا حوالہ پیش کرتے ہوئے وضاحت کی کہ جس یقینِ کامل کے ساتھ آپ ﷺ کو احمدی خاتم النبیین مانتے ہیں اس کا عشر عشیر بھی غیر احمدی نہیں مانتے۔

مولوی عبدالرحمٰن صاحب: خاتم النبیین کے معنے آخری نبی کے ہیں اس صورت میں آپ لوگ مرزا صاحب کو نبی کیوں مانتے ہیں؟

خاکسار: یہاں صرف لفظی نزاع ہے خاتم النبیین کے معنیٰ ہرگز آخری نبی کے نہیں۔ یہ آپ کے بلند مقام کو گرانے والی بات ہے۔

خاکسار نے مولانا صاحب سے پوچھا

کہ نبوت ایک نعمتِ خداوندی ہے یا نعوذ باللہ لعنت ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ نبوت نعمت ہے۔ خاکسار نے کہا اگر نبوت نعمت ہے تو رحمۃ للعالمین ﷺ نے آکر اس نعمت کو کیسے بند کیا؟ آپ ﷺ اس نعمت کو ختم کرنے کے لئے نہیں آئے۔ قرآن کریم نہایت واضح رنگ میں فرماتا ہے لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ (انفال:54) کہ اللہ تعالیٰ کبھی وہ نعمت تبدیل نہیں کرتا جو اس نے کسی قوم کو عطا کی ہے یہاں تک کہ وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے۔ اسی طرح فرماتا ہے لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ (ال عمران:165) یعنی یقیناً اللہ نے مؤمنوں پر احسان کیا ہے جب اس نے ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا:

مولانا صاحب: اگر یہ بات ہے تو خاتم النبیین کے کیا معنے ہوئے؟

خاکسار نے انہیں بتایا آپ اپنی گفتگو میں خاتَم النبیین کی جگہ خاتِم النبیین کہتے رہے ہیں جو یہودیوں کا طرزِ عمل ہے قرآنِ کریم میں لفظ "خاتَم" ت کی زبر کے ساتھ آیا ہے نا کہ زیر کے ساتھ۔ خاتم کے زبر کے ساتھ کے معنی ختم کرنے والا نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ اسم فاعل نہیں بلکہ اسم آلہ ہے جس طرح عالَم اسم آلہ ہے عالم ما يعلم به یعنی جس سے علم حاصل ہو یعنی اللہ تعالیٰ کی ہستی معلوم ہوا اور عالِم اسم فاعل ہے یعنی علم والا۔ اسی طرح خاتَم ہے جس کے معنی ما يختم به یعنی جس سے مہر لگائی جائے۔ پس خاتم کا ترجمہ ختم کرنے والا نہیں ہوسکتا۔ اسم فاعل میں عین کلمہ کا مکسور ہونا ضروری ہے جیسے قاتِل، ناصِر، فاعِل وغیرہ۔ مگر خاتَم میں عین کلمہ یعنی ت مکسور نہیں بلکہ مفتوح ہے۔ عربی زبان میں خاتم بفتح تاء جب کسی جمع کے صیغے کی طرف مضاف ہو جیسا کہ خاتم الشعراء، خاتم الاولیاء، خاتم المہاجرین وغیرہ۔ اس کے معنی ہمیشہ بعد میں آنے والوں سے افضل کے ہوتے ہیں۔ اس قاعدہ کے علاوہ کیا آپ کوئی اور قاعدہ پیش کر سکتے ہیں؟ اس پر وہ خاموش ہوگئے۔

مولانا صاحب: اگر یہ بات ہے تو حضرت رسول کریم ﷺ نے اپنے متعلق واضح رنگ میں فرمایا کہ "لا نبي بعدي" یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس واضح ارشاد کے ہوتے ہوئے ہم کس طرح مان سکتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے؟

خاکسار: آنحضرت ﷺ کے ارشادات اپنے اندر گہرے معنی اور مطلب رکھتے ہیں مثلاً حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے نہایت واضح رنگ میں فرمایا۔ من قال لا اله الّا الله دخل الجنّة۔ جو بھی لا اله الّا الله کہتا ہے وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔ آپ یہ بتائیں اس کا یہ مطلب ہے کہ ایک شخص جو شرابی، زانی، بدکردار ہو اور اسلامی احکام پر عمل کرنے والا نہ ہو اگر وہ صرف لا اله الّا الله کہے تو وہ جنت میں داخل ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس کا مطلب ہے ایک شخص جس کی زندگی کا مطمحِ نظر خدا تعالیٰ کو پانا ہو اور اس کے مطابق زندگی گزارتا ہو جنت میں داخل ہو سکتا ہے۔ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (انعام:163) تو کہہ دے کہ میری نمازیں میری قربانیاں میری زندگی اور میری موت رب العلمین خدا تعالیٰ کی خاطر ہے۔

پس من قال لا اله الّا الله دخل الجنّة کے یہی معنے ہیں۔ اسی طرح "لا نبي بعدي" کے معنی میرے مدّمقابل اور میری مخالفت میں کوئی نبی نہیں آسکتا یہاں "بعد" کے معنی مخالف اور مدّمقابل کے ہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے

فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ (الجاثیہ:7) خدا تعالیٰ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کس بات پر وہ لوگ ایمان لائیں گے۔ یہاں ہرگز یہ معنے نہیں کہ خدا کے بعد اور اس کی آیتوں کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے خدا کے بعد کا کوئی تصور نہیں ہوسکتا اس آیت کے معنے خدا کے بالمقابل اور اس کو چھوڑ کر کس بات پر ایمان لائیں گے کے ہیں۔

یہاں ایک مثال کے ذریعہ بات سمجھانا چاہتا ہوں۔

ایک شخص اپنے لئے ایک مکان تعمیر کرتا ہے اس مکان کے باہر دیوار پر N o admission کا بورڈ آویزاں کرتا ہے اس کے ہرگز یہ معنی نہیں کہ اس گھر کے اندر رہنے والے اس کے ساکنین پر یہ حکم ہے۔ بلکہ باہر رہنے والوں کے لئے ہے۔ اسی طرح حضرت رسول کریم ﷺ نے باذنِ الٰہی

اليوم اكملت لكم دينكم

کے اعلان کے ذریعہ ایک مکمل شریعت دنیا کے سامنے پیش فرما کر فرمایا "لا نبي بعدي" (یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں) اس شریعت کے مدّمقابل کوئی نئی شریعت والا نبی نہیں آسکتا البتہ آپ کی شریعت کے ماتحت آپ کی اطاعت میں نبی آسکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (النساء:۷۰)

یعنی جو اللہ اور اس کے اس رسول (محمد ﷺ) کی اطاعت کریں گے وہ ان میں شامل ہو جائیں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی نبی، صدیق، شہید اور صالح۔ اس آیت کریمہ میں خدا تعالیٰ نے امتِ محمدیہ میں تحصیلِ نعمت کو بیان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی سے ایک انسان صالحیت کے مقام سے ترقی کرکے نبوّت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اپنے دعویٰ نبوّت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف بخشا مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت ﷺ کی امّت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرفِ مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہیں پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوّت کے سب نبوّتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امّتی ہو۔" (تجلّیاتِ الٰہیہ)

نیز فرماتے ہیں کہ

"یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوّت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہِ راست نبیوں کو ملی ہے مگر وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے مگر خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوّت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امّتی۔ اور میری نبوّت آنحضرت ﷺ کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوّت اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام امّتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت ﷺ کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے"۔

(حقیقت الوحی حاشیہ صفحہ:150)

یہاں پر ایک بات واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

قولوا انّه خاتم الانبيآء ولا تقولوا لا نبيّ بعده یعنی یہ تو کہو کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں مگر یہ کبھی نہ کہنا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔

اس قول کی تشریح کرتے ہوئے آگے لکھا ہے۔ و هذا ايضاً لا ينافي حديث لا نبيّ بعدي لانّه اراد لا نبيّ ينسخ شرعه ۔ (تکملہ مجمع بحار الانوار صفحہ 55) یہ آنحضرت ﷺ کی حدیث لا نبی بعدی کے مخالف نہیں ہے کیونکہ لا نبی بعدی سے مراد تو آنحضرت ﷺ کی یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں آئے گا جو آپ کی شریعت منسوخ کر سکے۔ اس میں یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اس کی تشریح میں خاکسار نے سلف الصالحین اور بزرگانِ امّت کے کئی حوالہ جات پیش کئے۔

آنحضرت ﷺ کی ایک اور حدیث لا نبی بعدی کی وضاحت کرتی ہے یعنی كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ

(بخاری کتاب المناقب)

یعنی بنی اسرائیل میں انبیاء ہی حکومت کیا کرتے تھے جب کبھی کوئی نبی فوت ہو جاتا اس کے بعد آنے والا بھی نبی ہوتا میرے بعد نبی نہیں خلفا ہوں گے۔

یہاں مذکور سیکون خلفاء کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ اس میں آنحضرت ﷺ نے

اپنے بعد قریب کا زمانہ مرادلیا ہے جیسا کہ لفظ ''س'' سے ظاہر ہے جو مستقبل قریب کے لئے استعمال کیا جاتا ہے یعنی میرے معاً بعد آنے والے خلفا ہونگے اور معاً بعد نبی کوئی نہیں ہوگا چنانچہ آپ کے معاً بعد جو خلفاء ہوئے یعنی حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ ان میں سے کوئی نبی نہیں بلکہ سب کے سب خلیفہ تھے۔ یہ حدیث صرف آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے درمیانی زمانہ کے لئے ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''لیس بینی و بینہ نبی (ابو داود کتاب الملاحم) یعنی میرے اور نازل ہونے والے مسیح موعودؑ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا۔

ایک سوال انہوں نے یہ اٹھایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ۔لو کان بعدی نبی لکان عمر

(ترمذی کتاب المناقب جلد 2 صفحہ :169)

اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو عمر ہوتے۔

خاکسار نے بتایا اس حدیث کی دوسری روایت میں ہے کہ لولم ابعث لبعثت یا عمر (مرقات شرح مشکوٰۃ) یعنی میں مبعوث نہ ہوتا تو اے عمر آپ مبعوث ہوتے۔

گویا کہ پہلی حدیث کی وضاحت یہ حدیث کرتی ہے۔اس کے بعد بھی کئی امور پر بحث ہوتی رہی ۔ ہر بات پر انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔اس گفتگو کے موقع پر جماعت احمدیہ چنئی (مدراس) کے صدر جناب محی الدین علی صاحب اور مبلغ مولوی محمد علی صاحب بھی موجود تھے۔

مولانا ظہیر احمد خادم صاحب
ناظر دعوت الی اللہ بھارت

مسلمانوں میں عام طور پر یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ایسے خاتم النبیین ہیں کہ آپ کے بعد آپ کے کمالات نبوت ختم ہو گئے اب آپ کے فیض و غلامی سے قیامت تک امت میں آپ کا کوئی امتی نبی نہیں پیدا ہو سکتا۔حالانکہ یہ عقیدہ قرآن مجید اور احادیث اور بزرگان سلف کے اقوال کے لحاظ سے صریحاً بے بنیاد اور غلط ہے۔خاکسار کو 35 سال سے زائد عرصہ ہندوستان میں تبلیغ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اس عرصہ میں عام مسلمانوں اور علماء سے بھی ختم نبوت کے عنوان پر بات کرنے کا موقعہ ملتا رہا ہے اس موقعہ پر اخبار بدر کے خصوصی ''فیضان ختم نبوت نمبر'' کے لئے بعض واقعات پیش خدمت ہیں تا کہ ان کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب بنیں۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میرٹھ شہر کہ ایک نوجوان مکرم ریاض احمد صاحب جو دیوبندی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے جو بعد میں احمدیت قبول کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے کی مجھ سے اس موضوع پر گفتگو ہوئی علاوہ دیگر دلائل کے خاکسار نے انہیں ختم نبوت کا صحیح مفہوم سمجھاتے ہوئے بتایا کہ مقام خاتم النبیین آنحضرت ﷺ کی روحانی رفعتوں کے انتہائی اعلیٰ درجہ کا نام ہے اور آپ کا روحانی فیض قیامت تک جاری وساری ہے اور تا قیامت نوع انسان آپ کے ہر قسم کے روحانی فیض و انعامات سے فیض پاتی رہے گی کسی فیض کے بند یا ختم ہو جانے سے اس ذات کی کوئی بڑائی نہیں بلکہ اس کے فیض سے اگر کوئی متمتع ہوتا ہے تو اس کی بڑائی ہے؟ جیسے اگر کوئی چشمہ جاری ہے تو اسے اچھا سمجھا جاتا ہے اور بند چشمہ کی کوئی وقعت نہیں ہوتی دوران گفتگو خاکسار نے ان سے پوچھا کہ ہم جو درود پڑھتے ہیں اور ساری امت آج تک پڑھ رہی ہے اس میں ہر مسلمان اللہ سے یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ محمد ﷺ اور آپ کی آل پر وہی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما جو برکتیں تونے (ابو الانبیا) ابراہیم اور آپ کی آل پر نازل فرمائی ہیں اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی آل پر کون سی برکتیں نازل ہوئیں ۔ ہر مسلمان اس امر سے واقف ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے میرے مولیٰ میری آل پر بکثرت انعام نبوت نازل فرما اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری دعا اس شرط کے ساتھ قبول کرتا ہوں کہ لا ینال عھدی الظالمین کہ جو ظالم ہوں گے انہیں یہ انعام نہیں ملے گا۔کیا کوئی مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ درود ابراہیمی میں اللہ کے حضور آنحضرت ﷺ کی کی گئی دعا نعوذ باللہ قبول نہیں ہوئی۔ اگر ہوئی ہے تو پھر جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل میں یہ در پہ نبی پیدا ہوئے آنحضرت ﷺ کی آل میں سے کسی نہ کسی کو بھی بننا چاہیئے تھا ورنہ یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ کی محبت کے بعد اب یہ انعام بند کر دیا ہے یہ کہنے کے مترادف ہے کہ درود ابراہیمی میں کی جانے والی دعا کرنے کا جسے اللہ نے قبول ہی نہیں کرنا کوئی فائدہ نہیں پس اس دلیل نے مکرم ریاض احمد مرحوم کے دل پر اسقدر اثر کیا کہ وہ بھڑک اُٹھے اور کہنے لگے کہ یہی مسئلہ تھا جو الجھا ہوا تھا وہ آج حل ہو گیا ہے۔اب میرا دل مامور زمانہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کی بیعت کرنے پر مطمئن ہے چنانچہ موصوف نے بیعت کی کے فضل سے تا زندگی اس عہد بیعت پر قائم رہے اور ابھی دو تین سال پہلے موصوف کی وفات ہوئی ہے۔

اسی طرح لکھنؤ کے ایک عالم دین مولوی عظیم احمد صاحب سے ختم نبوت کے موضوع پر بحث ہوئی تو خاکسار نے اُسے بتایا کہ آنحضرت ﷺ کا مقام خاتم النبیین آپ کی نبوت کے ختم کرنے کے معنوں میں نہیں بلکہ آپ کا مقام خاتم النبیین آپ کی اعلیٰ درجہ کی روحانی رفعتوں کے مقام کے اظہار کیلئے ہے جو کسی کو عطا نہیں ہوئیں خاکسار نے برسبیل تذکرہ انہیں بتایا کہ آج کل علماء کی طرف سے تحفظ ختم نبوت جو کمیٹیاں بنائی گئی ہیں کیا یہ لفظ تحفظ خود اس امر کا ثبوت نہیں ہے کہ ان کے دل اجراء نبوت کے قائل ہیں مگر محض مامور زمانہ کی مخالفت کی وجہ سے نبوت کے ختم ہونے پر زور دئے جا رہے ہیں کیونکہ حفاظت تو اس چیز کی کی جاتی ہے جس کا وجود ہو اور وہ موجود ہو لیکن جو چیز ہے ہی نہیں اور ختم ہے اس کی حفاظت کا کیا سوال ہے پھر یہ کمیٹی اس لحاظ سے مضحکہ خیز ہے کہ ختم نبوت کا تاج آقاء نامدار کو اللہ تعالیٰ نے پہنایا ہے اس کی حفاظت بھی اُسی نے کرنی ہے کوئی کمیٹی یا کوئی ملاں اس کی کیا حفاظت کرے گا۔قرآن مجید بتاتا ہے کہ جب بھی کوئی نبی دنیا میں آیا اُس کے ماننے والوں نے یہی کہا کہ اب اس کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ بہر حال آنحضرت ﷺ کے مقام خاتم النبیین کو سمجھنے کی ضرورت ہے ساری اُمت مسلمہ ہر نماز میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی دعا کر کے اللہ تعالیٰ سے روحانی انعامات کا مطالبہ کرتی ہے لیکن ان انعامات میں سے پہلے انعام نبوت کا انکار کرتی ہے اللہ مسلمانوں کو اس کی سمجھ عطا کرے۔

مولانا محمد حمید کوثر صاحب
پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان

اپریل 1984ء میں پاکستان کے ایک آمر نے جماعت احمدیہ کے خلاف ایک فرعونی آرڈیننس 298.C,298B جاری کیا جس کے نتیجہ میں پاکستان کی جماعت پر انتہائی ظالمانہ پابندی عائد کر دی گئی۔ اس آرڈیننس کی گونج دنیا کے کونے کونے میں سنائی دینے لگی۔ خاکسار ان دنوں بمبئی میں بطور مبلغ مہاراشٹر و گجرات خدمت بجا لا رہا تھا۔ بمبئی ہمیشہ ہی صحافت کا مرکز رہا ہے۔اس آرڈیننس کے بعد وہاں کے ذرائع ابلاغ سے منسلک لوگ احمدیہ مسجد آتے اور قسم قسم کے سوالات کرتے۔اس دوران مولانا محمد حسیب صاحب نام کے ایک عالم اپنے ساتھ سات آٹھ آدمیوں سمیت مسجد میں آئے اور کہنے لگے کہ میں نے مدینہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی ہے۔اور میں ختم نبوت کے حوالہ سے آپ سے سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ظاہر یہی کرتے رہے کہ ہم یہ معلومات ذاتی تحقیقات اور علم کے لئے کر رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے جو سوالات کئے اور خاکسار نے جو جوابات دئے وہ انتہائی اختصار کے ساتھ تحریر ہیں اس موقعہ پر خاکسار کے ساتھ مکرم محمود احمد راچوری صاحب صدر جماعت احمدیہ بمبئی اور مکرم عبد الغفور صاحب تھے۔

سوال: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ: لوگو! تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد (ﷺ) نہیں لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔قرآن مجید کی سات قراۃ میں سے بعض میں ''خاتم'' ''تا'' کی زیر کے ساتھ آیا ہے جس کے معنی ختم کرنے کے ہیں پس جب آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں تو مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت کا کہاں تک جواز ثابت ہے؟

جواب: آپ کے نزدیک خاتم کے معنی ختم کرنے کے ہیں لیکن جماعت احمدیہ کے نزدیک یہ معنی درست نہیں۔اب جب کہ آپ

اور ہم میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے تو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (النساء ۶۰) یعنی اگر تم کسی معاملہ میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔

آیئے! ہم اس معاملہ کو پہلے اللہ کی کتاب قرآن مجید کی طرف لوٹاتے ہیں۔ آپ قرآن مجید کی کوئی ایک آیت پیش کریں جو آپ کے معنوں کی تائید کرتی ہو۔ خاکسار فی الوقت تین آیات قرآن مجید کی آپ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اگرچہ اس کے علاوہ بھی ہیں۔

1. یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ۔ (الاعراف ۳۶)

ترجمہ: اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجے جائیں۔

اس آیت میں ''یَاْتِیَنَّ'' آیا ہے۔ جو کہ مضارع نون ثقیلہ کے ساتھ آکر مفہوم کو زمانہ مستقبل میں خاص کر دیتا ہے۔ اگر آپ کے معنوں کے مطابق کسی کو آنا ہی نہیں تھا مضارع کا صیغہ کیوں استعمال کیا گیا۔ ماضی کا استعمال کیا جاتا۔ نون تاکید کبھی لام مفتوح کے ساتھ آتا ہے جیسے ''لَیَفْعَلَنَّ'' اور کبھی امّا کے ساتھ جیسے اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ (بنی اسرائیل: 23)

2. اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ م بَصِیْرٌ (الحج: ۷۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ چنتا ہے اور چنے گا فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے بھی اس آیت میں یَصْطَفِیْ مضارع کا صیغہ ہے جو حال اور مستقبل دونوں کے لئے آتا ہے پس ''یَصْطَفِیْ'' کے معنی ہوئے ''چنتا ہے اور چنے گا'' پس خاتم کے معنی آخری ہوں تو یصطفی کو بصیغہ مضارع لانے کی ضرورت نہ تھی بلکہ اسے ماضی کے صیغہ میں لانا چاہئے تھا۔

3۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفاتحہ میں مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ'' ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی تفسیر قرآن مجید میں دوسری جگہ میں بیان فرما دی وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا۔ (النساء ۷۰) یعنی جو اطاعت کریں گے اللہ کی اور اس کے اس رسول ﷺ کی پس وہ ان میں شامل ہو جائیں گے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی نبی، صدیق شہید اور صالح اور وہ اُن کے اچھے ساتھی ہوں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اُمت محمدیہؐ میں سے جو اللہ اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کریں گے تو اللہ اس کی پیروی کے معیار کے مطابق اُنہیں چار روحانی مدارج یعنی نبی صدیق شہید اور صالح میں سے کوئی مقام عطا کرے گا۔ اب یہ چاروں مقامات واوِ عاطفہ کے ساتھ مربوط ہیں یعنی اگر ملنے کا امکان ہے تو چاروں کا ہے۔ اگر نہیں ہے تو کسی ایک کا بھی نہیں ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ جس امت کو خیر امت کہا جائے اس کو ان مقامات اربع میں سے کوئی بھی نہ ملے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت کی بنا پر مقام نبوت ملنے کا امکان ہے تو پھر ''خاتم'' کے معنی آخری کرنے کا کیا جواز ہے؟

4۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ النساء آیت 82 میں بیان فرمایا ہے کہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔ اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں پھر تمہارے پاس کوئی ایسا رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہو تو ضرور اس پر ایمان لے آنا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔ سب نبیوں والا عہد سے مراد یہ ہے کہ جو عہد سب نبی اپنی امتوں سے لیتے چلے آئے ہیں۔ یہی عہد سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی وساطت سے آپ کی امت سے بھی لیا گیا اور سورۃ الاحزاب میں اس کا ذکر ہے۔ (وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْکَ (الاحزاب 8) اور یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے ان پر عائد کردہ ایک خاص بات کا وعدہ لیا تھا اور تجھ سے بھی وعدہ لیا تھا۔ اگر خاتم النبیین سے یہ مراد لی جائے کہ اب کسی قسم کا نبی آ ہی نہیں سکتا تو اس میثاق کا ''مِنْکَ'' یعنی نبی کریم ﷺ سے لینے کا کیا مقصد ہے؟

سائل کا جواب: جو معنی میں نے بیان کئے ہیں اس کی تائید اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (المائدہ 4) قرآن پاک سے ثابت ہے اور اتممت سے مراد تمام اور ختم ہونا ہے اور یہی معنی میں نے خاتم النبیین کے بتائے ہیں۔

خاکسار کا جواب:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے بارہ میں فرمایا اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ تَمَامًا (الانعام ۱۵۵) ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔ موسیٰ کی کتاب کے لئے بھی تماما کا لفظ آیا ہے اس کے بعد بھی قرآن مجید نازل ہوا اس سے ثابت ہوا کہ اتممت سے وہ مراد نہیں جو آپ بیان کر رہے ہیں۔

ایک اور پہلو سے اس آیت کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے اگر کوئی جغرافیہ کا عالم جغرافیہ پر مدلل کتاب لکھے اور یہ دعویٰ کرے کہ میری یہ کتاب جغرافیہ کے موضوع پر ایک کامل و مکمل کتاب ہے۔ ہر عقل مند کے نزدیک اس کا دعویٰ تبھی صحیح ثابت ہو سکتا ہے جب کہ اس کتاب کو پڑھ کر کچھ طلبہ ماہر جغرافیہ دان بن جائیں تب ہی اس ماہر جغرافیہ کی مہارت اور کتاب کے کامل ہونے کا دعویٰ صحیح ثابت ہوگا بالکل اسی طرح قرآن مجید اور محمد مصطفیٰ ﷺ کا کمال اور افضلیت دنیا والوں کے نزدیک تب ہی ثابت ہو گی جب کہ کوئی یہ دعویٰ کرے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید پر عمل پیرا ہونے اور آنحضرت ﷺ کی اتباع سے صالحیت، صدیقیت، شہادت اور نبوت کا اعلیٰ مقام عطا کیا ہے۔

عصر حاضر میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا اس پہلو سے بھی کمال ثابت کرتے ہوئے اعلان فرمایا: (گفتگو کے دوران خلاصہ بیان کیا گیا تھا یہاں اصل عبارت درج ہے)

''سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پایا جانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی راہوں کی پیروی نہ کرتا سو میں نے جو کچھ پایا اس کی پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی ﷺ کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۲)

پھر خاکسار نے اُن سے عرض کیا کہ آیت ''خاتم النبیین'' کی تفسیر ایک پہلو سے بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۃ الکوثر میں بیان فرمایا اے محمد! یقیناً تیرا دشمن (نرینہ اولاد سے محروم ہے) یعنی ابتر ہے اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ (الکوثر ۳)

آیت خاتم النبیین کا جو ترجمہ آپ نے اپنے ترجمہ قرآن مجید سے پڑھ کر سنایا ہے کہ ''لوگو! تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد (ﷺ) نہیں۔'' زمانہ جاہلیت میں جو مرد کسی شخص کا باپ نہیں ہو کرتا تھا اسے ابتر کہا جاتا تھا اور یہی بات وہ (العیاذ باللہ) رسول کریم ﷺ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس آیت خاتم النبیین میں تسلیم کیا ہے کہ محمد ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں تھے۔ اگر آپ کی تفسیر مان لی جائے تو اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ محمد ﷺ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں تھے لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں یعنی آپ کی جسمانی اولاد ختم ہونے کے ساتھ ساتھ آپ نبیوں کو بھی ختم کرنے والے ہیں۔

بڑی معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ آپ بھی وہی بات سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف منسوب کر رہے ہیں جو اعدائے اسلام منسوب کرتے تھے۔ دونوں کے موقف میں فرق کیا رہا؟ مولانا حسیب اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگے شاید اُن میں سے کوئی جواب دے جب خاکسار نے خاموشی دیکھی تو انہیں سمجھایا۔

برادران! اس آیت کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ جب اعدائے اسلام نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر (العیاذ باللہ) ابتریت کا الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا کہ یہ تو درست ہے کہ محمد (ﷺ) کسی مرد کے باپ

نہیں (اس میں ایک حکمت ہے) لیکن (یہ کوئی الزام لگانے کی بات نہیں) وہ اللہ کے رسول ہونے کیوجہ سے تمام نبیوں کے روحانی باپ اور نبی ہیں۔ اور اسی لئے قرآن شریف کی سورہ الاحزاب کی (جس میں آیت خاتم النبیین ہے) آیت نمبر چھ میں یہ ذکر کرتا ہے کہ محمد ﷺ کی ازواج مطہرات (وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ) مومنوں کی مائیں ہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ روحانی اور دینی لحاظ سے نہ صرف مومنوں کے باپ ہوئے بلکہ نبیوں کی مہر یعنی آئندہ آنے والے نبیوں کے بھی روحانی و دینی اعتبار سے باپ ہوں گے۔ آپ کی روحانی اولاد کا سلسلہ صرف مومنوں تک محدود نہ رہے گا بلکہ صدیق شہید صالح کے علاوہ ایک وہ اُمتی بھی ہوگا جسے اللہ تعالیٰ مقام نبوت سے سرفراز فرمائے گا۔ اور وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں۔

عربی قواعد کے مطابق ''لکن'' استدراک کے لئے آتا ہے دَفْعُ تَوَهُّمٍ نَاشِئٍ عَنْ كَلَامٍ سابق یعنی گذشتہ کلام کے پڑھنے یا سننے سے جو شک پیدا ہوتا ہے لکن لاکر اس کا ازالہ کیا جاتا ہے۔ جیسے ہم اردو میں بھی کہتے ہیں کہ 'زید بیمار ہے لیکن کمزور نہیں ہے۔ پہلے جملے بیمار نے یہ شک پیدا کیا تھا کہ کہیں وہ کمزوری محسوس نہ کر رہا ہو۔ 'لیکن' لاکر اس شک کو دور کیا کہ نہیں وہ کمزور نہیں ہے۔ کفار و منافقین کا لازام یہ تھا اس کی جسمانی اولاد نہیں اس شک کا ازالہ ''لیکن'' لاکر کیا گیا کہ اس کے روحانی فیض سے نہ صرف مومن بلکہ صدیق اور شہید صالحین اور نبی بھی ہوں گے۔ تاریخ نے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے بڑے بڑے دشمنوں کی اولاد کو سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانے کی توفیق دی۔ اور وہ آنحضرت ﷺ کی روحانی اولاد بن گئی۔ دشمنوں کا نام لینے والا کوئی بھی نہیں رہا۔

(گفتگو جب یہاں تک پہنچی تو مولانا حسیب صاحب اپنے ساتھیوں سمیت جانے کی تیاری کرنے لگے اس تحدی کے ساتھ کہ اگلے اتوار کے روز بہتر تیاری کرکے آئیں گے)

چلتے چلتے خاکسار نے ان کو کہا کہ آیت ''خاتم النبیین'' کی ایک قرأۃ کی آپ نے بات کی تھی اس کے جواب میں عرض ہے کہ ''درمنثور'' میں آیت خاتم النبیین کی تفسیر کے تحت درج ہے کہ ابوعبد الرحمٰن بن سلمی حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے۔ اتنے میں حضرت علیؓ تشریف لائے اور ابو عبد الرحمان بن سلمی کو فرمایا: اقرءهما و خاتم النبيين بفتح التاء، 'دیکھو انہیں خاتم النبیین کا حرف ''ت'' کی فتح کے ساتھ پڑھانا۔

پس حضرت علیؓ کے اس فرمان کے بعد خاتم النبیین ''ت'' کی زیر کے ساتھ پڑھنے کا جواز ختم ہو جاتا ہے۔

خاکسار نے چلتے چلتے کہا مولانا! اگر خاتم کے معنی آخری نبی کے ہی کرتے ہیں تو آپ کے عقیدہ کے مطابق جب حضرت عیسیٰؑ آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے تو اس روئے زمین پر آخری نبی کون ہوگا۔ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ یا حضرت عیسیٰ؟ اگر یہ کہیں کہ وہ بغیر منصب نبوت کے آئیں گے تو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ان کے بارہ میں فرمان ہے وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا○(مریم 31) وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ (الصف:7) کیا خدانخواستہ قرآن مجید میں نبی و رسول کو بھی حذف کرنے کی جسارت کی جائے گی۔

مولانا حسیب صاحب نے فرمایا کے اگلی ملاقات میں ان موضوعات پر تفصیل سے بات ہوگی۔ یہ گفتگو مئی 1984ء میں ہوئی تھی خاکسار اپریل 1985ء تک ممبئی میں رہا اگلے اتوار کو واپس آنے کا وعدہ کرنے والے پھر کبھی نہیں آئے۔؟؟

مولانا غلام نبی نیاز صاحب

مربی سلسلہ

داعی کی حیثیت سے میرا سفر زندگی اور کچھ دلچسپ واقعات

داعی الی اللہ کی حیثیت سے میرا سفر زندگی اگست ۱۹۶۸ سے شروع ہوتا ہے۔ اس دوران بہت سارے مدوجزر اور تلخ و تُرش حالات سے گذرنا پڑا۔ جو ہر ایسے راہی کا جُزو لاینفک ہے لیکن قربان جائیں اپنے رب کریم کے جس کی نصرت و رحمت ہمہ وقت دستگیری فرماتی ہے۔ احقر کا یہ سفر جب تک مولا کریم کی مرضی ہوگی جاری رہے گا۔ رفتہ عرصہ بہت سارے دلچسپ واقعات کا مرقع ہے۔ صرف دو تین دلچسپ واقعات مضمون بالا کے ضمن میں عرض ہیں۔

ستمبر ۱۹۷۰ میں خاکسار بطور خادم سلسلہ سرینگر منتقل ہوا۔ کچھ عرصہ بیتنے کے بعد ایک دن خاکسار کو کشمیر یونیورسٹی جانا پڑا۔ لال چوک سرینگر سے بس پر سوار ہوا۔ تبلیغ کا جوش تھا بس میں ہی مختلف لوگوں سے گفتگو ہوئی بہت کچھ سننا اور سہنا پڑا۔ آخر ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ جو پیشہ سے یونیورسٹی میں ہی بطور لیکچرار کام کرتا تھا نے سوال کیا کہ ہر عارف باللہ کا کوئی نہ کوئی رہبر ہوا کرتا ہے۔ مرزا صاحبؑ کا رہبر اور پیر کون تھا؟ خاکسار نے فوراً کہا

دِگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمدؐ

اس کے ساتھ ہی بات اختتام کو پہنچی۔

ایک دلچسپ گفتگو:

دوران قیام سرینگر ایک دفعہ مکتب اہلحدیث سے تعلق رکھنے والے دوست مکرم غلام رسول صاحب ایم اے پولیٹیکل سائنس اور ایم اے اسلامیات سے وفات مسیح و ختم نبوت پر بات ہوئی۔ واضح رہے کہ موصوف بہت ہی ملنسار، خوش اخلاق، خوش پوش تھے اللہ تعالیٰ نے ظاہری حسن سے بھی نوازا تھا۔ دینی اور دنیوی طور پر چونکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے لہٰذا کلام تہذیب کے دائرے میں ہی کرتے تھے۔ خاکسار نے اُن سے پوچھا کہ مکتب اہل حدیث سے تعلق رکھنے والے دوست غلام محمد۔ غلام رسول یا اِس طرح کے نام رکھنے سے احتراز کرتے ہیں۔ آپ نے اپنا نام غلام رسول کیوں رکھا ہے؟ موصوف نے غالباً اس کا جواب نہیں دیا اور نہ ہی اس کو زیادہ اہمیت ہی دی۔ خاکسار نے عرض کیا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہودؑ نے غلامان مصطفیٰ ﷺ بننے کو فخر سمجھا ہے آپ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی غلامی ہفت اقلیم کی بادشاہت سے زیادہ باعث افتخار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں خاک پائے احمد مختار بننے کی توفیق عطا کرے۔

ختم نبوت کے موضوع پر مولانا غلام رسول صاحب سے لمبی گفتگو ہوئی موصوف کی دلیل تھی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے ''لوكان بعدى نبياً لكان عمر'' اگر میرے بعد نبی ہوتے تو حضرت عمر ہوتے۔ خاکسار نے اولاً ان کو بتایا کہ ''صاحب ترمذی'' نے اس حدیث کو غریب بتایا ہے (ہذا حدیث غریب) جب یہ بات ہے تو یہ ناقابل اعتبار ہے۔ نیز یہ بات بھی ہمیشہ زیر نظر رکھنی چاہئے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں بھی فرمایا ہے کہ وہ اُمت میں سے سب سے افضل ترین وجود ہیں فرمایا ابوبكر افضلُ هذهِ الامةِ الا ان يكون نبى كنوز الحقائق فى حديث خير الخلايق'' خاکسار نے اُن کو یہ بھی بتایا کہ یہ حدیث امکان نبوت پر بھی زبردست دلیل ہے کیونکہ اس میں یکونُ مضارع کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو حال اور مستقبل پر دال ہے۔ حضور انور ﷺ کے مخاطب صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم تھے۔ اُن کی معرفت ہمیں اُن احادیث کا علم ملتا ہے۔ ایک طرف آنحضرت ﷺ کا حضرت عمرؓ کے بارہ میں یہ بتانا کہ وہ نبی ہوتے اور دوسری طرف حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں فرمانا کہ اُمت کے افضل ترین یا بہترین وجود ہیں۔ کیا دونوں احادیث متصادم اور مُتضاد نظر نہیں آتیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے کلام پاک میں اس قسم کا تصادم کسی بھی صورت میں ممکن نہیں وہ تو بہت ہی مصفیٰ اور منقّیٰ کلام ہوتا ہے۔ بات لمبی ہوتی گئی خاکسار نے موصوف کے ایک سوال کے جواب میں یہ بھی عرض کیا کہ حضور پاک صلعم کی امت سب اُمتوں سے افضل و اعلیٰ ہے اور علماء کے بارہ میں یعنی علمائے ربانی کے بارہ میں آپؐ نے فرمایا ہے'' علماء اُمتی کا نبیاء بنی اسرائیل کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کے مانند ہیں۔ اس پر جرح کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ ہاں'' کار نبوت'' اُن کے ذمہ ہو گیا ہے۔ نہ کہ اُن کو نبوت دی گئی ہے چونکہ گفتگو دلچسپ تھی خاکسار نے اُن سے علماء کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد ہے۔ وہ عام علماء ہیں یا خاص۔ ظاہر ہے کہ عام علماء مراد نہیں ہیں۔ خاص علماء ہی ہیں جو علماء ربانی کہلاتے ہیں۔ اس سے مولانا صاحب کا اتفاق تھا۔ خاکسار نے پھر پوچھا جن علماء ربانی

کی بات حدیث مبارک میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمائی ہے اُن کے بارہ میں پہلے یہ فیصلہ ہونا چاہیئے کہ آیا وہ علماء انبیاء بنی اسرائیل کے برابر ہیں یا اوپر ہیں یا کم تر ہیں۔ وہ کہنے لگے اوپر کا درجہ تو اُن کو دیا نہیں جاسکتا اور نہ ہی ارشاد حضور انور صلعم کے ہوتے کم۔۔کہا جانا مناسب ہے۔ برابر ہی کیا جاسکتا ہے۔ خاکسار نے کہا کہ یہی بات آپ سے سننا چاہتا تھا اور یہی جواب ہر انصاف پسند کو دینا زیب دیتا رہے گا۔ انبیاء بنو اسرائیل براہ راست اللہ تعالیٰ کے منتخب نبی تھے جبکہ آنحضرت ﷺ کے غلام علماء آپ کے فیض رساں حسب مراتب بنتے ہیں اور یہ سلسلہ ناختم ہونے والا ہے۔ جہاں تک مسیح موعود و مہدی معہودؑ کا سوال ہے اُن کو تو خود آقا نامدار سید ولدِ آدم حضرت خاتم النبیین ﷺ نے نبی کہہ کر پکارا ہے چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کا دعویٰ ہی یہ ہے کہ آپ کو جو کچھ ملا آنحضرت صلعم کی غلامی میں ملا ہے اور یہی آپ کا دعویٰ ہے کہ ''سُمیتُ نبیاً من اللہ علی طریق مجاز'' جس کو ظلی اور بروزی نبوت کہا جاتا ہے۔ اس دلچسپ گفتگو کے بعد مولانا بایں وعدہ رخصت ہوئے کہ پھر کبھی ملیں گے اور مزید گفتگو کریں گے افسوس مولانا جوان سالی میں ہی وفات پا گئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے جدھر ''سیکونُ فی اُمتی ثلثُون کذابون'' فرمایا ہے اُدھر اُمت کو مسیح موعود و مہدی معہودؑ کی نوید روح پرور بھی سُنائی ہے اور واضح اور غیر مبہم الفاظ میں آپ کو ''نبی'' کے خطاب سے یاد فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا ''لیس بینی وبینہ نبی وانہ لنازلُ'' کہ میرے اور اُس کے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ یقیناً نازل ہوں گے۔ یعنی ایک میں نبی ہوں اور ایک وہ نبی ہوں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''لولم ابعث لبعثت یا عمر'' کہ اے عمر اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو تو مبعوث ہوتا۔ پس آنحضرت ﷺ کے اس قولِ مبارک کے ہوتے ہوئے ''لوکان بعدی نبیاً لکان عمر'' کی حقیقت کو سمجھنا چنداں مشکل نہیں رہتا۔

مولانا مقصود احمد بھٹی صاحب
زونل امیر آگرہ یوپی

مکرم ایڈیٹر صاحب نے خاکسار سے تبلیغی میدان میں ختم نبوت کے موضوع پر ہونے والے واقعات کو قلمبند کرنے کا ارشاد فرمایا ہے خاکسار نے ۲۲ سالہ میدان تبلیغ میں اس موضوع پر غیر احمدی علماء کے علاوہ عام مسلمانوں کے ساتھ بے شمار مزاکرات اور بحث مباحثے ہوئے ہیں۔ جن کا یہاں ذکر کرنا مشکل ہے۔ تاحدیث نعمت کے طور پر چند واقعات کا ذکر کر دیتا ہوں۔

(۱) ایک واقعہ بنگلور میں خدمت بجا لانے کے دوران تبلیغی دورہ کے موقعہ پر پیش آیا بنگلور سے تقریباً ۱۰۰ کلومیٹر دور بمقام گُمی بنگلور کے احمدی دوستوں کے ساتھ تبلیغی وفد کی شکل میں گئے جہاں پر ہمارے ایک احمدی دوست مکرم کلیم اللہ صاحب کے رشتہ دار رہتے ہیں کسی دور میں وہاں پر باقاعدہ جماعت تھی مخالفت اور دوسرے حالات کی وجہ سے بعض احمدی شیموگہ اور بعض بنگلور ہجرت کر گئے وہاں اُن کے رشتہ داروں کے ساتھ تبلیغی گفتگو کیلئے آتے جاتے تھے۔ ایک دن وہاں گئے تو مخالفین نے پہلے سے پلان بنایا ہوا تھا کہ جب بھی یہ لوگ آئیں تو کسی طرح ان کو مسجد میں لیکر آجاؤ وہاں بیٹھ کر بات ہوگی جب کلیم اللہ صاحب کے ایک رشتہ دار کے گھر گئے تو وہاں ایک نوجوان نے کہا کہ ہمارے مولانا صاحب بہت نیک اور سمجھدار ہیں اُن کی خواہش ہے کہ اُن کو بھی احمدیت کا پیغام پہنچایا جائے۔ ہم نے منع کیا کہ مولوی فتنہ پرداز ہوتے ہیں ہم وہاں نہیں جائیں گے لیکن اُس نے کہا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی آپ کو اُف تک نہیں کہے گا۔ خیر ہمارا وفد مسجد کے اندر گیا جو قلعہ نما مسجد تھی تعمیری کام بھی چل رہا تھا۔ تبلیغی گفتگو شروع ہوئی۔ عقیدہ ختم نبوت اجرائے نبوت اور دیگر موضوعات پر بات چل ہی رہی تھی کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بحیثیت اُمتی نبی کے وحی والہام پر بات شروع ہوئی تو اُس مولوی نے خاکسار کے منہ پر زور دار تھپڑ مار دیا۔ جس پر ہمارے دوستوں نے روکا کہ زبان سے بات کریں یہ کیا طریق ہے آپ کے بلانے پر آپ کے پاس آئے ہیں۔ پلان کے مطابق بہت سے لوگ اکٹھے ہو چکے تھے۔ مولوی اور دیگر لوگ مشتعل ہو گئے۔ قلعہ نماز مسجد کے گیٹ بند کر دیئے گئے ڈنڈے نکل آئے حالات کافی کشیدہ ہو گئے۔ کسی طرح ہمارا ایک نوجوان گیٹ سے باہر نکل کر گیا اور سامنے ہندو دوکانداروں کو کہا کہ ایسے حالات ہو گئے ہیں کیا کیا جائے ہندوں دوکانداروں نے فوری پولیس کو فون کیا اور فوری پولیس بھی پہنچ گئی ہم کو حالات کے پیش نظر پولیس سٹیشن لے گئے وہاں پولیس انسپکٹر بھی مسلمان تھا جب سارے حالات بتائے گئے تو انسپکٹر نے کہا آپ یہاں آئے کیوں۔ جب بتایا گیا کہ ہم کو تو مسجد میں ان لوگوں نے بلایا تھا۔ اور ہمارا معتقف یہ ہے تب انسپکٹر نے اُن کو کہا کہ آپ کو اگر اتفاق نہیں ہے ہندوستانی قانون کے مطابق اپنی بات سب کو بتانے اور کہنے کا حق ہے۔ اس لئے آپ نے ان سے بدسلوکی کر کے غلطی کی ہے۔ بہرکیف اللہ نے وہاں سے بھی معجزانہ طور پر مخالفین احمدیت سے بچایا۔ یہ بھی محض نبوت کے نام پر مخالفین نے ہمارے ساتھ سلوک کیا۔

(۲) خاکسار ۲۰۰۹ سے صوبہ یوپی میں بحیثیت مبلغ انچارج آیا تو دیکھا کہ آئے دن مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے جلسوں کے ذریعہ جماعت کے خلاف ظالمانہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ اور چونکہ دیوبندی عقیدہ کے لوگ اُردو اخبارات پر قابض ہیں اخبارات میں بھی گند اُچھالا جا رہا ہے خاص کر راشٹریہ سہارا اُردو لکھنؤ بار بار مخالفین کے مضامین شائع کر رہا ہے۔ ایک دن خاکسار راشٹریہ سہارا اخبار کے دفتر گیا اور کہا کہ دیکھو آپ جماعت کے خلاف مخالفین احمدیت کے مضامین اور خبریں شائع کر رہے ہیں جو کہ بالکل بے بنیاد ہیں اوّل تو یہ شائع نہ کریں اگر کر رہے ہیں تو ہماری تردید وضاحت بھی شائع کریں۔ وہاں دیوبندی مسلک کا آدمی بیٹھا تھا اُس نے صاف انکار کر دیا کہ آپ عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہیں آپ کی وضاحت بالکل شائع نہیں کی جائے گی۔ بڑی فکر ہوئی بالآخر ایک اخبار اودھ نامہ جو کہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا ہے رابطہ کیا گیا ایک تفصیلی مضمون ''عقیدہ ختم نبوت اور جماعت احمدیہ'' لیکر گیا ایڈیٹر نے دیکھتے ہی کہا اس کو شائع کر کے میں اپنی پریس کو آگ لگوا دوں۔ میں نے اُن کو سمجھایا کہ آزاد صحافت کے پیش نظر آپ ہمارے موقف کو شائع کر دیں تو مہربانی ہوگی۔ اُس نے کہا ایک صورت ہو سکتی ہے کہ مضمون تو اتنا بڑا ہے اگر اس کو اشتہار کے نام سے شائع کیا جائے تو تقریباً ایک لاکھ روپے تک خرچ آئیں گے۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں اپنے بچاؤ کیلئے برائے نام رقم لیکر بطور اشتہار اس کو مضمون کو شائع کر سکتا ہوں خیر آخر بہت ہی کم قیمت جو کہ نہ کے برابر تھی دیکر تقریباً ایک صفحہ سے کم حصہ پر تفصیلی مضمون شائع کروایا۔ میرے خیال میں لکھنؤ کی کسی اخبار میں اتنا تفصیلی مضمون پہلی مرتبہ شائع ہوا ہوگا یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ بعد میں ایڈیٹر نے بتایا کہ مجھے مولویوں کے فون آ رہے ہیں۔

❁❁❁

حضرت مسیح موعودؑ کا مقام نبوت اور غیر مبائعین کا موقف

تنویر احمد ناصر۔ نائب ایڈیٹر بدر قادیان

نبوت اللہ تعالیٰ کی ایک وہبی نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے نبوت کے انعام سے سرفراز فرماتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے (الحج آیت ۷۶) یعنی اللہ فرشتوں میں سے اپنے رسول منتخب کرتا ہے (اور آئندہ بھی کرتا رہے گا) اور اسی طرح انسانوں میں سے بھی۔ اس آیت کریمہ سے جہاں ایک طرف یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نبوت کا انعام فرشتوں اور انسانوں میں سے جسے چاہتا ہے جب چاہتا ہے عطا کرتا ہے وہیں منکرین فیضان نبوت کی تردید کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ کے نبی و رسول دنیا کی اصلاح کیلئے آتے رہیں گے۔

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات قرآن مجید میں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی آپؐ کی پیروی میں نبوت جاری ہے چنانچہ آج سے چودہ سو سال قبل آپؐ نے اُمت محمدیہ کے ایک عظیم الشان مسیح موعود اور امام مہدی کی آمد کی خوشخبری دی تھی جس نے حکم و عدل بن کر مسلمانوں کے اندرونی اختلافات کا حل کرنا تھا اور اسلام کو دیگر ادیان کے حملوں سے بچا کر ان پر غالب کرنا تھا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔

آنحضرتؐ نے اس آنے والے کے لئے صحیح مسلم کی حدیث میں ۴ مرتبہ نبی کا لفظ استعمال فرمایا۔ اسی طرح ابو داؤد کی حدیث میں فرمایا کہ لیس بینی وبینہ نبی یعنی اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اسی طرح کنوز الحقائق میں روایت آتی ہے کہ ابوبکر افضل ھذہ الامۃ الا ان یکون نبی یعنی ابوبکر اس اُمت کے سب سے افضل فرد ہیں۔ سوائے اس کے کہ کوئی نبی پیدا ہو چنانچہ آپؐ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق وہ مبارک ساعت آئی اور وہ پاک وجود قادیان کی مقدس بستی میں دنیا کی اصلاح کیلئے مبعوث ہوا جس کی بعثت اور نزول کے انتظار میں ہزارہا صلحائے امت گذر گئے یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاک مکالمہ میں نبی و رسول کے ناموں سے مخاطب کیا اور مسلسل ۲۳ سال تک یعنی آپؑ کی وفات تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

آپؑ کے بعد جماعت احمدیہ میں دوسری قدرت کا قیام عمل میں آیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل مولانا نورالدین صاحب خلیفہ اوّل منتخب ہوئے اور ساری جماعت احمدیہ نے متفقہ طور پر آپؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ اور جانشین تسلیم کیا۔ آپؓ کی وفات ۱۹۱۴ میں ہوئی آپ کی وفات پر جماعت کے چند لوگوں نے جناب مولوی محمد علی صاحب کی سرکردگی میں خلافت سے روگردانی کرتے ہوئے الگ پارٹی بنالی۔ جناب مولوی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب نے جماعت کے ابتدائی ایام میں مقدمات کے سلسلہ میں بہت خدمت کی۔ مجلس معتمدین کے معرض وجود میں آنے پر دونوں لائف ممبر مقرر ہوئے اور اوّل الذکر سیکرٹری مقرر ہوئے۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی کی ادارت بھی مولوی محمد علی صاحب کے سپرد ہوئی۔ انگریزی تعلیم کے ماحول، انجمن کے انتظامی کاموں اور مقدمات وغیرہ میں خدمات بجالانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں یہ خیال پیدا ہونے لگا کہ جماعت احمدیہ کا آئندہ نظم و نسق دنیوی جماعتوں کے نظم و نسق کی طرح ہوگا۔ انبیاء کی جماعتوں کی مانند اس جگہ نظام خلافت جاری نہ ہوگا بلکہ انجمن اور اس کے کرتا دھرتا کُلّی طور پر اقتدار کے مالک ہوں گے۔

چنانچہ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔

''میرا مذہب تو شروع سے یہی ہے کہ انتظام سلسلہ میں بجز انجمن کسی اور شخص کو دخل نہیں''۔ (رسالہ پیغام صلح ۱۲ اپریل ۱۹۱۴)

مولوی محمد علی صاحب انہی خیالات میں تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات ہوگئی۔ ساری جماعت نے بالاتفاق حضرت مولانا نورالدین صاحب کو خلیفہ مان لیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مولوی محمد علی صاحب نے بیعت کرنے کے متعلق کہا۔

''اس کی کیا ضرورت ہے جو لوگ نئے سلسلہ میں داخل ہوں گے انہیں بیعت کی ضرورت ہوگی'' (حقیقت اختلاف صفحہ ۲۹)

لیکن بعد ازاں کسی خیال سے بیعت کرلی۔ بدر ۲ جون ۱۹۰۸ اور الحکم ۱۴ جنوری ۱۹۱۱ کی اشاعتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا نورالدین صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب امروہی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو مسیح موعودؑ کی جانشینی کیلئے موزوں خیال فرماتے تھے۔ ۱۹۱۱ میں حضرت مولانا نورالدین خلیفہ اوّل سخت بیمار ہوئے اور مولوی محمد علی صاحب کیلئے یہ خطرہ لاحق ہوا کہ اب آئندہ خلیفہ کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا اور وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ہوئے کیونکہ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل کی وصیت اور فاضل امروہی صاحب کا اعلان بھی ان کی تائید میں ہے۔

تب مولوی صاحب نے ایسا راستہ اختیار کیا جس سے وہ غیر احمدیوں کے ہاں بہت مقبول ہوئے۔ اور یہی وہ چاہتے بھی تھے۔ حضرت خلیفہ اوّل کی زندگی کے آخری ایام میں مولوی محمد علی صاحب کی پارٹی غیر احمدیوں کے متعلق جو رجحان رکھتی تھی وہ ان الفاظ سے ظاہر ہے۔

''ہماری اس وقت پہلی دوڑ کیا ہے۔ ایک دوسرے سے متفق ہو جانا باوجود بعض اختلافات کے بھی دو جان ایک قالب ہوکر دکھانا''۔ (پیغام صلح ۲۸ ستمبر ۱۹۱۳)

جماعت احمدیہ میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب میں سے کسی کے بھی خلیفہ بننے کا امکان نہیں تھا۔ انہیں بھی اس طرف سے مایوسی تھی۔ مولوی محمد علی صاحب اپنے سوا کسی اور کو خلیفہ ماننے کیلئے تیار نہ تھے۔ اِدھر غیر احمدیوں میں مولوی صاحب کی اشاعت اسلام کا چرچا تھا اور وہ آؤ بھگت کیلئے تیار نظر آتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ کو خلیفہ اوّل کا انتقال ہوا تو مولوی محمد علی صاحب نے اپنی ''دوڑ'' شروع کی اور پہلا قدم یہ اُٹھایا کہ اگر کوئی خلیفہ ہو تو وہ انجمن کے تابع ہو۔ انجمن کے ممبروں وغیرہ سے بیعت نہ لے۔ جب یہ حیلہ کارگر نہ ہوا تو مولوی صاحب کے سامنے صرف یہ صورت تھی کہ یا خلیفہ دوم کی بیعت کریں یا غیر احمدیوں سے ملنے کیلئے مرکز سے علیحدہ ہو جائیں۔ تب مولوی صاحب نے خلافت کا سرے سے انکار کردیا۔ اور غیر احمدیوں کے ساتھ دو جان ایک قالب ہونے اور اپنے خود ساختہ اعتقادات کو تقویت دینے کیلئے نبوت حضرت مسیح موعودؑ کا بھی انکار کردیا۔

اس مختصر تمہید کے بعد خاکسار اس امر کی وضاحت کرے گا کہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت احمدیہ کا موقف کیا تھا۔ مولوی محمد علی صاحب کا موقف کیا تھا اور بعد میں انہوں نے کیا موقف اختیار کیا اور اس انکار نبوت کی وجہ سے وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔

اب اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے بعد ہر قسم کی نبوت پر روک لگادی تھی تو آنحضرتؐ کے آنے والے کو نبی کے لفظ سے یاد کرنے کے کیا معنی ہوئے؟ یہ تو نعوذ باللہ آنحضرتؐ کی شان میں گستاخی ہوگی کہ آپؐ کلام الٰہی کو سمجھ نہ سکے۔ ایک سچا مسلمان آپ کے متعلق ایک لمحے کیلئے بھی یہ خیال اپنے دل میں نہیں لاسکتا کیونکہ آپؐ سے بڑھ کر کلام الٰہی کو سمجھنے والا آج تک نہ کوئی پیدا ہوا نہ ہوگا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی نبوت کے متعلق واضح موقف

آپ کو درج ذیل الہام ہوئے

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

(روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۹۳ براہین احمدیہ)

یعنی وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے تمام ادیان پر غالب کرے۔ پھر اسی کتاب میں وحی الٰہی درج ہے کہ جَرِیُّ اللّٰهِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ (روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۰۱ براہین احمدیہ) یعنی اللہ کا پہلوان نبیوں کے لبادہ میں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا۔ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ كُنْتُ لَا اَعْرِفُكَ

(روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۴ حقیقۃ الوحی)

یعنی زمین کہے گی کہ اے خدا کے نبی! میں تجھے شناخت نہیں کرتی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ (تذکرہ صفحہ ۶۰۹) اسی طرح فرمایا ''دنیا میں ایک نبی آیا مگر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا'' (مکتوب مندرجہ ۷ راگست ۱۸۹۹ مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ صفحہ ۶)

اسی طرح فرمایا ”دنیا میں ایک نذیر آیا۔ اس کی دوسری قرآت ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا“۔(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ا روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۷) بحوالہ تذکرہ صفحہ ۸۱ ایڈیشن دسمبر ۲۰۰۶ مطبوعہ قادیان)

پس متواتر ۲۳ سال تک اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک وحی میں آپ کو نبی اور رسول اور مرسل کہہ کر خطاب فرمایا اور آخری دس سالوں میں تو پہلے زمانہ کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جب اللہ تعالیٰ سے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف پایا اور خدا کے کلام میں جب بار بار آپ کو نبی، رسول اور مرسل کہہ کر پکارا گیا تو اوائل میں مسلمانوں کے عام مشہور عقیدہ اور ایک ہزار سال سے مروجہ اصطلاحات اور نبوت کی تعریف کی بنا پر حضور علیہ السلام نے ان کو ظاہر پر محمول کرنے کی بجائے ان کی تاویلات پیش فرمائیں اور نبی اور رسول اور مرسل کے الہامی الفاظ کو بمعنی محدث قرار دیا کیونکہ اس وقت تک مسلمانوں میں نبوت کی تعریف کے ارکان ضرور یہ یہ تھے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو کامل شریعت لائے اور سابقہ شریعت کو منسوخ کرے وہ کسی سابقہ نبی کا امتی نہ ہو بلکہ مستقل نبی ہو چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

”چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں“۔
(مکتوب مندرجہ ۷ راگست ۱۸۹۹ مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ صفحہ ۶)

نبوت کی مذکورہ تعریف کی رو سے جو مسلمانوں میں رائج تھی حضرت اقدسؑ اپنے آپ کو کسی صورت میں نبی اور رسول قرار نہیں دے سکتے تھے اور فتنہ سے بچنے کیلئے حضور ان الفاظ کا استعمال اپنے لئے بہت کم کرتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ کی وحی میں آپ کو نبی کہا جاتا تو آپ اس پرانے عقیدہ کی بنا پر جو اس وقت مسلمانوں میں رائج تھا اپنے آپ کو نبی کہنے کی بجائے ان الہامات کے یہ تاویلی معنے کر لیتے تھے کہ نبی سے مراد صرف جزئی نبوت کا حامل نبی بمعنی محدث ہے۔ پھر جس جگہ آپ نے الہام ”دنیا میں ایک نبی آیا مگر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا“ درج کیا ہے وہاں آپ نے یہ نوٹ بھی دیا ہے کہ ”ایک قرأت اس الہام میں یہ بھی ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا اور یہی قرأت براہین میں درج ہے اور فتنہ سے بچنے کیلئے یہ دوسری قرأت درج نہیں کی گئی“۔(ایضاً)

”اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ اُمور غیبیہ اُس پر ظاہر کیے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخلِ شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغزِ شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہوتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآوازِ بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں“
(روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ ۶۰ توضیح مرام صفحہ ۱۸)

گویا شروع میں آپؑ نبی کے لفظ کی تاویل کر کے اُسے بمعنی محدث لیتے تھے مگر چونکہ آپ خدا تعالیٰ کے نزدیک نبی تھے اور بار بار خدا تعالیٰ متواتر بارش کی طرح اپنی وحی میں آپؑ کو نبی اور رسول کے الفاظ سے مخاطب فرماتا تھا۔ اس لئے اس وحی الٰہی نے آپؑ کو اپنے پہلے خیال پر قائم نہ رہنے دیا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

”بعد میں جو بارش کی طرح وحی میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی“۔
(روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

حضرت اقدسؑ کے نزدیک نبوت و رسالت کی حقیقت

فرمایا:۔”نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے مگر اس لفظ سے وہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے۔ لِكُلٍّ اَنْ يَّصْطَلِحَ۔ سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا“
(روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۴۱ چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۵)

پھر فرماتے ہیں ”صرف مراد میری نبوت سے کثرتِ مکالمت و مخاطبتِ الٰہیہ ہے جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں وَلِكُلٍّ اَنْ يَّصْطَلِحَ“
(روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ صفحہ ۵۰۳ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

پھر فرمایا ”میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام قطعی اور یقینی اور بکثرت نازل ہو، جو غیب پر مشتمل ہو۔ اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا“۔

پھر آپ فرماتے ہیں ”جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے۔ بالضرور اس پر مطابق آیت لا یظھر علی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا“
(روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۸ ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۴)

پھر فرمایا ”خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل ہو زبردست پیشگوئیاں ہوں، مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رُو سے نبی کہلاتا ہے“۔
(تقریر حجۃ اللہ مندرجہ الحکم ۶ مئی ۱۹۰۸ء)

”اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا، تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے؟ اگر کہو اُس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ مگر نبوۃ کے معنے اظہار امر غیب ہے“
(روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۹ ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۵)

ایک مقام پر فرمایا:”میں اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا“۔
(مکتوب مندرجہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء)

نیز فرمایا۔”جب کہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کے رُو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر اُمور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے“
(روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۳۱۱ الوصیت صفحہ ۱۳)

مروجہ تعریف نبوت میں اس تبدیلی (جو کہ دراصل تبدیلی نہیں اصل تعریف تھی) کے بعد یعنی قریباً ۱۹۰۱ء سے لیکر وفات تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برملا اور کثرت کے ساتھ اور پوری تصریح کے ساتھ اپنی ذات پر نبی، رسول اور مرسل کے الفاظ کا اطلاق فرمایا۔ لیکن حضورؑ کو ہمیشہ یہ احتیاط مدنظر تھی کہ کہیں عوام الناس التباس کا شکار نہ ہو جائیں۔ اس لئے حضورؑ ہمیشہ جب بھی اپنے لئے نبی یا رسول کے الفاظ استعمال فرماتے تو حضورؑ ضرور یہ وضاحت فرماتے کہ نبوت سے میری مراد وہ معروف نبوت نہیں جس کیلئے شریعت جدیدہ لانا ضروری ہے اور جس کیلئے استقلال کی شرط ہے۔ حضورؑ ہمیشہ اس امر کی وضاحت فرماتے کہ میں رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہوں اور مجھے جو کچھ ملا ہے حضورؑ کے فیض سے ملا ہے۔ اور میری نبوت حضورؑ کے مرتبہ ختم نبوت کے قطعاً منافی نہیں اور ایک اُمتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

”میں رسول اور نبی نہیں ہوں باعتبار نئی شریعت اور نئے دعویٰ اور نئے نام کے اور میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے“۔
(روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۱ نزول المسیح صفحہ ۵ حاشیہ)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:۔”جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے، صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا“
(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۲۱۱-۲۱۰ ایک غلطی کا

ازالہ صفحہ ۷۔۶)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

ہاں یہ بات بھی ضرور یاد رکھنی چاہئے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شاملِ حال ہے یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمدؐ اور احمدؐ سے مسمّی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی''۔

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۲۱۱ ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۷)

پھر مارچ ۱۹۰۸ء میں اپنے دعوے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اُسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے''

(بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸)

اسی طرح حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ حاشیہ پر فرمایا:۔

''یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اُس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے، لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کیلئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپؐ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی''

(روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ صفحہ ۱۵۴ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ حاشیہ)

قارئین کرام! مذکورہ بالا وضاحتوں کے بعد چند ایسے حوالے پیش کئے جاتے ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پوری صراحت کے ساتھ اور علی الاطلاق تدریجاً نبوت و رسالت کا اعلان فرمایا۔

۱۹۰۱: ''پس جب کہ میں اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی اور رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کروں۔ یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۲۱۰ ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۶)

۱۹۰۲ء: ''ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسولؐ نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے''

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۴۲۶ نزول المسیح صفحہ ۴۸)

۱۹۰۵ء: فرمایا:۔ ''یہ عیسیٰ جو اُمتی بھی کہلاتا ہے اور نبی بھی کہلاتا ہے''۔ (روحانی خزائن جلد نمبر ۲۱ صفحہ ۳۵۲ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۲)

۱۹۰۶ء: (۱) فرمایا ''پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبتناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے؟ اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہوگیا ہے۔ جس کی تم تکذیب کر رہے ہو'' (روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۴۰۱ تجلیات الٰہیہ صفحہ ۹)

۱۹۰۷ء: آیت نفخ فی الصور کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

''اس جگہ صُوْر کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے کیونکہ خدا کے نبی اُس کی صور ہوتے ہیں۔ (روحانی خزائن جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۸۵ چشمہ معرفت صفحہ ۷۷)

۱۹۰۸ء: '' اب اس فیصلہ کے کرنے کیلئے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا وہ قرنا کیا ہے؟ وہ اس کا نبی ہوگا''۔

(روحانی خزائن جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۳۳۴ چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۸)

ا۔ ایک نواب ریاست کے سوال پر کہ کیا مرزا صاحب رسالت کے مدعی ہیں ایک احمدی نے آپ کا یہ شعر:

''من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب'' پڑھ دیا حضورؑ نے فرمایا:۔

''اس کی تشریح کر دینا تھا کہ ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو۔ دیکھو جو اُمور سماوی ہوتے ہیں اُن کے بیان میں ڈرنا نہیں چاہئے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں''۔

فرماتے ہیں:۔

'' ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اُسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے ۔پس ہم نبی ہیں'' (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

ب۔ ''سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں''

(مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اخبار عام لاہور ۲۶ مئی ۱۹۰۸)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور مکتوبات سے حضورؑ کے متواتر اور بار بار دعویٰ نبوت و رسالت ثابت کرنے کے بعد اب یہ امر تشریح طلب رہ جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات کے وہ حوالہ جات جن میں حضورؑ نے مسلمانوں میں مروجہ اصطلاح اور تعریف کی رُو سے نبوت و رسالت سے انکار فرمایا ہے احتیاطًا یا التباس سے بچنے کیلئے یا کسی اور وجہ سے ان کے کیا معنی ہیں سو اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود صراحت سے واضح فیصلہ فرما چکے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسئلہ کو اتنی اہمیت دی ہے کہ حضورؑ نے اس مقصد کیلئے بطور خاص ایک رسالہ تصنیف فرمایا اور اس کا نام ''ایک غلطی کا ازالہ'' رکھا۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

''چنانچہ چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ''۔

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۲۱۰ ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۲)

اور ایسا ہی ۱۷ رمئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور جلسہ دعوت میں جو تقریر حضرت اقدسؑ نے فرمائی تھی اس تقریر کی بنا پر یہ غلط خبر پرچہ اخبار عام ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی کہ آپ نے اس جلسہ دعوت میں دعویٰ نبوت سے انکار کیا ہے، تو اُسی روز حضور نے ایڈیٹر اخبار مذکور کی طرف ایک خط لکھا، جس میں اس غلط خبر کی تردید کی۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں۔

''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۵۹۶۔۵۹۷)

یہ خط حضرت اقدسؑ نے ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء کو لکھا جو اخبار عام ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء میں آپؑ کی وفات کے روز شائع ہوا اور یہ آپؑ کا آخری مکتوب تھا۔ ان چند حوالجات سے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا موقف اپنے نبی ہونے کے متعلق ظاہر و باہر ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ آپؑ کو مطلقاً دعویٰ نبوت نہیں تھا اور آپؑ دوسرے مجددین اُمت اور محدثین کی طرح محض ایک مجددؔ اور محدث تھے، اس سے زیادہ اور کوئی منکر حقیقت نہیں ہوسکتا۔

یہی موقف آپؑ کے دونوں خلفاء حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا موقف

ایڈیٹر صاحب اخبار ''بدر'' حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے کلمات کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:۔

''ذکر تھا کہ مولوی محمد حسین نے لکھا ہے کہ اگر احمدی مرزا صاحب کو نبی کہنا چھوڑ دیں تو ہم کفر کا فتویٰ واپس لے لیں گے''۔

فرمایا: ''ہمیں ان کے فتوؤں کی کیا پروا ہے اور وہ حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں۔ جب سے مولوی محمد حسین نے فتویٰ دیا ہے وہ دیکھے کہ اس کے بعد اُس کی عزت کہاں تک پہنچ گئی ہے اور مرزا صاحبؑ کی عزت نے کس قدر ترقی کی ہے''

(بدر ۱۳؍اپریل ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا موقف

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۲۶ دسمبر ۱۹۱۰ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر حاضرین جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے اپنی تقریر میں فرمایا:

"دنیا کو کھول کر سناؤ کہ وہ نبی قادیان میں ہے اُس کا نام مرزا غلام احمدؑ تھا اُسے اتباع قرآن سے آنحضرت ﷺ کی غلامی میں احمد کا درجہ دیا گیا، اس پر خدا کا کلام نازل ہوا"۔

(بدر ۱۹ جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

نیز فرمایا: "تعجب ہے کہ اِن لوگوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم لوگ جب حضرت مسیح موعودؑ کو نبی مانتے ہیں تو پھر کیونکر آپؑ کے فتویٰ کو رد کر سکتے ہیں۔ (مسلمان وہ ہے جو سب ماموروں کو مانے) الحکم ۱۴ مئی ۱۹۱۱ء)

ایک فیصلہ کن بحث
نبوت حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق
۱۹۱۴ء تک جماعت احمدیہ کا مذہب

غیر مبائعین ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو مرکز سلسلہ قادیان سے علیحدہ ہوئے کیونکہ انہوں نے خلیفہ ثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہ کی۔ اُس وقت تک جماعت احمدیہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو عقیدہ رکھتی تھی۔ وہ ذیل کے حوالجات سے عیاں ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کا اقرار

"مخالف خواہ کوئی ہی معنے کرے۔ مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے صدیق بنا سکتا ہے اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے۔ مگر چاہیے مانگنے والا .... ہم نے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ وہ صادق تھا۔ خدا کا برگزیدہ اور مقدس رسول تھا۔ پاکیزگی کی رُوح اس میں کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔"

(تقریر مولوی محمد علی صاحب احمدیہ بلڈنگس مندرج الحکم ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

جناب خواجہ کمال الدین صاحب کا اہل بٹالہ سے خطاب

محترم ایڈیٹر صاحب الحکم تحریر فرماتے ہیں:۔

"بٹالوی (محمد حسین بٹالوی۔ ناقل) نے اپنے روزانہ پیسہ اخبار والے مضمون میں ذکر کیا تھا کہ خواجہ صاحب نے نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی یا رسول ہونے سے انکار کیا ہے۔ مگر بٹالوی کے لئے یہ خبر جانفرسا ہوگی کہ ان کے گھر بٹالہ ہی میں خواجہ صاحب نے اپنے لیکچر میں صاف طور پر بیان کیا اور بٹالہ والوں کو خطاب کرکے کہا کہ تمہارے ہمسایہ میں ایک نبی اور رسول آیا۔ تم خواہ مانو یا نہ مانو"۔ (الحکم ۱۴ مئی ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۰ کالم ۳)

ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا بیان

"اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ خدا کی بات (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی غلبت الروم) آج پوری ہوئی ہے۔ دنیا پر ثابت کرتی ہے کہ وہ کلام خدا کا کلام ہے جو کہ اس کا لانے والا تھا۔ وہ اللہ کا سچا مرسل ہے۔ اللہ نے اپنی حجت تمام کردی"۔

(ضمیمہ پیغام صلح، ۲۷ جولائی ۱۹۱۳ء)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا عقیدہ

"حاصل کلام یہ کہ نبی اور رسول ہوں گے مگر ساتھ ہی امتی بھی ہوں گے کیونکہ اس طرح بسبب امتی ہونے کے ان کی رسالت و نبوت ختم نبوت کے منافی نہ ہوگی"

(رسالہ پیغام صلح ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء)

مولوی عمر الدین صاحب شملوی کا بیان

"لا نبی بعدی کے معنے کرنے میں ہمارے مخالفوں نے ایک طوفان برپا کر رکھا ہے۔ ہر وعظ میں بار بار لا نبی بعدی کہہ کر حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت کو کفر اور دجالیت قرار دیتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ ان لوگوں کی حالت بالکل علماء یہود کی طرح ہوگئی ہے۔........ آپؑ کے بعد کوئی نبی نہ ہونے کے یہ معنے ہوئے کہ کوئی ایسا رسول نہیں ہے جو صاحب شریعت جدید ہو یا نبوت تشریعی کا مدعی ہو اور ایسا نبی ہوسکتا ہے جو آنحضرت ﷺ ہی کا غلام ہو"۔ (رسالہ پیغام صلح ۱۶ ستمبر ۱۹۱۳ء)

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا عقیدہ

"یہ اس (اللہ) کا فضل ہے کہ ہم موٹی سمجھ کے انسانوں کیلئے اس نے ہر زمانہ میں انبیاء اولیاء صلحاء کے وجود کو پیدا کیا"

(ضمیمہ رسالہ پیغام صلح ۵ مارچ ۱۹۱۴ء)

جملہ "پیغامیوں" کا مشترکہ حلفیہ بیان

"معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں"

(رسالہ پیغام صلح ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۲)

جماعت احمدیہ کا اجماعی عقیدہ

"سنو! ہر ایک احمدی اس عقیدہ پر قائم ہے کہ مبارک و مطہر و مقدس وجود جسے لوگ مرزا قادیانی کہتے تھے خدا کا برگزیدہ نبی ہے"

(اخبار بدر ۱۸ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۱)

تیرہ سو سال کے بعد ایک نبیؑ

جناب مفتی محمد صادق صاحبؓ لکھتے ہیں:۔

"پیارے بھائیو! میرا خط کیا ہے ایک دلی درد کا اظہار ہے تیرہ سو سال کے بعد خدا کا ایک نبی دنیا میں آیا۔ وہ آیا اور دنیا میں رہا اور دنیا سے چلا بھی گیا۔ پر ہنوز کثیر حصہ مخلوقات کا وہ ہے جس نے اس کو نہ پہچانا اور نہ مانا"

(بدر ۱۱ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

مرزا صاحب پر ایمان دراصل ان کی نبوت پر ایمان ہے

جناب ایڈیٹر صاحب الحکم لکھتے ہیں"

مرزا صاحبؑ پر جو ہم ایمان لائے ہیں۔ تو انکی نبوت، رسالت اور مسیحیت و مہدویت پر ایمان ہے"۔ (الحکم ۳۱ اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۹)

مسیح موعودؑ تمام اہل اسلام کے نزدیک نبی ہے

"یہ بھی خیال رہے کہ مسیح موعود کا انکار فروعی اختلافات ہرگز نہیں بلکہ تمام انبیاء پر ایمان لانا اصول اسلام میں سے ہے اور مسیح موعود جو آنے والا ہے تمام اہل اسلام میں مسلم ہے کہ نبی ہے چنانچہ کتاب مسلم میں بھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہے۔ پس یہ اختلاف ہمارا فروعی نہیں اصولی ہے"

(بدر ۲۶ جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۸ کالم اول)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کا بیان

"حضرتؑ نے قلم لیکر خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھا کہ میں وہی ہوں جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ (اگرچہ میں آپؑ کی اس تحریر سے پہلے بھی علی وجہ البصیرت آپؑ کو سچا پیغمبر اور مرسل مانتا ہوں۔ لیکن اس تحریر کو پڑھ کر ایک حالت وجد مجھ پر تھی"۔ (الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۱)

معزز قارئین ان اقتباسات سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ ۱۹۱۴ء تک کل جماعت احمدیہ بشمول لاہوری صاحبان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول مانتی تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے متعلق جماعت احمدیہ کے متفقہ عقیدہ کو پیش کرنے کے بعد اب بعض ایسے حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں جن میں مولوی محمد علی صاحب نے خود حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کا اقرار کیا ہے جس سے بعد میں انہوں نے روگردانی اختیار کی۔ حوالہ جات تو بہت ہیں لیکن چند ایک پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

مسئلہ نبوت کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کے ۱۹۰۶ء کے حوالہ جات

رسالہ ریویو آف ریلیجنز اُردو کے پرچہ بابت ماہ مئی ۱۹۰۶ء میں جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے قلم سے مندرجہ ذیل عبارتیں لکھ کر شائع کی تھیں۔

"یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا۔ آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا جس کو نبوت بدون آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو۔ آنحضرت ﷺ کے بعد خدا تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے مگر آپ کے متبعین کامل کیلئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپؐ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں ان کیلئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ گویا اسی وجود مطہر اور مقدس کے عکس ہیں مگر عام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آپؐ سے چھ سو سال پہلے نبی ہو چکے تھے دوبارہ آئیں گے۔ جس سے ختم نبوت کا ٹوٹنا لازم آتا ہے" (صفحہ ۱۸۶)

پھر لکھتے ہیں "اگر کسی مذہبی مصلح کی ضرورت ہے تو اسی وقت ہے جبکہ فتن کا سیل ہر طرف سے جوش میں ہے خدا کے نبی ہمیشہ سخت ضرورت کے وقت آتے ہیں۔ موجودہ زمانہ کی ضرورت مصلح کو چاہتی ہے" (صفحہ ۱۸۲)

نیز لکھا ’’بانی سلسلہ احمدیہ کے نیست و نابود کرنے کیلئے اسی قسم کی مخالفت کی گئی جیسی ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام کی مخالفت ہوتی رہی ہے مگر یہ مخالفت سلسلہ کا کچھ بگاڑ نہیں سکی‘‘۔ (صفحہ ۶۵)

مولوی محمد علی صاحب کا عدالت میں حلفیہ بیان

’’مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحبؑ ملزم مدعی نبوت ہے۔ اس کے مرید اس کو دعویٰ میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں‘‘ (حلفیہ شہادت بعدالت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۰۴ء)

مولوی محمد علی صاحب کے ان بیانات سے واضح ہے کہ وہ شروع میں حضرت مسیح موعودؑ کو نبی ہی مانتے تھے مگر جب انہوں نے خلافت سے روگردانی کی تو ساتھ ہی حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت سے بھی انکار کرنا شروع کر دیا۔ اور اپنے گزشتہ بیانات کی نہایت بودی تاویلات کرنے لگے۔ مثلاً یہ کہنے لگ گئے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے شرائط بیعت میں اپنی نبوت و رسالت پر ایمان لانا ضروری قرار نہیں دیا معلوم ہوا کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا نہیں تھا۔ جبکہ شرائط بیعت میں اس ذکر کے نہ ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی نہ تھے یا حضور کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی بیعت کی شرائط یہ بیان فرمائیں کہ

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ (الممتحنہ ۱۳)

اس جگہ اللہ تعالیٰ نے شرک، چوری، زنا، قتل اولاد، بہتان تراشی سے اجتناب اور طاعت در معروف کو شرائط بیعت قرار دیا ہے۔ اب کیا یہ نتیجہ نکالنا درست ہے کہ آنحضرتؐ نبی نہ تھے یا حضور کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا۔ بیعت دراصل اقرار طاعت کیلئے ہوتی ہے اور بیعت کرنے کیلئے وہی آتا ہے جو پہلے دعویٰ اور مقام کو مان لیتا ہے۔ جیسا کہ خود مولوی محمد علی صاحب کا اقرار موجود ہے کہ

’’ہم نے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا وہ صادق خدا کا برگزیدہ اور مقدس رسول تھا پاکیزگی کی روح اس میں اپنے کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ (اخبار الحکم ۱۸ جولائی ۱۹۰۸)

قارئین کرام! اس اقرار کے بعد مولوی صاحب نے ۱۹۱۴ میں جماعت احمدیہ مسلمہ سے الگ ہوکر جماعت احمدیہ اور حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق اپنے زعم میں جو ’’خوش کلامیاں‘‘ کیں ان کا بھی جائزہ لیں۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔

’’قادیانی عقیدہ ایک لاش ہے جسے وہ اُٹھائے پھرتے ہیں۔ جس کا تعفن اب دنیا میں پھیل رہا ہے اور عنقریب خود ان کے اپنے دماغ اس تعلق کو برداشت نہیں کرسکیں گے‘‘ (پیغام صلح ۵ مئی ۱۹۳۴ صفحہ ۶)

پھر لکھتے ہیں:۔ ’’کہاں یہ رسالت اور کہاں وہ نبوت جو کاغذوں کے چند چیتھڑوں میں قصر خلافت میں چھپا کر رکھی ہوئی ہے جو حضرت مرزا صاحب کی طرف جھوٹ منسوب کی جاتی ہے‘‘ (پیغام صلح ۲۸ اپریل ۱۹۴۲)

مولوی صاحب کے ان بیانات سے واضح ہوجاتا ہے کہ انہوں نے شروع میں حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرکے اقرار نبوت و رسالت کرکے پھر انکار کیا۔ اس جگہ مولوی صاحب کے گزشتہ حوالہ کی کچھ وضاحت پیش کی جارہی ہے۔ جس سے عیاں ہوجائے گا کہ خود مولوی صاحب کے قول کے مطابق مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔

چنانچہ جب کرم دین والے معاملہ میں نومبر ۱۹۰۳ میں کرم دین اور ثناء اللہ امرتسری و غیرہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق عدالت میں یہ بیان دیئے کہ ہم مرزا صاحب کی رسالت کے قائل نہیں۔ ان کا دعویٰ ہمارے نزدیک درست نہیں۔ تو دونوں فاضل وکلا یعنی مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب نے علماء سلف کی مختلف کتابیں پیش کرکے ثابت کیا کہ تشریعی نبوت بند ہے اور غیر تشریعی نبوت جاری ہے۔

اس کے بعد ۱۳ مئی ۱۹۰۴ کو مولوی کرم دین صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کو استغاثہ کا گواہ پیش کیا۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی موجودگی میں یہ کہنے کے بعد کہ میں مرزا صاحب ملزم کا مرید ہوں، حلفیہ بیان میں کہا کہ ’’مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحب ملزم مدعی نبوت ہے۔ اس کے مرید اس کو دعویٰ میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں۔ پیغمبر اسلام مسلمانوں کے نزدیک سچے نبی ہیں اور عیسائیوں کے نزدیک جھوٹے ہیں‘‘۔

مولوی صاحب کا یہ بیان دربارہ نبوت حضرت مسیح موعودؑ نہایت واضح تھا۔ اس بیان سے انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو مدعی نبوت قرار دیکر مولوی کرم دین کا کذاب ہونا ثابت کیا۔ اب ظاہر ہے کہ جب خود انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کا انکار کیا تو اپنے خود کے بیان کے مطابق وہ کذاب ٹھہرے۔

اسی پر بس نہیں مولوی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی رسالت و نبوت کا انکار کرکے ضالین کے زمرے میں بھی شامل ہوگئے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ قرآن شریف کی سورۃ فاتحہ سے ظاہر ہے کہ جب کبھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی دینی سلسلہ دنیا میں قائم کیا جاتا ہے تو تین قسم کے لوگ پیدا ہوجاتے ہیں۔

پہلے وہ لوگ جو خدا کے کلام کو مانتے ہیں اور اپنا جان و مال صرف کرتے اور اس کا پیغام دوسروں تک پہنچاتے ہیں ان کا نام قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے **منعم علیهم** رکھا۔ یعنی جن پر انعام ہوا۔

دوسرے وہ لوگ جو صداقت کے منکر و مخالف ہوجاتے ہیں ان کا نام خدا تعالیٰ نے **مغضوب علیهم** رکھا۔ جیسے یہود۔

تیسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو صداقت کو مان لینے کے بعد اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے اس کا انکار کرکے گمراہ ہو جاتے ہیں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کا نام ضالین رکھا۔ جیسے عیسائی۔

اس زمانہ میں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ سلسلہ نبوت و رسالت کا قیام کرکے ایک دینی نظام جاری کیا تو جس طرح اگلے زمانوں میں ہوا، اس زمانہ میں بھی وہ تین گروہ پیدا ہوگئے۔ چنانچہ ایک تو وہ لوگ ہیں جو مسیح موعود کو مان کر آپ کے مرید بن کر آپ کے مشن کو دنیا بھر میں قائم کرنے والے ہیں اور جان و مال کی قربانی دیکر آپ کے تبلیغی کاموں میں مصروف ہیں۔

دوسرے وہ جنہوں نے اس سلسلہ کا سرے سے انکار کیا اور خدا کے غضب کے مورد ہوئے۔

تیسرے وہ جو مسیح موعود کو ماننے کے بعد مرکز سلسلہ کو ترک کرکے اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق الگ انجمن بنا بیٹھے۔ یعنی مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہم خیال احباب۔

مولوی صاحب کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا رویا

حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے اس مرید کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے پہلے ہی سے خبر مل چکی تھی کہ یہ سب سے کچا مولوی ہے چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا۔

’’سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی تھا‘‘ (تذکرہ صفحہ ۳۷۶)

چنانچہ اکثر اوقات جب حضرت مسیح موعودؑ اپنے الہامات کا ذکر کرتے تو مولوی صاحب ان کو قبول کرنے میں ہچکچاتے۔ چنانچہ جب حضرت مسیح موعودؑ نے اسلامی اصول کی فلاسفی مضمون مکمل کرلیا تو الہام ہوا کہ مضمون بالا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس مضمون کے سب سے بالا رہنے کے متعلق پیشگوئیاں کیں۔ آپ نے ایک اشتہار لکھ کر لاہور روانہ کیا اور مولوی محمد علی صاحب کو کہا کہ یہ اشتہار لاہور کے خاص خاص مقامات پر چسپاں کیا جائے لیکن مولوی صاحب موصوف نے لوگوں کے ڈر سے اس اشتہار کو اجلاس سے محض ایک دو دن قبل چسپاں کیا اور ایسی جگہوں پر چسپاں کیا جہاں عام لوگوں کی نظر نہ پہنچ سکے۔

پھر طاعون کے زمانے میں بھی جب مولوی صاحب کو بخار ہوگیا اور گلٹی نکل آئی تو اس وقت بھی الہام الٰہی انی احافظ کل من فی الدار پر ایمان میں سستی دکھائی اور انہیں ظن ہوگیا کہ یہ طاعون ہے اور اپنی وصیت کردی اور حضرت مسیح موعودؑ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو فوراً تشریف لائے اور مولوی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ کہاں ہے بخار۔ اور بڑے جلالی انداز میں فرمایا کہ مولوی صاحب اگر آپ کو طاعون ہوگئی تو میں اپنے دعویٰ میں جھوٹا ٹھہروں گا۔

اس جگہ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک رویا بھی درج کیا جاتا ہے چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

’’مولوی محمد علی صاحب کو رویا میں دیکھا۔ آپ بھی صالح تھے نیک ارادہ رکھتے تھے آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔

(البدر جلد ۳ نمبر ۲۹۔ ۱۹۰۴)

چنانچہ جب حضرت مسیح موعودؑ کی خلافت و نبوت کا انکار کرکے جب مولوی صاحب لاہور چلے گئے تو یہ رؤیا ان کے متعلق حرف بہ حرف پورا ہوا۔

آخر حاصل کیا ہوا؟

اس جگہ یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ غیر مبائعین نے خلافت و نبوت حضرت مسیح موعود سے روگردانی کرکے کیا کھویا۔ چنانچہ خلافت و نبوت سے روگردانی کرنے کے نتیجہ میں مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقا کو مستقل طور پر جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان سے جُدا ہونا پڑا اور اس طرح ہمیشہ کیلئے الوصیت کے پیغام کو پس پشت ڈال کر خدا تعالیٰ کے غضب کے مورد ہوئے۔ غیر مبائعین جنہوں نے نبوت حضرت مسیح موعودؑ کا انکار کرنے سے قبل بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین کی غرض سے وصیتیں کروائی ہوئی تھیں انہیں منسوخ کرالیا اور بہشتی مقبرہ جیسی پاک آرام گاہ سے محروم ہوگئے۔

اسی طرح قادیان کی مساجد یعنی مسجد اقصیٰ مسجد مبارک جوکہ شعائر اللہ میں سے ہیں سے بھی دائمی محروم ہوگئے۔ منارۃ المسیح، بیت الدعا، بیت الفکر، سرخی کے چھینٹوں کے نشان والا کمرہ غرض یہ کہ قادیان کی وہ مقدس بستی جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کے عظیم الشان وعدے ہیں، کو چھوڑ کر لاہور میں پارٹی بنا کر ہمیشہ کیلئے خدا تعالیٰ کے افضال، انعام و اکرام سے محروم ہوگئے اور سب سے بڑھ کر جماعت احمدیہ کو جو خلافت کے وجود سے ایک مرکزیت اور اتحاد کی صورت حاصل تھی اور ہے اس سے محروم ہوگئے۔ آج غیر مبائعین کا شیرازہ بالکل بکھر چکا ہے اور صرف چند لوگ اس پارٹی میں باقی ہیں جو افعال و اعتقادات میں غیر احمدیوں سے کچھ کم نہیں چنانچہ ختم نبوت کے متعلق بعینہ وہی عقیدہ اختیار کرنا جو غیر احمدیوں اور نام نہاد محافظین ختم نبوت کا ہے اس بات کا بیّن ثبوت ہے۔ اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ آج حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر ایمان رکھ کر خلافت کے تابع چاردانگ عالم میں پھیل چکی ہے۔ دنیا کے دو صد سے زائد ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والے موجود ہیں۔ آج جماعت احمدیہ کو خلافت کی برکت سے اتحاد و اتفاق کی جو دولت حاصل ہے وہ دنیا میں کسی کو بھی حاصل نہیں۔

منکرین نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام چاہے وہ غیر احمدی ہوں یا غیر مبائعین کبھی بھی حضرت مسیح موعودؑ کے مخالف رہ کر خدا تعالیٰ کی وہ تائید حاصل نہیں کرسکتے جو جماعت احمدیہ کو حاصل ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے خاتم النبیّن کی جو اعلیٰ اور پر معارف تعریف کی اس سے روگردانی کرکے اور غیر احمدیوں اور بہائیوں والے معانی اختیار کرکے غیر مبائعین نے اپنے زعم میں عام مسلمانوں کے ساتھ الحاق کو ہی اپنی فلاح و بہبود کا ذریعہ سمجھا۔ لیکن درحقیقت ایسا کرکے وہ نہ اِدھر کے رہے اور نہ اُدھر کے۔ آج دنیا میں جدھر دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان جانثاروں کا چرچا ہے جنہوں نے آپ کو نبی مان کر دوسری قدرت کو بھی مانا اور آج وہ اتحاد کی اس لڑی میں پروئے گئے ہیں جسے اللہ نے حبل اللہ قرار دیا آج غیر مبائعین اس حبل اللہ سے محروم ہیں۔

فیصلہ کا آسان طریق

دلائل اور بحث کے میدان میں تو لفظی نزاع اور معنوی موشگافیوں کی بڑی گنجائش ہوتی ہے، لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے لاہوری فریق کے سامنے فیصلہ کا ایک ایسا طریق بھی پیش فرمایا تھا جس سے انسان صحیح نتیجہ پر بڑی آسانی سے پہنچ سکتا ہے۔ حضور نے 1915ء میں مؤکد بعذاب قسم کھا کر فرمایا:

’’میں قسم کھاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ خدا جو عذاب کی طاقت رکھتا ہے وہ خدا جس نے میری جان کو قبض کرنا ہے وہ خدا جو زندہ، قادر اور سزا و جزا دینے والا ہے، وہ خدا جس نے آنحضرت ﷺ کو دنیا کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں حضرت مرزا صاحبؑ کو اُس وقت بھی جبکہ حضرت مسیح موعود زندہ تھے اُس قسم کا نبی مانتا تھا جس طرح کا اب مانتا ہوں۔ میں اس بات کیلئے بھی قسم کھاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے رؤیا میں مجھے منہ در منہ کھڑے ہوکر کہا ہے کہ مسیح موعود نبی تھے میں یہ نہیں کہتا کہ غیر مبائعین سب کے سب عملی لحاظ سے بُرے ہیں اور ہماری جماعت کے سارے کے سارے لوگ عمل میں اچھے ہیں، مگر میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جن عقائد پر ہم ہیں وہ سچے ہیں‘‘۔ (الفضل ۲۳ ستمبر 1915)

لیکن مولوی محمد علی صاحب کبھی بھی اپنے عقائد پر اس یقین اور خلوص کے ساتھ موکد بعذاب قسم کھا نہیں سکے اور نہ ہی لاہوری جماعت کا کوئی اور ممبر۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۹۲۸ء میں فیصلہ کا ایک اور طریق یہ بیان فرمایا:

’’نبوت کے متعلق جناب مولوی محمد علی صاحب کی وہ تمام تحریرات جو اختلاف سے پہلے کی ہیں ایک جگہ جمع کردی جائیں تو میں ان پر دستخط کردوں گا۔ اور اعلان کردوں گا کہ میرا بھی یہی عقیدہ ہے‘‘ (الفضل ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۸)

حضورؓ کی طرف سے یہ پیشکش مولوی محمد علی صاحب کے بدلے ہوئے عقائد پر ایک قطعی فیصلہ تھا جس کا جواب مولوی صاحب اپنی وفات تک نہ دے سکے۔ پھر ۱۹۴۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے لاہوری فریق پر آخری دفعہ اتمامِ حجت کرتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب کو ایک مرتبہ اور عقائد کے متعلق دعوتِ مباہلہ دی اور یہ بھی فرمایا کہ مولوی صاحب ہرگز قسم نہیں کھائیں گے۔

(رسالہ فرقان قادیان ماہ جون ۱۹۴۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا مذکورہ بالا حلف اور دونوں طریق فیصلہ اس امر کا بیّن اور قطعی ثبوت ہیں کہ آپؓ کا موقف مسئلہ نبوت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اختلاف سے پہلے اور بعد میں ایک ہی رہا اور اُس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور دراصل خود غیر مبائعین نے مسئلہ نبوتِ مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اختلاف کے بعد اپنا موقف تبدیل کرلیا تھا۔ نبوت مسیح موعود علیہ السلام سے متعلق ان کی اختلاف سے پہلے کی تحریروں سے ان کا موقف وہی ثابت ہوتا ہے جو مبائعین کا ہے لیکن اختلاف کے بعد سرگروہ غیر مبائعین مولوی محمد علی صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام:۔

’’ان معنوں میں نبی اور رسول تھے جن معنوں میں اُمت کے دوسرے مجددؒ بھی نبی اور رسول کہلا سکتے ہیں‘‘ (ٹریکٹ ’’میرے عقائد‘‘ صفحہ ۶) پھر فرماتے ہیں:۔

’’اس اُمت میں جس قسم کی نبوت مل سکتی ہے وہ حضرت علیؓ کو ضرور ملی ہے‘‘۔ (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۱۵)

ان کا بعد از اختلاف یہ عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واضح اور بیّن تحریرات کے صریح مخالف ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو فرماتے ہیں:۔ ’’غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور اُمورِ غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرتِ اُمور غیبیہ اس میں شرط ہے اور یہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی‘‘۔ (روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ صفحہ ۴۰۷ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

اِسی طرح حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:۔

’’اِس امت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی‘‘۔ (روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ صفحہ ۳۰۲۔ حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۳۰)

پھر عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو یہ فرماتے ہیں:۔

’’اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کیلئے کہ میں اُس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو اُن کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے‘‘۔ (روحانی خزائن جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۳۳۲ چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

نشان تو اتنے کہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو اُن کی نبوت بھی اُن سے ثابت ہوسکتی ہے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ غیر مبائعین کے نزدیک ان نشانوں سے حضورؑ کی اپنی نبوت ثابت نہیں ہوئی اور ان کے نزدیک آپؑ غیر نبی تھے۔ نعوذباللہ من ذالك

اب اہل فکر و دانش فیصلہ کرسکتے ہیں کہ اختلاف کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واضح تحریروں کے خلاف نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے متبعین نے تبدیلی عقیدہ کی تھی یا غیر مبائعین حضرات اور اُن کے سرگروہ مولوی محمد علی صاحب نے اور پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ جماعت احمدیہ تو حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر دل و جان سے ایمان رکھ کر باوجود شدید مخالفت کے دنیا کے کونے کونے میں آنحضرتؐ اور اسلام کے پرامن پیغام کو پہنچا رہی ہے اور اسلام کے غلبے کے سامان کررہی ہے لیکن غیر مبائعین! آہ! ہم سے بچھڑے ہوئے یہ بھائی اپنے ہی محدود دائرے میں دن بدن سمٹتے چلے جارہے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہمارے یہ بھائی بھی اپنے ایمان و اعتقاد کی اصلاح کرکے ہم سے آملیں کیونکہ گلے سے نکلی ہوئی چاہے ایک ہی بھیڑ کیوں نہ ہو، امن میں نہیں۔ اُسے تو ایک طاقت ور عقاب بھی اپنے پنجوں میں دبوچ سکتا ہے۔ اللہ ہمارے ان بھائیوں کو ہدایت دے (آمین)

❁❁❁

نام نہاد ''تحفظ مجلس ختم نبوت'' شریعت اسلامیہ سے ایک مذاق

(محمد عظمت اللہ قریشی۔ بنگلور)

برادرانِ ملت سرور کائنات فخر موجودات سید الانبیاء و امام الاتقیاء سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا خاتم النبیین ہونے کا مرتبہ اور شان اسلام کی جان اور احمدیت کی روح رواں ہے۔ خاتم النبیین ﷺ کا یہ مقام اور مرتبہ تمام عالم اور کائنات کے ظہور کی علت غائیہ ہے۔

بانیٔ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''مسلمانوں میں سے سخت نادان اور بدقسمت وہ لوگ ہیں جو.... آنحضرت ﷺ کے ابدی فیض سے ایسا اپنے تئیں محروم جانتے ہیں کہ گویا آنحضرت ﷺ نعوذ باللہ زندہ چراغ نہیں ہیں بلکہ مردہ چراغ ہیں جن کے ذریعہ سے دوسرا چراغ روشن نہیں ہوسکتا۔ وہ اقرار رکھتے ہیں کہ موسیٰؑ نبی زندہ چراغ تھا جس کی پیروی سے صدہا نبی چراغ ہوگئے اور مسیحؑ اس کی پیروی تیس برس تک کرکے اور توریت کے احکام کو بجالا کر اور موسیٰؑ کی شریعت کا جوا اپنی گردن پر لیکر نبوت کے انعام سے مشرف ہوا۔ مگر ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کی پیروی کسی کو کوئی روحانی انعام عطا نہ کرسکی بلکہ ایک طرف تو آپؐ حسب آیت **ماکان محمد ابا احد من رجالکم** اولاد نرینہ سے جو ایک جسمانی یادگار تھی محروم رہے اور دوسری طرف روحانی اولاد بھی آپ کو نصیب نہ ہوئی جو آپؐ کے روحانی کمالات کی وارث ہوتی اور خدا تعالیٰ کا یہ قول **ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** بے معنی رہا۔

ظاہر ہے کہ زبان عرب میں لکن کا لفظ استدراک کے لئے آتا ہے۔ یعنی جو امر حاصل نہیں ہوسکا اُس کے حصول کی دوسرے پیرایہ میں خبر دیتا ہے جس کے رو سے اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی جسمانی نرینہ اولاد کوئی نہیں تھی مگر روحانی طور پر آپؐ کی اولاد بہت ہوگی۔ اور آپ نبیوں کیلئے مہر ٹھہرائے گئے ہیں یعنی آئندہ کوئی نبوت کا کمال بجز آپؐ کی پیروی کی مہر کے کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔

غرض اس آیت کے یہ معنی تھے جن کو الٹا کر نبوت کے آئندہ فیض سے انکار کر دیا گیا حالانکہ اس انکار میں آنحضرت ﷺ کی سراسر مذمت اور منقصت ہے کیونکہ نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کردے۔ اور روحانی امور میں اس کی پوری پرورش کرکے دکھلاوے۔ اسی پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں اور ماں کی طرح حق کے طالبوں کو گود میں لے کر خدا شناسی کا دودھ پلاتے ہیں۔ پس اگر آنحضرت ﷺ کے پاس یہ دودھ نہیں تھا تو نعوذ باللہ آپؐ کی نبوت ثابت نہیں ہوسکتی مگر خدا تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں آپ کا نام سراج منیر رکھا ہے۔ جو دوسروں کو روشن کرتا ہے اور اپنی روشنی کا اثر ڈال کر دوسروں کو اپنی مانند بنا دیتا ہے اور اگر نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ میں فیض روحانی نہیں تو پھر دنیا میں آپ کا مبعوث ہونا ہی عبث ہوا اور دوسری طرف خدا تعالیٰ بھی دھوکا دینے والا ٹھہرا جس نے دعا تو یہ سکھلائی کہ تم تمام نبیوں کے کمالات طلب کرو مگر دل میں ہرگز ارادہ نہیں تھا کہ یہ کمالات دیے جائیں بلکہ یہ ارادہ تھا کہ ہمیشہ کیلئے اندھا رکھا جائے گا۔

لیکن اے مسلمانو! ہشیار ہوجاؤ کہ ایسا خیال سراسر جہالت اور نادانی ہے اگر اسلام ایسا ہی مردہ مذہب ہے تو کس قوم کو تم اُس کی طرف دعوت کرسکتے ہو۔ کیا اس مذہب کی لاش جاپان لے جاؤ گے۔ یا یورپ کے سامنے پیش کروگے اور ایسا کون بے وقوف ہے جو ایسے مردہ مذہب پر عاشق ہوجائے گا جو بمقابلہ گزشتہ مذہبوں کے ہر ایک برکت اور روحانیت سے بے نصیب ہے گذشتہ مذہبوں میں عورتوں کو بھی الہام ہوا جیسا کہ موسیٰؑ کی ماں اور مریمؑ کو۔ مگر تم مرد ہوکر ان عورتوں کے برابر بھی نہیں بلکہ اے نادانو اور آنکھوں کے اندھو! ہمارے نبی ﷺ اور ہمارے سید و مولیٰ (اس پر ہزار سلام) اپنے افاضہ کے رو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں کیونکہ گزشتہ نبیوں کا افاضہ ایک حد تک آکر ختم ہوگیا۔ اور اب وہ قومیں اور وہ مذہب مردے ہیں کوئی ان میں زندگی نہیں۔ مگر آنحضرت ﷺ کا روحانی فیضان قیامت تک جاری ہے''۔

(چشمہ مسیحی صفحہ ۷۲ تا ۷۵)

بانئ جماعت احمدیہ کی مخالفت کی وجہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کے ساتھ ہی امام مہدی و مسیح موعود کے منتظر علماؤں کا انتظار بھی ختم ہوگیا تھا ان کی شدید خواہش تھی کہ ان کے مدرسوں یا برادری میں سے کوئی اٹھے اور امید تھی کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے ہی کسی لیڈر یا بڑے مولوی کو امام مہدی و مسیح موعود بنادے گا۔ یا بنی اسرائیل کے رسول و نبی حضرت عیسیٰؑ مرحوم کو دو ہزار سال یا سو دو سو سال کم کی مدت کے بعد ان کے مدرسوں میں اتار لے آئے گا۔

مگر افسوس ان کی امید یا خواہش پوری نہ ہوئی۔ جس طرح آنحضرت ﷺ کے ظہور کے زمانہ میں عیسائیوں کو پوری پوری امید تھی کہ موعود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور انہیں میں ہوگا۔ مگر ہوا ظہور عربوں میں اسی لئے عیسائی قوم کی اکثریت رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا انکار کرتی ہے۔

چونکہ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام اہل فارس میں سے تھے اور ملاؤں کی برادری میں سے نہ تھے اس لئے ان علمائے اسلام کہلانے والوں کی اکثریت نے یہود و نصاریٰ کا رنگ پکڑ کر مخالفت پر ہی نہیں دشمنی پر کمر کس لی اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد باب نبوت بند ہوگیا ہے نبوت کا مدعی کافر مرتد واجب القتل ہے۔ ہفتہ وار صدق جدید لکھنؤ ۶ اگست ۱۹۶۵ء میں ایک مراسلہ ''قادیانی اور باب کعبہ'' (ایک سائل کے قلم سے) کے عنوان سے شائع ہوا تھا اس کا ایک اقتباس بڑا دلچسپ ہے ملاحظہ کیجئے۔

''مولوی خود مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور بحالت نبوت آئیں گے (ینزل عیسیٰ نبی اللہ۔ مسلم شریف) یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ان پر وحی بھی نازل ہوگی (حدیث مسلم از نواس بن سمعان) اور یہ بھی کہ وحی لانے والے حضرت جبرئیل ہوں گے (حج الکرامہ فی آثار قیامت از نواب والاجاہ صدیق خان مرحوم) اور یہ بھی کہ جب حضرت مسیح آئیں گے ان کا انکار کرنے والے کافر ہوں گے۔ لہٰذا ہم تو ان تمام باتوں سے توبہ کرتے ہیں کیونکہ حضرت مسیح اپنی ان خصوصیات کے ساتھ آگئے تو باب نبوت مفتوح ہوجائے گا۔

اب ان مولوی صاحبان سے بھی توبہ کرانی چاہیئے کہ وہ حضرت مسیح کی آمد ثانی تسلیم کرکے اور اُن کو نبی مان کر اور ان پر بذریعہ جبرئیل وحی نازل کرکے مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام۔ ناقل) کے ہاتھوں کو مضبوط کررہے ہیں۔ یہی وہ مولوی صاحبان ہیں کہ بام رسالت پر چڑھانے (مولوی کون ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے رسالت عطاء فرمائی ہے۔ ناقل) کے لئے غلام احمد علیہ السلام کے لئے سیڑھی مہیا کی اور جب وہ چڑھ گئے تو کہنے لگے کہ اس نے نبوت کا دروازہ چوپٹ کھول دیا۔

ہم نے جہاں تک غور کیا ہے حضرت مسیح کی آمد ثانی بحالت نبوت کے قائل علماء خود ختم نبوت کے منکر ہیں ان ہی کی استدلالی حدیثوں کا سہارا لے کر مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی مسیح موعود اور نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ علماء کو رشک ہے کہ مرزا قادیانی تو بازی لے گیا اور اس نے مسلمانوں کا انتظار ختم کرادیا اور ہم جو نزول مسیح کو عقیدہ میں شامل کرتے رہے ہیں خالی ہاتھ رہ گئے۔ قادیانیوں کا مسیح موعود آگیا اور ہم ٹکٹکی لگا کر آسمان ہی کو دیکھ رہے ہیں کہ کب حضرت مسیح تشریف لائیں اور کب ہم ان کے منکروں کو کافر قرار دیں۔

یہ قادیانی اور ان کے مخالف علماء دونوں اصولی طور پر ایک ہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اختلاف صرف شخصیت میں ہے علماء کہتے ہیں کہ بے شک حضرت مسیح بحالت نبوت تشریف لائیں گے ان پر وحی بھی نازل ہوگی وحی لانے والے حضرت جبرائیل ہوں گے مگر نازل

ہونے والے مسیح غلام احمد قادیانی نہیں ہیں وہ تو آئیں گے۔گویا فرق یہ ہے کہ قادیانی کہتے ہیں کہ عیسیٰ نبی اللہ تشریف لے آئے مولوی کہتے ہیں کہ نہیں وہ ابھی نہیں آئے مگر آئیں گے ضرور۔ پھر قادیانیوں اور ان کے مخالف مولویوں میں فرق کیا رہا اصول میں متفق ہیں۔ مابہ النزاع صرف شخصیت ہے حیرت ہے کہ ان پرانے قادیانیوں کو کوئی بھی ختم نبوت کا منکر قرار نہیں دیتا۔یہ نئے قادیانی تو ان ہی مولویوں کے شاگرد ہیں بس غضب یہ ہوا کہ سیڑھی مولویوں نے مہیا کی اور چڑھ گئے بام رسالت پر غلام احمد قادیانی محنت کس نے کی اور پھل کس نے کھایا۔'' (صدق جدید لکھنؤ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

احراریوں اور دیوبندیوں کا فن کذب طرازی

قارئین! احراری اور دیوبندی علماء کے بعض اکابر نے یہ نظریہ قائم کر کے فن کذب طرازی کی شرعی بنیاد رکھ دی ہے کہ بعض اوقات کذب صریح واجب ہو جاتا ہے چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی جنہیں حضرت قطب العالم، ختم الاولیاء والمحدثین، فخر الفقہاء والمشائخ حضرت عالی ماوائے جہاں مخدوم الکل مطاع العالم قرار دیا جاتا ہے حسب ذیل فتویٰ دیا۔

''احیائے حق کے واسطے کذب درست ہے مگر تا امکان تعریض سے کام لیوے اگر ناچار ہو تو کذب صریح بولے''۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل)

اسی طرح دیوبندی علماء کے شیخ الاسلام جناب مولوی حسین احمد صاحب مدنی کی رائے میں جھوٹ بعض اوقات میں فرض اور واجب ہو جاتا ہے۔(نقش حیات)

ان فتاویٰ کے مطابق مخالف احمدیت علماء مدت سے جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹ بہتان طرازی اور افتراء پردازی کا بازار گرم کئے ہوا تھا۔حتیٰ کہ تصویر سازی کو ناجائز سمجھنے کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے اپنے ہاتھوں بوگس فوٹو بنانے اور کھلے بندوں شائع کرنے شروع کر دیئے اور یہ سب ختم نبوت کے مقدس نام کی آڑ میں کیا جا رہا ہے۔

ان نام نہاد محافظین ختم نبوت کی ساری سرگرمیاں صرف حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو گالیاں دینے اور احمدیوں کے خلاف فتنہ برپا کرنے کیلئے وقف تھیں اور وہ اس کو ''جہاد'' کا نام دیتے تھے اب بھی دیتے ہیں۔حق تعالیٰ نے ان کے حقیقی چہرہ سے نقاب اُتارنے کیلئے یہ سامان فرمایا کہ بریلوی علماء خم ٹھونک کر ان کے خلاف میدان میں آ گئے اور انہیں للکارا کہ دیوبندی کانگرس اور برطانیہ دونوں کے خود کاشتہ پودا اور تنخواہ دار ایجنٹ رہے ہیں اور انہوں نے دیوبندی لٹریچر سے ہی ثابت کر دکھلایا کہ ان کی تبلیغی جماعت اور جمعیت علماء اسلام انگریز کے ایما سے قائم ہوئی تھی۔

(تفصیل کے لئے دیکھیں۔کتاب دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ از مولوی غلام مہر علی صاحب گولڑوی)

سرحد کے ایک احراری رہنما جناب سید عبد اللہ شاہ صاحب مدیر روزنامہ الفلاح پشاور کی چشمدید شہادت ہے کہ ''مولانا غلام غوث ہزاروی سے ملاقات پہلی دفعہ ۱۹۳۷ء میں ہوئی مولانا غلام غوث ہزاروی کے دو رُخ تھے ایک طرف وہ مجلس احرار سرحد کے صدر تھے اور مجلس احرار کو ہندوؤں سے باقاعدہ روپیہ ملتا تھا کیونکہ کانگریس کی حمایت کرتے تھے۔دوسری طرف ان کا تعلق سنٹرل انٹیلی جنس سے تھا وہ کانگریس کے خلاف رپورٹیں دیا کرتے تھے مگر بظاہر وہ ایک دینی عالم تھے بہترین مبلغ اور انگریز کے خلاف بے خوفی سے تقریر کرتے تھے۔دراصل انگریز میں ایک کمال تھا کہ وہ اپنے لوگوں سے ایسا کام لیتا تھا۔ لوگوں کے سامنے اُسے گالیاں دو تا کہ لوگ اسے حکومت کے خلاف سمجھیں اور اس کے سامنے کھل کر بات کریں اس وجہ سے مولانا کو کانگریس کا وظیفہ الگ اور انٹیلی جنس کا وظیفہ الگ ملتا تھا''۔(میری زندگی کی یادداشتوں کا چوتھا حصہ صفحہ ۳۸ مؤلفہ سید عبد اللہ شاہ۔مدیر روزنامہ الفلاح)

مجلس احرار کا قیام اور ان کے کارنامے

ایک کتاب Freedom Movement in Kashmir ہے۔اس کتاب کے مصنف کا نام غلام حسن خان ہے ہندوستان سے لائٹ اینڈ لائف پبلشر نیو دہلی نے ۱۹۸۰ میں شائع کی ہے اس میں ۱۹۲۱ء سے ۱۹۴۰ء تک کے عرصہ میں تحریک کشمیر کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے مصنف نے مجلس احرار کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

''مجلس احرار کانگریس کے سٹیج پر کانگریس کے سالانہ اجلاس کے موقع پر معرض وجود میں آئی اس کے پہلے صدر مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری منتخب ہوئے اور ان کا نام مجلس احرار اسلام ہند تجویز ہوا''

اس کے کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے جسٹس منیر صاحب لکھتے ہیں یہ جسٹس منیر صاحب حکومت پاکستان کے ۱۹۵۳ میں اینٹی احمدیہ تحریک پر قائم شدہ انکوئری کمیشن کے جسٹس تھے۔آپ ایک بہت اعلیٰ پائے کے قانون دان کے طور پر معروف ہیں اور ایک جسٹس کیانی تھے آپ دونوں ممبر تھے آپ نے اپنی رپورٹ میں یہ الفاظ درج کئے۔

''احرار کے رویے کے متعلق ہم نرم الفاظ استعمال کرنے سے قاصر ہیں ان کا طرز عمل بطور خاص مکروہ اور قابل نفریں تھا اس لئے کہ انہوں نے ایک دنیاوی مقصد کیلئے ایک مذہبی مسئلہ کو استعمال کر کے اس مسئلہ کی توہین کی''۔

(انکوائری رپورٹ صفحہ ۳۷۸)

اسی طرح لکھا ہے:۔

''اسلام ان کیلئے ایک حربہ کی حیثیت رکھتا تھا جسے وہ کسی سیاسی مخالف کو پریشان کرنے کیلئے جب چاہتے بالائے طاق رکھ دیتے اور جب چاہتے اٹھا لیتے کانگریس کے ساتھ سابقہ پڑنے کی صورت میں تو ان کے نزدیک مذہب ایک نجی معاملہ تھا اور وہ نظریہ قومیت کے پابند تھے لیکن جب وہ لیگ کے خلاف صف آراء ہوئے تو اُن کی واحد مصلحت اسلام تھی جس کا اجارہ انہیں خدا کی طرف سے ملا ہوا تھا۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ۲۷۲)

احرار کے بارہ میں اکابرین علماء کے بعض حوالہ جات پیش ہیں:

''مجلس احرار ٹھگوں کی ٹولی اور چوروں کی جمعیت ہے''

(اخبار احسان لاہور ۵۔۲۔۱۹۳۶)

''احرار کے نام سے کسی کو منسوب کرنا ذلت اور تحقیر کے مترادف ہے''

(اخبار نوجوان افغان ہری پور ہزارہ ۱۷۔۴۔۳۷)

خود مفکر احرار چودھری افضل حق کہتے ہیں: ''باسی کڑھی کے اُبال کی طرح ہم اٹھتے ہیں اور پیشاب کی جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں'' (زمزم لاہور ۱۵۔۷۔۴۱)

مولانا ظفر علی خان صاحب نے احرار کا نقشہ کھینچتے ہو لکھا کہ

''کیا کہوں آپ سے کیا ہیں احرار کوئی لُچا ہے اور کوئی لُقہ''۔

(چمنستان منظومات ظفر علی خاں صفحہ ۱۶۵)

اسی طرح لکھتے ہیں:

گالیاں دے جھوٹ بول احرار کی ٹولی میں مل
نکتہ یوں ہی ہوسکے گا حل سیاسیات کا

(ایضاً صفحہ ۹۲)

آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و رذیل
تو یہ سب ذلت اسی طبقہ غدار سے ہے

(ایضاً صفحہ ۴)

پل رہے ہیں اُن کے چندوں پر مگر احرار ہند
پھر ہوں کیوں وہ اپنے ہی پروردگاروں کے خلاف

(۲۳۲)

نرالی وضع کا مومن ہے طبقہ احرار
کہ سر جھکا ہوا مشرک کے آستاں پر ہے

(ایضاً صفحہ ۱۹۸)

احراری و دیوبندیوں کے مدعیان خدا و رسول

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کے بعد نام نہاد مجلس تحفظ ختم نبوت کی تقدیر تاریکی میں تھی جب انسان ایک نور کا دشمن بنتا ہے تو تاریکی میں غوطے کھاتا چلا جاتا ہے۔احراریوں نے ختم نبوت کے بند دروازے کا قفل توڑ کر خود ساختہ رسول و نبی اور آئمہ کا امام بلکہ خدا کو پیش کر دیا۔

دیوبندی مولوی رشید گنگوہی کو ''خدا'' مربی خلائق کہتے ہیں۔

(مرثیہ رشیدیہ صفحہ ۱۲)

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ ان کا امام رشید گنگوہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور انہیں موت بھی دیتا ہے۔(مرثیہ رشیدیہ صفحہ ۳۳)

دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کا دعویٰ پیغمبری ''سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان

سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر“

(تذکرہ الرشید جلد 2 صفحہ 17)

دیوبندی کہتے ہیں ”کلمہ طیبہ نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے حتیٰ کہ صحابہؓ سے بھی، اس لئے اُن کا کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ ہے“

(کلمہ طیبہ ص ۱۶ حوالہ رسالہ امدادیہ ص ۲۴)

دیوبندیوں کے نزدیک صحابہ کی توہین جائز ہے وہ رشید گنگوہی کو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروقؓ کے مقام پر سمجھتے ہیں

(مرثیہ رشیدیہ ص ۱۶)

دیوبندیوں کے نزدیک رشید گنگوہی بانی اسلام کا ثانی ہے (مرثیہ ص ۶) اشرف علی تھانوی حضور کی شکل، قد، رنگت حضور کی تھی (اصدق الرویاء ص ۵، ۷، ۳۴، ۲۵) بانی اسلام کا ثانی رشید گنگوہی ہے اور اس کا کالا غلام یوسف ثانی (مرثیہ رشیدیہ ص ۱۱) دیوبندیوں کا فتویٰ ہے کہ ”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے رحمۃ للعالمین کی صفت مخصوص نہیں۔ دیوبندی عالموں کو رحمۃ للعالمین کہنا جائز ہے۔“

(فتویٰ رشیدیہ حصہ سوم)

دیوبندیوں کے نزدیک درود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی نہیں بلکہ اشرف علی تھانوی رسول اللہ پر ہے۔ (العیاذ باللہ)

(رسالہ امدادیہ ص ۳۴)

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ رشید احمد گنگوہی حضرت عیسیٰؑ سے بڑھ کر ہیں وہ مردوں کو زندہ کرنے والے ہیں۔

(مرثیہ رشیدیہ ص ۳۳)

بانی تبلیغی جماعت مولانا الیاس کی شخصیت کے تعارف میں تحریر ہے:۔

”مولانا موصوف کے بچپن میں ان کے ساتھ صحابہ کرام کی سی صورتیں چلتی پھرتی تھیں۔ جوانی میں ذکر کرتے وقت ان کے دل پر فیضان نبوت سے بوجھ سا محسوس ہوتا تھا جس طرح آنحضرت ﷺ کو نزول وحی کے وقت ہوا کرتا تھا خواب نبوت کا ایک حصہ ہے انہیں بھی ”رؤیائے صادقہ“ یعنی سچے خواب ہونے لگے جس میں علوم صحیحہ کا القاء ہوتا تھا خواب ہی میں انہیں تبلیغ کا یہ طریقہ منکشف ہوا اور یہ بھی منکشف ہوا کہ آیت کریمہ کنتم خیر امة اخرجت للناس ان کی شان میں ہے اور اس کی تفسیر بھی القاء ہوئی کہ ”تم مثل انبیاء علیھم السلام کے لوگوں پر ظاہر کئے گئے ہو“

(تبلیغی جماعت اور اس کا نصاب، مرتبہ الحاج مولانا مفتی خطیب عبد الرحمن عمری ص ۳۱۔۳۲)

نبی و رسول اور أئمہ کے امام یعنی امام کون؟؟

دیوبندیوں کے اکابرین نے پنڈت جواہر لال صاحب کو رسول السلام کے القاب سے نوازا۔ اور گاندھی جی کو نبی بالقوت کا لقب عطا فرمایا۔ ملاحظہ ہو۔

پنڈت جواہر لال نہرو ”رسول السلام“

(دیوبندی مذہب صفحہ ۳۵۔۳۱)

مہاتما گاندھی جی ”نبی بالقوۃ“

اخبار ذوالفقار ۱۷ اپریل ۱۹۲۱ نے لکھا کہ عطاء اللہ بخاری نے ۲۵ اپریل کی تقریر میں جو مسجد خیر دین میں کی بیان کیا کہ میں مسٹر گاندھی کو نبی بالقوۃ مانتا ہوں“۔

آئمہ کا امام (مراد امام مہدی) کون؟

”حج سے پہلے آئمہ کل ہند تنظیم کے وفد وزیر اعظم (شری پی وی نرسمہا راؤ جی جنہوں نے بی جے پی سے مل کر بابری مسجد کو ڈھایا تھا) سے ملاقات کی اور امام حضرات نے وزیر اعظم کو آئمہ کا امام قرار دیا تو تنظیم کے سربراہ مولانا الیاسی کو حج پر خیر سگالی وفد میں شامل کر لیا گیا سینکڑوں علماء اپنے کندھے پر عربی رومال رکھے اور آنکھوں میں سرمہ لگائے کتنی محبت و عقیدت سے وزیر اعظم کے ساتھ بات چیت کرتے رہے یہ خصوصی پروگرام بہت دیر تک ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا“۔

(روزنامہ مشرق کلکتہ مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۹۳)

اسی طرح آزاد ہند کلکتہ نے لکھا:۔

”آل انڈیا تنظیم آئمہ کی طرف سے کئی مرتبہ وزیر اعظم کے دستار فضیلت باندھی گئی اور دوردرشن پر اس کی زوردار پبلسٹی بھی ہوئی۔ مئی ۱۹۹۳ میں سپریم کورٹ نے اماموں کی تنخواہیں وقف بورڈوں سے مقرر کرنے کیلئے اپنا فیصلہ صادر کیا تھا تب بھی تنظیم آئمہ نے وزیر اعظم کی ڈیوڑھی حاضر ہو کر مقدمہ میں کامیابی پر وزیر اعظم کا شکریہ ادا کیا تھا۔ اوقاف کی بدحالی دیکھتے ہوئے یہ سوال کہ ملک بھر میں پھیلے ہوئے تقریباً تین لاکھ امام کو تنخواہیں کہاں سے اور کیسے دی جائیں گی۔“ (۲۰ جون ۱۹۹۵)

قرآن مجید وانبیا کرام کی تحقیر کے انداز

تذکرۃ الائمہ صفحہ ۹۱ پر لکھا ہے:

”حضرت علیؓ خدا ہیں۔ ایک کتاب مناقب مرتضوی حیات القلوب ہے“۔

اس کی دوسری جلد باب ۴۹ میں لکھا ہے:۔ ”حضرت علیؓ خدا ہیں اور محمد اس کے بندے ہیں“۔

رسالہ نورتن کے صفحہ ۳۶ پر درج ہے حضرت علیؓ فرزند خدا ہیں۔ اصل قرآن مفقود ہے۔ موجودہ سے دس پارے غائب ہیں۔ بعض آیات میں تحریف وتغیر ہے“۔ (تفسیر صافی)

تفہیم القرآن جلد صفحہ ۱۷۲ پر مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

”ایک نعمت کے طور پر جوان اور حسین و جمیل عورتوں کی شکل دے کر جنتیوں کو عطا کر دے گا تا کہ وہ ان کی محبت سے لطف اندوز ہوں لیکن بہرحال یہ جن و پری کی قسم کی مخلوق نہ ہوں گی کیونکہ انسان کبھی صحبت ناجنس سے مانوس نہیں ہو سکتا“۔

”ردالمحتار علی دُور المختار مشامی“ جو بریلویوں اور دیوبندیوں دونوں کو قبول ہے اس میں لکھا ہے

”اگر نکسیر پھوٹے پس لکھی جاوے سورۃ فاتحہ خون کے ساتھ اس کی پیشانی پر اور ناک پر جائز ہے شفاء کے حصول کیلئے اور اسی طرح سورۃ فاتحہ پیشاب سے بھی لکھنی جائز ہے“۔

لکھا ہے ”حضرت سلیمان کی انگوٹھی شیطان نے لیکر پھینک دی آپ کی بادشاہت جاتی رہی وہ شیطان جس کا نام آصف تھا آپ کے تخت پر بیٹھ گیا کہتے ہیں یہ حضرت سلیمانؑ کے اس گناہ کی پاداش تھی کہ آپ نے ایک عورت سے حیض کے دوران مباشرت کی تھی“

(تفسیر روح المعانی سورۃ ص)

”خدا حضرت سلیمانؑ سے ناراض ہوا کیونکہ انہوں نے ایک عورت کو اپنی بیوی بنا لیا جس سے وہ عشق کرتے تھے“

(جلالین مجتبائی صفحہ ۳۸۰)

”اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو تنبیہہ کی اس وجہ سے کہ حضرت داؤد کی ۹۹ بیویاں تھیں انہوں نے ایک اور شخص جس کی ایک ہی بیوی تھی لیکر اُس کی بیوی سے نکاح کر لیا“

(جلالین مع کمالین صفحہ ۳۷۹)

دیوبندی کہتے ہیں کہ ”حاجی امداد اللہ کے گھر میں رسول اللہ باورچی بن کر آئے“۔

(تذکرہ الرشید ۴۶)

دیوبندی کہتے ہیں کہ ”قرآن کی کئی آئتیں منسوخ ہو گئیں حتیٰ کہ سورۃ فاتحہ اور بسم والی آیت جزو قرآن نہیں“۔

(عقیدہ دیوبندیہ)

”بحالتِ خواب قرآن پر پیشاب کرنا اچھا ہے“ (افاضات یومیہ تھانوی صفحہ ۱۳۳ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۰۹ ومزید المجید تھانوی صفحہ ۶۶ سطر ۳۳)

”خدا کے کلام لفظی یعنی قرآن مجید کا جھوٹا ہونا ممکن ہے“

(الجہد المقل از صدر دیوبند صفحہ ۲۴ ابوادر النوادر از تھانوی صفحہ ۲۰۱ صفحہ ۴۸۱)

”قرآن کو پاؤں تلے رکھنا جائز ہے۔ کسی عذر سے قرآن مجید کو قارورات میں ڈال دینا کفر نہیں رخصت ہے اور کوئی اور چیز نہ ہو تو قرآن شریف کو پاؤں کے نیچے رکھ کر اونچے مکان سے کھانا اتار لینا درست ہے اور بوقت حاجت قرآن شریف کو کسی کے نیچے ڈال لینا روا ہے“

(تحریف اوراق صفحہ ۴ بحوالہ وہابی نامہ صفحہ ۳۵)

دیوبندی فتووں کی حقیقت

فتوے ٹکوں میں بکتے ہیں اسٹار نیوز کا سنسنی خیز خلاصہ۔

دیوبند کا دارالافتاء فتووں کی منڈی ہے۔ ٹی وی کے تعلق سے ایک مدرسہ کا فتویٰ حلال کا اور دوسرے کا فتویٰ حرام کا۔ سچ کیا ہے؟ ڈبل بیڈ کا مسئلہ حلال و حرام سے کیا لینا دینا SMS سے طلاق کا کیا مسئلہ ہے۔ مفتی عبد الرحمن کو گردہ دیا جاسکتا ہے لیکن خود ان کا گردہ دینا ناجائز۔ کیا یہ فتویٰ کی کلاکاری ہے؟

دنیا کے لاکھوں لوگوں نے مفتیوں کو رشوت لیتے ہوئے دیکھا۔ کیا اب فتویٰ کیلئے بھی رشوت دینی پڑے گی۔؟

مدارس اسلامیہ کی حقیقت

”پاکستانی مدارس پر وزیر کا الزام“

اسلام آباد پاکستان کے مذہبی امور کے وزیر کی طرف سے دینی مدارس پر ایڈز پھیلانے کا الزام عائد کئے جانے پر اپوزیشن نے سخت احتجاج کرتے ہوئے پارلیمنٹ میں ایوان سے واک آوٹ کیا، وزیر مملکت برائے مذہبی امور عامر لیاقت حسین نے ایڈز سے متعلق معلومات پر مبنی کٹ کے اجراء کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ کچھ دینی مدارس میں جنسی تشدد ہوتا ہے جب کہ بعض مدارس اور حجرے اس مرض کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں جسے روکنا ہوگا مذہبی جماعتوں کے اراکین نے وزیر کے بیان کا سخت نوٹس لیتے ہوئے ان پر الزام عائد کیا کہ انہوں نے مدارس کی توہین کی ہے۔۔۔

(سالار ویکلی 9 جنوری 2005 بنگلور)

ہفت روزہ نئی دہلی کی خبر ہے۔

بچہ بازی افغانستان کی ایک روایتی برائی جس نے طالبان کے خاتمہ کے بعد پھر جنم لیا اور اب افغانستان میں ایک جنون کا نام ہے ۔گلی گلی کمسن یتیم بچوں کو بدفعلی کا شکار بنایا جارہا ہے اور یہ کوئی چوری چھپے نہیں بلکہ کھلے عام ہو رہا ہے جس کیلئے باقاعدہ محفلیں سجتی ہیں ہلکی روشنی میں گورے چٹے یتیم بچے رقص کرتے ہیں اور شوقین مزاج اپنے دل تھام لیتے ہیں۔ بات یہیں ختم نہیں ہوتی ان لڑکوں کو بیوی کی حیثیت سے رکھا جاتا ہے جسے وقار کی علامت سمجھا جاتا ہے"۔

(نئی دنیا دہلی ۳۰ اپریل سے ۶ مئی ۲۰۱۲)

روزنامہ پاسبان کی ایک رپورٹ "کیا یہ دور قوم لوط کی سرپرستی کا دور ہے"

" اب تک ہمارے شہر میں سینکڑوں ایسے واقعات ہو چکے ہیں جس میں غیر فطری جنسی عمل کرنے والے رنگے ہاتھوں پکڑے گئے ۔کم سن اور نیم بالغوں کے ساتھ ایسا گھناونا اور غیر انسانی فعل کرنے والوں کو ان کے اس اخلاق سوز جرائم پر کیا سزا دی گئی۔

بس دو چار جوتے چپل رسید کئے یا چار آٹھ لات گھونسے جمائے کچھ لوگوں نے جمع ہو کر ڈانٹ پھٹکار کی اس کے بعد ملک سے تڑی پار کر دیا۔

ہمارا شہر یلکنڈہ پالیم نہیں ہے کہ جس کا مجموعی رقبہ ایک دو محلوں پر واقع ہو۔ چاروں طرف سے بیسوں میلوں تک پھیلے ہوئے اس شہر میں ایک خاص وصف یہ ہے کہ اس علاقے کی واجب الاحترام عمارت میں یا کسی تعلیم گاہ میں سرزد ہونے والے کسی بھی جنسی جرم کا پتہ دوسرے علاقے والوں کو نہیں ہوتا۔ جب ایک جگہ بدفعلی کرتا ہوا کوئی سگ زادہ پکڑا جاتا ہے اور لات پتھروں سے مار کر بھگا دیا جاتا ہے تو وہ چیختا بلبلاتا دوسرے علاقے میں جا کر پناہ لیتا ہے وہاں کے لوگ اس کی چرب زبانی سے متاثر ہو کر اسے سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں اُونچا عہدہ دیتے ہیں یہ سگ زادے ان کی مہربانیوں اور حسنِ سلوک کا صلہ دیتے ہیں کہ اس محلے کے تمام گھروں کو اپنی جنسی بارگاہ سمجھتے ہیں جہاں جہاں مواقع ملتے اپنی عیاشی کو مٹانے، اپنے گندے وجود کا استعمال شروع کر دیتے ہیں۔ ان آستین کے دشمنوں کو کسی قسم کی بھی کڑی سے کڑی سزا دینے کا ہمارے پاس کوئی سسٹم نہیں ہے بلکہ ان مجرمین کی حمایت کرنے والا انہی کی طرح لواطت پسند حلقہ موجود ہے جو کسی بھی رنگے ہاتھ پکڑے جانے والی واردات کے موقع پر پہنچ کر اس طرح صلح صفائی کرتا ہے کہ خدا اور رسولؐ کے ساتھ پوری ملت کا یہ مجرم باعزت بری ہو کر دوسرے مقام پر اس سے اعلیٰ عہدہ حاصل کر لیتا ہے۔

چند دنوں قبل ہم نے ایک چائے خانے میں چار دوستوں کے درمیان ایک گفتگو سنی ۔ یہی گفتگو اس کالم کا موضوع ہے اس بحث کا ماحصل یہ ہے کہ ان لوگوں کے محلے کی ایک تعلیم گاہ میں رمضان کے آخری عشرے میں ایک بے سرٹی فیکٹ پرنسپل کو بدفعلی کرتے ہوئے اس تعلیم گاہ کے ایک منتظم نے پکڑ لیا۔ معاملہ چونکہ رمضان میں پیش آیا تھا اپنی ہی بدنامی اور شرمندگی کے پیش نظر ان لوگوں نے خموشی اختیار کر لی ۔ اس کے بعد جب منتظموں نے مزید تفتیش کے گھوڑے دوڑائے تو چند اور جنسی تعلقات کے معاملے بھی طشت ازبام ہو گئے ۔اتنی کاروائی ہونے تک یہ معاملہ صیغہ راز میں نہیں رہا بات آہستہ پھیلنے لگی چند ایک کو یقین تھا کہ اب اس پرنسپل کی ہڈی پسلی ایک کر دی جائے گی کہ یہ ایک جنسی معاملات کا مجرم تھا پتہ نہیں بے داغ کردار کے پس منظر میں کن کن برتنوں میں سوراخ کئے تھے۔

چھٹیوں کے بعد جب تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا تو محلے والوں نے دیکھا کہ وہی ذات شریف بدستور طالبات کو طلباء کو پڑھانے پر مامور ہے اور اب تک بھی ہے جس کے ساتھ اس نے بدفعلی کی وہ بھی بدستور اس کا آشنا بن کر ہے۔ غرض کچھ ایسا ماحول ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

یہ نوجوان آپس میں سوال کر رہے تھے اگر معاملہ دبا دینا تھا تو یہ معاملے باہر کیوں آئے۔ اگر باہر لانا تھا تو اس خاطی کو برطرف کیوں نہیں کیا گیا۔ یہاں کے سادہ لوح مسلمان تعجب میں ہیں کہ آخر یہ کیسا مسلمان تھا جسے نہ رمضان کا احترام تھا اور نہ رمضان میں خدا کا خوف اور تعلیم گاہ کے منتظم بھی کس قسم کے مسلمان ہیں جو ایسے حرام پسند کو قبول کئے ہیں۔ قارئین ہمارا بھی یہی سوال ہے۔

جو آدمی لواطت میں پکڑا جاتا ہے۔ اس کے پیچھے بھی ہم نماز پڑھتے ہیں جو آدمی زنا میں پکڑا گیا ہے اس کے پیچھے بھی ہم نماز پڑھتے ہیں ہم میں اکثر گھروں میں قرآن مجید بھی ایسے ہی آدمیوں سے سیکھا جاتا ہے جو عادی عیاش ہوتے ہیں لواطت باز ہوتے ہیں۔ کیا اس طرح یہ دور قوم لوط کی سرپرستی کا دور ہے؟

(روزنامہ پاسبان بنگلور ۳ فروری ۱۹۹۹)

دیوبندیوں کی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اغراض ومقاصد

دیوبندیوں کی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اغراض و مقاصد حصول مربعہ جات زمین ۔آڑھت کی دکانیں

"تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ میں ہی عطا اللہ شاہ بخاری و محمد علی جالندھری اہلسنت کے مقتدر علماء حضرت مجاہد اعظم مولانا ابو الحسنات رحمۃ اللہ علیہ خطیب مسجد وزیر خان لاہور صدر مجلس عمل اور شیر شبیہ خطابت حضرت مولانا صاحبزادہ فیض الحسن شاہ مدظلہ کی جوتیاں چاٹا کرتے تھے اور انہیں کے نام پر دیوبندی دو لاکھ روپیہ لوگوں سے بٹور کر ثواب دارین سے مشرف ہوتے تھے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کی نام نہاد اسلامی خدمات:

دیوبندیوں کے ہر کام میں زراندوزی کا مقصد درپیش ہوتا ہے۔ چنانچہ ختم نبوت کا صدر مشہور قصہ خوانی مولوی محمد علی جالندھری جس نے دو تین کاروباری حصہ دار مبلغ بھی اپنے ساتھ نتھی کر رکھے ہیں لاکھوں روپیہ نبی کے ناموس کے نام پر جمع کر کے زمین کے مربعے اور آڑھت کی دکانوں سے مشرف ہو کر نعیم دارین واجر جمیل سے ثواب حاصل فرما چکے ہیں چنانچہ دیوبندی فرقہ کے مرشد اعظم جناب منشی عبدالکریم شورش کشمیری اپنے رسالہ چٹان میں اپنے ہی اس مرید و مخلص مولوی محمد علی جالندھری کے متعلق لکھتا ہے۔

وہ (مولوی محمد علی جالندھری) ہمارے لئے اب بھی اسی طرح محترم ہے جس طرح پہلے تھے لیکن ایک چیز ہے مولانا محمد علی کی ذات دوسری چیز ہے مجلس تحفظ ختم نبوت تیسری چیز ہے اس مجلس کے نام پر جمع کردہ روپیہ الخ (اس کے چند سطور بعد پر شورش صاحب لکھتے ہیں) مولانا محمد علی جالندھری بہر حال اس مجلس اور اس روپیہ کے امین بنے ہوئے ہیں اب اگر وہ اس مجلس کو اپنی ذات تک محدود کر لیں اور جس مقصد کیلئے یہ روپیہ جمع ہوا ہے یا ہو رہا ہے اس مقصد پر صرف نہ ہو بلکہ اس کے برعکس ان کے مشاہرہ صرف ہو یا اس سے اراضی خرید لی جائے یا اس سے آڑھت کی جائے اور جس عظیم مقصد کا روپیہ ہے وہ عظیم مقصد روز بروز مجروح ہو رہے تو ہمارے کرم فرما ہی ہمیں بتائیں کہ اصلاح احوال اور احتساب جماعت کا کون سا طریقہ ان کے نزدیک مستحسن و موزوں ہے۔ مقصد روپیہ جمع کرنا۔ تنخواہیں بانٹنا اور آڑھت چلانا ہے یا تحفظ ختم نبوت (ہفت روزہ رسالہ چٹان لاہور اشاعت ۲۳ مارچ ۱۹۶۶ انجمن تحفظ حقوق سواد اعظم برطانیہ)

احباب کرام غور فرمائیں کہ یہ سب

روناان کے گھر سے رویا جارہا ہے اوراس سے واضح ہے کہ تحفظ ختم نبوت کا مقصد کیا ہے اور روپیہ ان کے تقویٰ کا کس طرح دیوالہ نکال رہا ہے۔

ہفت روزہ نشیمن بنگلور لکھتا ہے:۔

’’آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ نام نہاد لوگ عالم اور امام بن کر حالانکہ ان کے سینے میں علم کے نام پر دو حرف نہیں ہیں کس طرح مختلف گھناونے منصوبوں سے نئی جائیداد بنانے ان کا کرایہ کھانے اور اپنے جسم پر حرام کمائی کی چربی چڑھانے کی کوشش کررہے ہیں اور مسلمانوں کے لیڈر بن کر عیش وآرام کی زندگی بسر کرنے کی پلاننگ کررہے ہیں اگر مسلمان سوتے رہے اور وقت پر اماموں اور ان کے نائبوں کو اچھا سبق نہیں سکھایا تو بے گھر بے وطن اور بے روزگار ہوں اور اپنے مکان اور دکان ہی نہیں اپنی جان بھی گنوائیں گے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو دعا کرنی چاہئے کہ اللہ پاک انہیں ناپختہ اور ناکارہ اماموں اور نائب اماموں کے شر سے بچائے‘‘۔

(ہفت روزہ نشیمن بنگلور صفحہ ۵ مورخہ ۷ اگست ۱۹۹۴)

اخبار ’’البشیر‘‘ اٹاوہ ستمبر ۱۹۲۵ء لکھتا ہے۔

’’بعثت پیغمبر آخر الزماں کے وقت عیسائیوں اور یہودیوں میں جو فرقہ بندی تھی ان کی تاریخ اٹھا کر پڑھو اور پھر آج کل کے علماء اسلام کا ان سے مقابلہ کرو تو صاف طور پر ثابت ہوجاتا ہے کہ آج بہت سے علماء اسلام کی جو حالت ہے وہ فوٹو ہے اُس زمانہ کے علماء یہود اور نصاریٰ کا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے علماء کو یہودی علماء کا مثیل قرار دیتے ہوئے فرمایا: اگر تم یہود کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو وہ یہودی علماء جو مدتوں پہلے ختم ہوچکے ہیں تو پھر ان کو دیکھو جو آج کے علماء سو ہیں اور یہ دنیا کے طلب گار ہوچکے ہیں۔

(الفوز الکبیر صفحہ ۹ باب اول فصل اول)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ یعنی عمل ختم ہوجائے گا۔ اُس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین ہوں گے (یعنی سوّر ہوں گے) اُن میں سے ہی فتنے اُٹھیں گے اور اُن میں ہی لوٹ جائیں گے یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہوں گے‘‘۔

(مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثالث کنز العمال)

پھر ایک اور موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’میری اُمت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں جھگڑے ہوں گے لڑائیاں ہوں گی اختلافات پیدا ہوجائیں گے۔ پس جب وہ اپنے علماء کے پاس رہنمائی کی امید سے جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سوروں کی طرح پائیں گے۔ یعنی وہ علماء نہیں ہیں بلکہ سور اور بندر ہیں۔‘‘ (کنز العمال ۱۹۰/۷)

آج اُمت محمدیہؐ کو جو بھی عذاب مختلف صورتوں میں اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہیں وہ سب ان نام نہاد محافظین ختم نبوت کی وجہ سے ہیں۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے امام الزمان حضرت مسیح موعودؑ و امام مہدی علیہ السلام کا انکار کرتے ہوئے تکفیر و تکذیب شوخی و استہزاء ظلم وستم میں روز بروز بڑھتے چلے گئے اور اس طرح یہ خدا اور رسولؐ سے بغاوت کر بیٹھے اور شریعت کو ایک موم کی ناک سمجھ کر جس طرف چاہا موڑ لیا، جس کے نتیجہ میں مسلمانوں پر خدا کا غضب بھڑکا ہے اللہ ان کو سمجھ عطا کرتے ہوئے توبہ کا موقع دے۔

❁❁❁

درو شریف رُوحانی فیض کے حصول کا ذریعہ ہے۔

’’درودشریف کے طفیل........ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جاکر آنحضرت ﷺ کی سینہ میں جذب ہوجاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر اُن کی لا انتہا نالیاں ہوجاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں .... درودشریف کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے اُس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حال کرنا چاہتا ہے اُس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درودشریف پڑھے تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو‘‘ (الحکم ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۷)

تلقین دُرود شریف۔

آنحضرتؐ کے احسانات کو یاد کرکے دُرود بھیجنے کا ارشاد

’’اے لوگو! اس محسن پر درود بھیجو جو خداوند رحمٰن ومنان کی صفات کا مظہر ہے۔ کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔ اور جس دِل میں آپؐ کے احسانات کا احساس نہیں اُس میں یا تو ایمان ہے ہی نہیں۔ یا پھر وہ اپنے ایمان کو تباہ کرنے کے درپے ہے‘‘۔ (اعجاز المسیح صفحہ ۳-۴)

سب سے بہتر درود شریف:

’’درودشریف وہی بہتر ہے کہ جو آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا ہے اور وہ یہ ہے۔ اللھم صل علی محمد وعلیٰ ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انك حمید مجید۔ اللھم بارك علی محمد وعلی ال محمد کما بارك علی ابراھیم وعلی ل ابراھیم انك حمید مجید۔

جو الفاظ ایک پرہیزگار کے مُنہ سے نکلتے ہیں اُن میں ضرور کسی قدر برکت ہوتی ہے۔ پس خیال کرلینا چاہیئے کہ جو پرہیزگاروں کا سردار اور نبیوں کا سپہ سالار ہے۔ پس خیال کرلینا چاہیئے کہ جو پرہیزگاروں کا سردار اور نبیوں کا سپہ سالار ہے اس کے منہ سے جو لفظ نکلے ہی وہ کس قدر بزرگ ہوں گے۔ غرض سب اقسام درود شریف سے یہی دُرود زیادہ مبارک ہے۔ یہی اِس عاجز کا درد ہے‘‘۔ (مکتوبات احمد جلد اوّل صفحہ ۱۸)

آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کا طریق۔

’’درودشریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کرلینا چاہیئے کہ رابطہ محبت آنحضرت ﷺ اِس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ ہرگز اپنا دِل تجویز نہ کرسکے کہ ابتداء زمانہ سے انتہا تک کوئی ایسا فرد گزرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا۔ یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے جو اس سے ترقی کرے گا۔ اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہوسکتا ہے کہ جو کچھ محبانِ صادق آنحضرت ﷺ کی محبت میں مصائب اور شدائد اُٹھاتے رہے ہیں۔ یا آئندہ اُٹھاسکیں۔ یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کرسکتی ہے وہ سب کچھ اُٹھانے کیلئے دِلی صدق سے حاضر ہو اور کوئی ایسی مصیبت عقل یا قوت واہمہ پیش نہ کرسکے کہ جس کی اطاعت سے دِل میں روک یا انقباض پیدا ہو اور کوئی ایسا مخلوق دِل میں جگہ نہ رکھتا ہو جو اُس کی جنس کی محبت میں حصہ دار ہو‘‘۔

درود شریف .... اِس غرض سے پڑھنا چاہیئے کہ خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریمؐ پر نازل کرے اور اس کو تمام عالم کیلئے سرچشمہ برکتوں کا بنادے اور اس کی شان وشوکت اس عالم اور اُس عالم میں کرے‘‘ (الحکم ۶/۱۳ ستمبر ۱۸۹۸ء صفحہ ۷)

روحانی فیض رسان نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بحیثیت کثرتِ آل واولاد

خورشید احمد پربھاکر۔ درویش قادیان

خداوند کریم نے حضرت نراشنس کا رو۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہندو مقدس گرنتھوں میں ’’الکوثر‘‘ سرو کے انعامات سے نوازنے کا وعدہ دیا ہے۔ (اتھرو وید کانڈ ۲۰۔ سوکت ۱۲۷ منتر ۱۱ سرو (الکوثر) Every kind of every Thing میں جملہ نعمآء میں ایک نعمت غیر مترقبہ ’’اولاد‘‘ کا کثرت سے عطا ہونا شامل ہے بلکہ دنیائے معمورہ کی بنیادی اکائی مخلوقات میں انسان اشرف الخلوقات کا رول ادا کرتا آرہا ہے۔ انسانی سرشت میں ’’مولود‘‘ کی تمنا ایک اہم فطرتی تقاضا ہے کیونکہ تخلیق کائنات زوجین اثنین کے اصول پر مبنی ہے (الرعد ۴) لہٰذا نر و مادہ کے اختلاط کے نتیجہ میں ہی کائنات کا وجود قائم ہے۔ سو اولاد کی تمنا توحید خالص کے سربستہ رازوں میں سے ایک نہایت اہم اور گہرے فلسفہ رُاز کی غماز ہے جو خالق نے ہر مخلوق میں خود فطرتی طور پر ودیعت کردی ہے۔

حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق کثرت سے اولاد عنایت فرمائی۔ آپ کے چار صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ شہزادیوں سے جو اولاد چلی وہ دنیا میں ’’سادات‘‘ کے نام سے معروف ومشہور ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری دنیا میں موجود ہے۔ اور عزت وتکریم کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔

جسمانی اولاد کے علاوہ رب العزّت نے حضرت نراشنس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کثرت سے رُوحانی اولاد عطا فرمائی ہے کہ اس اولاد پر کبھی بھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ یہ کثیر التعداد رُوحانی اولاد دلی عقیدت اور خلوص سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دن رات درود اور سلام بھیجتی رہتی ہے بلکہ برہمو سماج کے ایک مشہور لیڈر شری شردھے پرکاش جی کے خیال کے مطابق ’’انؐ کے نام پر جان دینے کیلئے تیار کھڑی ہے۔‘‘

(سوانح عمری حضرت محمد صاحب صفحہ ۴، بحوالہ برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول حصہ دوئم صفحہ ۴۶)

اولاد ایک بیش بہا جوہر تو ہے جو ادنیٰ و اعلیٰ سبھی کو عطا ہوتی ہے لیکن جب خدا تعالیٰ اپنے کسی پیارے کو اولاد دینے کا بطور پیشگوئی وعدہ فرماتا ہے تو اس وعدہ کے مطابق پیدا ہونے والی اولاد مخصوص اور ممتاز ہوا کرتی ہے اس کی شوکت افزا روحانی عظمت انقلاب انگیز ہوا کرتی ہے۔

سو نراشنس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسی اولاد عطا کی ہے جو آپؐ کی متابعت اور روحانی فیض رسانی سے نبیؑ۔ صدیقؑ۔ شہیدؑ۔ صالحؑ۔ اور اولیآء کا مقام حاصل کرسکتی ہے کیونکہ ’’حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محض نبوت ہی نہیں بلکہ نبوت بخش بھی ہے جو بھی نبوت کا استعداد پایا ہوا فرد آپؐ کے سامنے آگیا، نبی ہوگیا‘‘۔

(آفتاب نبوتِ کامل۔ مصنفہ مولانا قاری محمد طیب فاضل، دیو بند دار العلوم دیو بند یوپی بھارت)

پس خداوند کریم نے وید مقدس کے وعدہ کے مطابق حضرت نراشنس محمد مصطفیٰؐ کو دنیائے انسانیت میں ایسی مقدس و مطہر اولاد کثرت سے عنایت کی ہے جس میں مقامِ نبوت مقامِ صدیقیت۔ شہادت اور صالحیت پانے کا ملکہ منفرد رنگ میں پایا جاتا ہے۔ زمانے کی تاریخ اُمت محمدیہ کے اس فیضان کی ترجمان ہے۔

خاتم النبیّن، محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ علو مرتبت کے مدنظر ایک آریہ سماجی لیڈر شری گنگا رام حیرت کے عالم میں رقمطراز ہیں کہ:۔

’’چودہ سو برسوں تک اتنے ملکوں۔ اتنی قوموں اور اتنے انسانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سرورِ کائنات اور نبی الانبیآء کے نام سے منسوب کیا اور اُن کیلئے درود بھیجتے ہیں۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں‘‘۔ (مصابیح القرآن صفحہ ۱۰ مصنفہ پنڈت گنگا رام ٹھیکٹ و بھاگ آریہ سماج۔ چوک الٰہ آباد یوپی)

نرینہ اولاد کی اہمیت:

اس کثیر التعداد روحانی اولاد میں بھوشیہ مہاپوران اور ویدوںؔ کے مطابق آپؐ کو ملنے والی نرینہ اولاد خاص مقدّس مقام رکھتی ہے جیسے نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالحین۔ ان مقدس انسانوں میں ایک خاص گروہ ایسا متعین کیا گیا ہے جسے برہم واکیہ میں منہ بولے بیٹے، متبنیٰ بیٹے۔ گود لئے ہوئے بیٹے، اور روحانی بیٹے کہا گیا ہے۔

قدیم و جدید قوموں اور ہندوؤں کے قومی و مذہبی نقطہ نگاہ سے نرینہ اولاد کی بہت بڑی ضرورت اور اہمیت مانی گئی ہے۔

۱۔ قومی لحاظ سے اس لئے کہ عام طور پر یہ مانا جاتا ہے کہ نرینہ اولاد سے خاندان چلتا ہے۔ ملک کی خوشحالی، اندرون ملک شانتی وامن، ملکی سرحدوں کی حفاظت وغیرہ بنیادی امور ابنائے وطن پر منحصر مانے جاتے ہیں۔ معاشرہ میں نرینہ اولاد کا ہونا نسبتاً زیادہ خوشی کا باعث سمجھا جاتا ہے جبکہ سماج کے کسی خاندان میں نرینہ اولاد کا نہ ہونا مستحسن بات نہیں سمجھی جاتی۔ اگر بیٹا نہ ہو تو پورے خاندان میں حسرت کی سی تشنگی بنی رہتی ہے۔

۲۔ مذہبی نقطہ خیال سے بیٹے کا ہونا بیحد ضروری ہے کیونکہ ہندوؤں کے ہاں نجات مکتی، موکش پانے کا آخری سہارا صرف بیٹا ہے۔ بہشت اور سورگ میں جانے کے لئے پل صراط اور ہندو مسلمات کی رُو سے ’’تری وینی‘‘ ندی ناقابل عبور دریا کو تیر کر پار کرنا پڑتا ہے۔ آباؤ اجداد اور پوروجوں کو ندی سے تیرا کر بہشت میں لے جانے اور جہنم و نرک سے بچانے کا واحد ذریعہ صرف اور صرف بیٹا ہی مانا گیا ہے۔ اسی سبب سے سنسکرت زبان میں بیٹے کو پُتر کہتے ہیں۔

’’پُتر‘‘ نام کی وجہ تسمیہ:

پُتر۔ بیٹا۔ پُتہ ترتیے۔ جو پت (نرک جہنم) سے بچاتا ہے۔ ’’پُت‘‘ دوزخ و نرک کو کہتے ہیں (پدمچندر کوش صفحہ ۳۱۹) پُتر۔ پو۔ نرک، دوزخ۔ جو تیرا کر نرک سے بچاتا ہے (ویدوں کی ڈکشنری۔ نرکت)

۳۔ سنسکرت زبان میں پُت، نرک، دوزخ کو کہتے ہیں۔ پُتر وہ ہے جو آباؤ اجداد کو نرک سے بچاتا ہے‘‘۔ (ویدک دھرم اور اسلام مطبوعہ ۱۹۲۳۔ مصنفہ پنڈت بشوشرما۔ اپدشک شیریمتی آریہ پرتی ندھی، سبھا یوپی۔ ویدک پستکالیہ مراد آباد۔ یوپی بھارت)

اولاد کی طبعی خواہش اور قومی ضرورت کے علاوہ جب نجات کا دارومدار بھی بیٹے پر ہی سمجھا جائے۔ تو حصولِ فرزند کی خاطر انسان سب کچھ کرنے پر کمر بستہ ہوجاتا ہے۔ نیوگ بھی اسی ضرورت کی وجہ ہے۔

بیٹوں کی اقسام: ہندو سماج میں کئی طرح کے لڑکے ’’بیٹے‘‘ مانے جاتے ہیں۔ اوّل والدین کے شادی کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے لڑکے عرف عام میں ’’بیٹے‘‘ کہلاتے ہیں ایسے بیٹے جو معاشرہ کے رسم و رواج کے مطابق اپنے ماں باپ کے اختلاط سے پیدا ہوں، حقیقی بیٹے کہلاتے ہیں۔

دوم ایسے لڑکے جو کسی نسبت اور لگاؤ کے باعث بیٹے کہلاتے ہیں جیسے۔ (الف) متبنّٰی بولے۔ گود لئے ہوئے بیٹے۔ (ب) روحانی فرزند ایسے لڑکے جو اپنے گرُو اور استاد سے تعلیم و تربیت پانے کے سبب سے زمرہ اولاد میں شامل ہوتے ہیں۔ اور وہ لڑکے اور لوگ جو امام الزمان کی بیعت میں آکر روحانی اولاد کے دائرہ میں آجاتے ہیں اور آج کل کی اصطلاح میں واقفین زندگی جو اپنے رہبر کی خدمت میں اپنی زندگی پیش کردیتے ہیں تاکہ ان کا انجام خدا تعالیٰ کی خوشنودی میں ہو۔

حقیقی متبنے اور روحانی فرزند، یہ تمام قسم کے لڑکے ایسے ہوتے ہیں جو اپنے اصلی والدین کی سماج کے قوانین کے مطابق کی گئی شادی کے نتیجہ میں اپنے ہی والدین کے نطفہ سے ہوتے ہیں۔ سرکاری کاغذات پیدائش و اموات و نوکریوں وغیرہ ہر ایک جگہ ان کے نام اپنے حقیقی والدین کی ولدیت کے ساتھ اندراج پاتے ہیں۔ سماج میں علی الاعلان اپنے حقیقی والدین کے بیٹے کہلاتے ہیں۔ ورثہ میں اپنے حقیقی والدین کا ترکہ پاتے ہیں۔

بذریعہ نیوگ پیدا ہونے والے لڑکے:

بھارتیہ سماج میں نیوگ سے پیدا ہونے

والے بارہ قسم کے لڑکے بھی بیٹے کہلاتے ہیں۔ ایسے بارہ قسم کے لڑکوں کے نام نیوگ کی نوعیت کے پیش نظر اورس، کھشیتر ج، اورس وغیرہ الگ الگ مقرر کئے گئے ہیں۔ پوری تفصیل منوسمرتی ادھیائے ۹ شلوک ۱۹۰ تا ۱۸۲ ملاحظہ فرمائیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں انسانی بقاء کیلئے نجات پانے کیلئے اور صالح معاشرہ کے قیام کیلئے اولاد کی ضرورت و اہمیت تسلیم شدہ حقیقت ہے اور نوعیت کے مدنظر اولاد میں سے نرینہ اولاد سرفہرست مانی گئی ہے۔

عالم روحانیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے والے ریفارمر نجیب الطرفین ہی ہوئے ہیں کیونکہ خدا قدوس ہے پاک ہے اور پاک سے پاک کا ہی لگاؤ ہوسکتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار اوتاروں اور پیغمبروں میں سے ایک بھی ایسا نہیں گزرا جو نعوذ باللہ نیوگ وغیرہ ذرائع سے پیدا ہوا ہو۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا ہونے والی اولاد سادات اور کثیر التعداد اُمت روحانی میں سے کروڑوں پارسا لوگ مقام محمود پر پہنچے۔ ایک گروہ انبیآء، صدیق، شہدا اور صالحین میں شمار ہوتا ہے تو دوسرا گروہ خاتم النبیین کے وسیلہ سے مؤمنین کا گروہ کہلاتا ہے۔ ایسے لوگ ہر قوم میں بصد احترام پارسا مانے جاتے ہیں۔ حضرت نراشنس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتھروید کے مختلف مقامات میں مختلف صفاتی ناموں سے اولاد عطا کرنے کا وعدہ دیا گیا ہے جیسے ارون، گونام، پترک، اور بھوشیہ پوران میں ششیہ شاکھا وغیرہ۔ ویدک رشیوں نے خاص کر برہم واکیہ کے رشی اتھروون نے بیٹوں کے بارے میں الفاظ کے استعمال کرنے میں حیرت انگیز احتیاط سے کام لیا ہے۔ ان کے لئے ایسے ہی الفاظ استعمال کئے ہیں جن سے مراد وفادار، پارسا، گوسیجا، مقدس لوگ، جنتی بیٹے، جو شریعت کے قوانین کے عین مطابق نجیب الطرفین ہیں محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا ہوئے ملاحظہ ہو۔

کثیر روحانی اولاد:

بھوشیہ پوران۔ چنانچہ حضرت محامد محمد رسول اللہ ﷺ کو جو روحانی اولاد دی گئی ہے اس کی تفصیل وید اور بھوشیہ پوران میں موجود ہے۔ مہرشی ویدویاس جی فرماتے ہیں:۔

एतस्मिन्नन्तरे म्लेच्छ आचार्येण समन्वितः ।
महामद इतिख्यातःशिष्य शाखा समन्वितः ॥

بھوشیہ پوران پرتی سرگ پرو ۳ ادھیائے ۳ شلوک ۵

ترجمہ: ”اسی دوران ایک غیر ملکی غیر آرین۔ آچاریہ کے عہدہ سے اور بیحد نیک، خاص شاگردوں کے بڑے گروہ (اصحاب) کے ساتھ آئے گا۔ اس کا نام محامد (محمدؐ) ہوگا۔ جو سب کا سانجھا (محبوب) اور بیحد مشہور ہوگا“۔

ترجمہ پنڈت شریرام آریہ سماجی ودوان:۔

اسی بیچ میں آچاریہ جو محامد (محمدؐ) اس نام سے مشہور تھا شاگردوں کی جماعتوں کے ساتھ منظم اور گھل مل گیا تھا“ (آیگا)

حل لغات: (۱) ششیہ شاخا۔ وہ شاگرد جو علم سیکھنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ (۲) سیکھنے لائق واعظ و پند کے لائق شاگرد (پد چندر کوش صفحہ ۴۸۷)

ہر قوم اور ہر طبقہ میں شاگردوں کو روحانی بیٹے تسلیم کیا گیا ہے۔ بھوشیہ پوران کے اس مقام شلوک ۵ میں زیر لفظ ششیہ شاخا میں صراحتاً بتایا گیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ملنے والی اولاد کثیر التعداد اور علم سیکھنے کی صلاحیت رکھنے والی ہے۔

روحانی اولاد واقفین زندگی متبنے بیٹے

اتھروید۔ پرماتما نے بیحد تعریف کرنے والے احمد مجتبیٰ ﷺ کو جو بکثرت اولاد دی ہے۔ اس اولاد میں سے ایک خاص گروہ ایسا ہے جسے برہم واکیہ میں متبنیٰ بیٹے، منہ بولے، گود لئے بیٹے اور روحانی فرزند کہا گیا ہے چنانچہ اتھروید میں مرقوم ہے۔

प्रंभासो मनीषा वृषा गाण इवेरते ।
अमोत पुत्रका एषाममोत गा इवासते ॥

اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۵

ترجمہ: اے خوب تعریف کرنے والے (احمدؐ)! تیرے منہ بولے بیٹے، پترک روحانی فرزند، چاروں طرف (پوری توجہ) سے پرماتما کا وصال پانے کی خواہش لے کر بڑی چاہ سے ایشور کی حمد وثنا اور عبادت کرتے ہیں۔ اور وید گیت گاتے ہیں۔ اس احساس اور عشق سے انہیں ایک خاص قسم کا گیان (عرفان) حاصل ہوتا ہے۔ درحقیقت (اے احمد) تیرے منہ بولے بیٹے بیل کی طرح شجاع ہونے کے باوجود گائے کی مانند صلح ومحبت سے اپنے گھروں میں اتحاد، صلح اور شانتی وامن سے رہتے ہیں“۔

پورانوں اور ویدوں کے ویدک رشیوں نے بیحد تعریف والے محمد و احمد مہرشی کو عطا ہونے والے بیٹوں کے بارے میں الفاظ کے استعمال کرنے میں حیرت انگیز احتیاط سے کام لیا ہے۔ بھوشیہ پوران میں ششیہ شاخا الفاظ آئے ہیں۔ معنویت کے مدنظر صرف ایسے شاگردوں کی جماعتیں جو علم کی نسبت سے بیٹوں کے حکم میں شمار ہوتی ہیں۔ مراد ہیں۔ اتھروید میں ارون کے الفاظ ہیں۔ انسانوں کے ایسے گروہ جو نہایت وفادار اور جانثار ہوں گو نام ایسے پارسا متقی اور خدا رسیدہ لوگ جو گائے کی فطرت کے نیک طینت ہوں۔

اتھروید میں روحانی فرزندان کیلئے لفظ ”پترک“ مخصوص کیا گیا ہے۔ جس کے معنے صرف گود لئے گئے، مُنہ بولے بیٹے اور متبنیٰ، روحانی فرزند کے ہی لئے جاسکتے ہیں۔ یعنی ایسے بیٹے جو متبنیٰ بنانے والے، گود لینے والے کے اپنے نطفہ سے تو نہ ہوں۔ لیکن کسی نسبت کے تعلق سے قانوناً اور شرعاً بیٹے کے حکم میں ہوں۔ اس لفظ پترک کے استعمال سے نیوگ وغیرہ دیگر غیر سماجی طریقوں سے پیدا ہونے والے ہر قسم کے لڑکوں کی کلیۃً نفی کی گئی ہے۔ گویا لفظ پترک محمد رسول اللہ ﷺ کو ملنے والے ابناء روحانی کے نجیب الطرفین ہونے کیلئے بطور سند مانا جاسکتا ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔ پترک متبنیٰ بیٹا۔ پد چندر کوش ۲۱۹ زیر لفظ پترک۔ Adapted as a child سنسکرت انگلش ڈکشنری 1893 زیر لفظ پترک از میکس مولر صاحب (لندن)

لفظ ”پترک“ کا ایک معنی ”دت“ بھی کیا گیا ہے اور ”دت“ کے معنے وہ فرزند ہے۔ جسے ماتا پتا اپنے ہم قوم کو محبت کے سبب سے دے دیں“۔ منوسمرتی ادھیائے ۹ شلوک ۱۶۸

”پترک“ ایک طرح کا بیٹا جسے والدین آپ ہی دے دیں۔ پد چندر کوش ۲۴۳ زیر لفظ دت۔

پس خدا تعالیٰ نے وید کے وعدہ کے مطابق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ایسی پاک متقی اور خدا نما اولاد عطا کی ہے جس کے بارے میں آتا ہے کہ ”اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم“

(مشکوٰۃ باب مناجات الصحابہ)

”میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کروگے، ہدایت پاؤگے“۔

کل یگ میں مبعوث ہونے والے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ایک روحانی فرزند کلکی اوتار احمد نے فرمایا ہے کہ:۔

”خدا تعالیٰ نے اس جگہ یہ وعدہ فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیآء ہیں۔ اسی جگہ یہ اشارہ بھی فرما دیا ہے کہ آنجنابؐ اپنی روحانیت کی رُو سے ان صلحاء کے حق میں باپ کے حکم میں ہیں جن کی بذریعہ متابعت تکمیل نفوس کی جاتی ہے اور وحی الٰہی اور شرف مکالمات کا ان کو بخشا جاتا ہے۔

(ریویو برمباحثہ بٹالوی و چکڑالوی روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۲۱۳ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

دنیا کی تمام دولتوں سے افضل یہی دولت اولاد ہے کیونکہ اسی پر دنیا کی بقاء واحیا کا انحصار ہے۔ یہ شانِ ختم نبوت کا ایک کمال و کرشمہ ہے۔

علامات روحانی فرزندانِ احمد مہرشی

بھوشیہ پوران، وید اور قرآن مجید میں احمد مجتبیٰ ﷺ کو الکوثر کے تحت عطا ہونے والے روحانی بیٹوں کی بہت سی علامات متعین کی گئی ہیں۔ خاص کر اس جماعت کی علامات نہایت اُجاگر ہیں۔ جنہیں واقفین زندگی کی جماعت کہا جاسکتا ہے۔

اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۵ میں ان کے کام اور پہچان کی چند علامات یوں بیان کی گئی ہیں۔ ۱۔ وید۔ قرآن اور کتب مقدسہ کی تلاوت کرنا۔ روحانی نغمات اور دعاؤں کا ورد کرنا۔ ۲۔ ”منیشا“ عبادت الٰہی کرنا۔ عبادت کرنے کے دو طریق بیان کئے گئے ہیں۔ گا۔ عبادت باجماعت۔ Singn to gather , request to God خدا تعالیٰ سے نہایت عاجزی سے دعائیں کرنا۔ جس سے سمرن ایک خاص قسم کا گیان، عرفان اور شرف مکاشفات حاصل ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی معروف ہستی کی طرف سے عبادت کے طفیل حاصل ہوا کرتا ہے۔ اس قسم کی اجتماعی عبادت کیلئے (اُچ الاپ) اذان کہنا ضروری ہوگا۔ بھوشیہ پوران پرتی سرگ پرو ۳ ادھیائے ۳ شلوک ۲۵۔

۲۔ ”سمرن آستے“ اکیلے اکیلے، سمادھی لگا کر مراقبہ میں بیٹھ کر تہجد میں پرماتما کو یاد کرنا۔ دنیا کے ہنگاموں سے بے نیاز، چاروں طرف سے ہٹ کر پوری توجہ سے پوری عقل وسمجھ سے

پوری چاہ سے خدا کا وصال پانے کی خواہش لیکر عبادت کرنا۔

۳۔ وہ بیل ''گو'' کی طرح بہادر و شجاع ہوتے ہیں۔ مگر گائے (گاؤ) کی مانند معاشرہ میں محبت و پیار اور اتحاد سے رہتے ہیں۔

۴۔ نراشنس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے دس ہزار قدوسیوں کا ایک ایسا گروہ ہے جسے وید مقدس میں گو کہا گیا ہے۔ اور بائبل میں دس ہزار قدوسی (استثناء باب ۳۳ آیت ۲) گائے ہندوؤں کے ہاں اس قدر مقدس مانی جاتی ہے کہ اس کے مزعومہ تقدس کے باعث ہندو قوم اس کی پوجا و عبادت کرتی ہے۔

(۵)۔ بھوشیہ مہاپوران: وہ (ملیچھ آچاریہ مہامت) غیر آرین۔ شارع نبی۔ بانی شریعت بانی عالمگیر مذہب۔ محمدؐ کے پیروکار ہوں گے۔

۶۔ وہ اجتماعی عبادت (منیشا) Praise of Gather کیلئے بلند آواز سے اذان دینے والے، علی الاعلان خدائے واحد کی طرف بلانے والے۔ آفاقی مذہب کے ماننے والے ہوں گے۔ شلوک ۲۵۔

(۷)۔ وہ ''ششیہ شاخا'' ایسے طالب علموں کی جماعت در جماعت بن کر آتے رہیں گے۔ جن میں علم سیکھنے کی اہلیت و قابلیت ہوتی ہے۔

(۸)۔ وہ خدا تعالیٰ کے بندے اس کے عابد ہوں گے۔

(۹)۔ وہ ختنہ کرانے والے داڑھی رکھنے والے چٹیا نہ رکھنے والے سور نہ کھانے والے۔ سب حلال اشیاء کھانے والے ہوں گے۔

(۱۰)۔ ان کا ہمیشہ کا کام شیطان اور شیطانی کرتوتوں کے خلاف خاص کر تین شیطانوں اور تین شیطانی طاقتوں کے خلاف نبرد آزما رہتا ہے۔ بھوشیہ پوران۔

کثرتِ اموال

خدا تعالیٰ نے وید مقدس میں حضرت کارو محمد مصطفیٰ ﷺ کو سرو (سرو) الکوثر کا رو دینے کا وعدہ دیا تھا۔ یعنی ہر ایک قسم کی ہر ایک چیز کی بہتات''۔ اپنے وعدہ کے مطابق تمام نعماء بحدِ کمال آپؐ کو عطا فرمائیں۔ جن میں کثرتِ اموال کی نعمت بھی شامل ہے۔

یہ ایک بیّن حقیقت ہے کہ ہر زمانے میں دنیا والوں کا رجحان اور دھیان دولت کی طرف ہی رہا ہے بلکہ ان کے نزدیک کسی شخصیت اور مذہب کی کامیابی کا ایک معیار اس کی ثروت و عظمت کو سمجھا جاتا رہا ہے۔

آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ نے کثرت سے دولت عطا فرمائی ہے۔ آپؐ نے وہ ساری دولت غربا کے معیارِ زندگی کو بلند کرنے ان کا وقارِ نفس قائم کرنے اور سماج میں اُن کی حالت مساویہ بنانے کیلئے صرف کر دی۔ اپنے پاس کچھ نہ رکھا۔

آپؐ کے دور میں دولت کے کئی پیمانے تھے۔ جس آدمی کے پاس زیادہ غلام ہوتے وہ سماج میں امیر آدمی سمجھا جاتا تھا گویا غلام اور لونڈیاں اُس وقت کے دور میں دولت شمار ہوتے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ الکبریٰؓ سے شادی کی۔ وہ امیر عورت تھیں۔ انہوں نے اپنی ساری دولت بمعہ غلاموں کے آنحضور ﷺ کو دے دی۔ آپ نے وہ ساری دولت غربا میں تقسیم کر دی اور سارے غلام آزاد کر دیئے۔

وید کے مطابق پرماتما نے آپؐ کو گھوڑے انسان سونے کے سکے، سونے کے ہار اور دس ہزار گائے بیل (قدسی) عطا کئے۔ (اتھر وید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر 1.2.3)

اللہ تعالیٰ نے مکہ کی فتح کے بعد آپ کو سارے عرب کی بادشاہت عطا فرمائی۔ جس میں رؤسائے مکہ اور اموال مکہ شامل تھے۔ بادشاہ ہونے کے ناطے سارا عرب آپؐ کے سامنے سرنگوں تھا۔ مگر آپؐ نے ان بکثرت اموال پر کبھی ناز نہیں کیا۔ بلکہ فتح مکہ کے موقع پر تمام اہل مکہ کو عام معافی نامہ دیکر معاف و آزاد کر دیا۔

इह गाव: प्रजायध्वी महाश्वा इह पुरुषा: ।
इहोसहस्र दक्षिणोपिपूषा निषीदति ॥

وید نے فرمایا ہے کہ
(اتھر وید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۱۲)

اے گئو (گاؤ) سبھاؤ قدوسی لوگو! اے گھوڑ وو اونٹوں کی صفات رکھنے والے بہادرو۔ صابر وو وفادارو، اور معزز انسانوں رعایا کے لوگو، شہریو، ترقی کرتے چلو کیونکہ اس زمانے میں بین الاقوامی روح Universal Soul رکھنے والا، راہبر Guide] خود دُکھ سہارنے والا۔ رعایا کا اولاد کی مانند پالن پوشن کرنے والا ہزار ہا کی خیرات کرنے والا تخت حکومت پر بیٹھا ہے۔

اتھر وید کے منتر 12.127 میں آپؐ کے شہنشاہ ہونے کا ذکر ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے آپؐ کو فی الواقع شہنشاہ بنا دیا تو دنیا کی تمام نعمتیں۔ انبار در انبار آپ کے قدموں میں اکٹھی کر دیں۔ وید منتر میں صراحت کے ساتھ ذکر ہے کہ آپؐ ایسے شہنشاہ ہیں جو تخت حکومت سنبھالتے ہی سب سے پہلا کام یہ کریں گے کہ آپ کے دست مبارک سے ہزار ہا لوگوں کو ہزار ہا دولت کے انبار خیرات میں ملیں گے اور ہزار ہا لوگ و ہزار ہا جانور آپ کے فیض عام سے فیضیاب ہوں گے۔

منتر مذکور میں دو باتیں عجیب سی وارد ہوئی ہیں۔

۱۔ تخت حکومت پر بیٹھنے والا بادشاہ ہزار ہا کی خیرات کرے گا۔ لفظ ہزار سنسکرت زبان میں بہتات کے معنے بھی دیتا ہے یعنی انبار در انبار دولت۔

دوسرا لفظ اسی شہنشاہ کیلئے ''نشید'' خود دُکھ سہارنے والا آیا ہے۔ دنیا میں ایک ہی بار ان الفاظ کے معنے ایک شخصیت پر چسپاں ہوئے اور وہ بھی فتح مکہ کے روز۔ مکہ کی فتح کے دن ہزار ہا کی تعداد میں اہل مکہ اور ہزار ہا کی تعداد میں انبار در انبار اموال آپ ﷺ کے قدموں میں تھے۔ اسی روز آپؐ نے اہل مکہ اور ان کے اموال آزاد کر دیئے حالانکہ اس دن فتح کا جشن تھا اور سینکڑوں جانور جشن ضیافت میں اور ہزاروں من میوہ جات و طعام دعوت میں کام آ سکتے تھے مگر آپؐ نے اس فتح کا یہ جشن عبادت انکساری کے روپ میں منایا۔

فتح کے کاموں سے فارغ ہو کر آپ اپنی پھوپھی زاد بہن اُم ہانی کے ہاں گئے۔ وہاں بھی کھانے کو کچھ نہ تھا۔ صرف باسی روٹی کا خشک ٹکڑا اور سرکا کا تلچھٹ کھانے کو ملا، صابر بادشاہ نے خدا کی حمد و ثنا کرتے ہوئے وہی ٹکڑا کھا کر گذارہ کیا اور فرمایا'' سرکا بھی کیا اچھا سالن ہے۔''

آپؐ نے بادشاہ ہونے پر بھی اپنی زندگی سادگی سے گزاری۔ ساری عمر کسی کے سوال کرنے پر لفظ ''نہیں''۔ منہ سے نہیں نکالا۔ سب کو دیا۔ صحیح بخاری باب بدء الوحی بحوالہ سیرت النبیؐ حصہ اوّل۔ مجلد دوئم ۲۴۵ طبع ۱۹۲۰ از شبلی نعمانی۔

ویدوں اور پورانوں میں کئی مقامات پہ نراشنس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایشور کی جناب سے روحانی اور دنیاوی اموال عطا ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ ایسے اموال آپ کو اپنی زندگی میں بکثرت ملے اور رہتی دنیا تک ملتے رہیں گے۔ کیونکہ آپؐ کے شاگردوں، روحانی اولاد اور آپ کی عالمگیر اُمت کا دائرہ قیامت تک ممتد ہے۔

آپؐ کے شاگردوں اور اُمت کے لوگوں کو کرۂ ارض کی وسعتیں عطا ہوگئیں۔ زمانہ بعید تک حتیٰ کہ قیامت کبریٰ تک جاری رہنے والے تمام اموال آپؐ کی دولت ہیں۔

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے۔

اتھر وید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۱ کے شروع میں لفظ اِدم لا کر اس امر کو یقین بتایا گیا ہے کہ مکان و زمان کی وسعت بعد اور مستقبل کے انتہائی دُور کے دور میں نراشنس محمد مصطفیٰ ﷺ کے ظہور پر ان کو ہر ایک قسم کی ہر ایک چیز بافراط اور ہر ایک نعمت بحدِ کمال ملتی رہے گی۔

بھوشیہ مہاپوران پرتی سرگ پرو نمبر ۳ ادھیائے ۳ شلوک نمبر ۶ و ۸ وغیرہ میں ہندوستان کے راجاؤں کا عقیدت کے ساتھ ریگ زار عرب کے رہنے والے، عالمگیر مذہب کے بانی (مہامت) محمدؐ کو اپنا محبوب و پوجیہ بنانا اور اموال پیش کرنا تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ گویا عرب کے علاوہ مکانی دوری اور مستقبل کی زمانی دُوری کے دور میں بکثرت اموال عطا کئے جانے کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ ان اموال میں شام، خیبر، فارس، مصر الہند اور مشرق بعید کے الجزائر اور غنائم شامل ہیں ان کے ساتھ درود بہت بڑی روحانی دولت ہے۔ جو رات دن بلا ناغہ آپ کو پہنچ رہی ہے۔

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔

اللہ تعالیٰ اس فیض رساں نبی کریم ﷺ کے دائمی عالمگیر فیض کو رات دن زمین کے کناروں تک بلکہ آسمان کی بلندیوں تک پھیلاتا چلا جائے۔ آمین۔ ❀❀❀

ضرورت نبوت کے متعلق مسلم مشاہیر کے اقوال

سید قیام الدین برق ، مبلغ سلسلہ

ضرورتِ نبوت، امکانِ نبوت یا اجراء نبوت کا مضمون بہت حد تک ملتا جُلتا ہے۔ اِس کا تعلق ظہور اسلام یعنی آنحضرتؐ کی بعثت کے زمانہ سے قبل بھی تھا جیسا کہ ارشاد ربّانی ہے۔

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَأْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ۝

(الاعراف ۴)

اور ظہورِ اسلام کے بعد بھی رہا ہے۔ اس مضمون کو صرف ظہور اسلام کے بعد کے حالات کو سامنے اور محدود رکھنا بے معنی بات ہے بلکہ حق یہ ہے کہ اسے سمجھنے کیلئے یعنی ظہور اسلام کے بعد ظاہر ہونے والے اقوال کو ظہورِ اسلام سے قبل میں ظاہر ہونے والے مضمون اور اقوال اور اس کی تکمیل کو دیکھنا ہوگا۔ بنی اسرائیل کی باتیں جو قصّوں کی صورت میں ہیں وہ بھی تو دراصل پیشگوئیاں ہی تو ہیں نہ کہ صرف کہانیاں۔ نزولِ قرآن کے بعد ان ہی واقعات کا اعادہ ہونا تھا۔ پھر ”مسلم مشاہیر کے اقوال“ کا مفہوم یہ ہے کہ ہر قسم کے مشہور علما کے اقوال۔ یعنی خدا ترس علما بھی اور خدا نا ترس علما بھی۔ اور خدا ترس علما یا ربّانی علما نے تحقیق کر کے خداداد عرفان سے ضرورتِ نبوت کے تعلق سے اقوال پیش کئے جبکہ دوسرے قسم کے علماء نے حالات سے مجبور ہو کر حالات حاضرہ کا جائزہ لیکر بادلِ ناخواستہ اپنے اقوال پیش کئے (اس کی ایک واضح مثال مولوی ابو الاعلیٰ مودودی کے بیان کی ہے)

مندرجہ بالا حقائق کو سامنے رکھ کر ہی ضرورت نبوت کے متعلق مسلم مشاہیر کے اقوال کو تلاش کریں تو یقینا جواب تسلی بخش مل جائے گا۔ پھر سب سے بڑی مثال خود آنحضرت ﷺ کے ظہور سے قبل آپؐ کے تعلق سے مشاہیر عالم کے اقوال بھی تو تھے (استثناء باب ۱۸ باب ۲۳ زبور ۵ ۳ یسعیاہ ۴۲ غزل الغزلات ۱۵ اعمال ۳ متی ۲۱ یوحنا ۱۴، ۱۶ وغیرہ) اور اقوال مشاہیر ایسے اہم اور معتبر سمجھے جاتے تھے کہ ظہور قدسی کے وقت اور آپ کے نام تک کا گمان ہونے لگا تھا۔

بچوں کے پیدا ہونے پر تفاول کے طور پر ”محمد“ کا نام بھی رکھنے لگ گئے تھے۔

(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۷۶ ۳ کالم نمبر ۱)

حضرت مصلح موعودؓ کی تحقیق کے مطابق مشاہیر اسلام کے جو اقوال اس تعلق سے جمع کئے گئے ہیں انہیں ہی یہاں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

”اس زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے آنے سے پہلے خدا تعالیٰ نے ایسی رو چلا دی تھی کہ تمام کے تمام لوگ خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھنے والے ہیں یہ تسلیم کرنے لگ گئے تھے کہ یہ زمانہ مہدی اور مسیح کا محتاج ہے۔

چنانچہ خواجہ حسن نظامی صاحب نے ایک دفعہ ممالک اسلامیہ کی سیاحت کی تو اس کے بعد انہوں نے اپنے سفر کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا: ”ممالک اسلامیہ کے سفر میں جتنے مشائخ اور علما سے ملاقات ہوئی میں نے اُن کو امام مہدی کا بڑی بے تابی سے منتظر پایا“ (اہلحدیث ۲۶ جنوری ۱۹۱۲ء)

اسی طرح یورپ کا ایک مفکر جس کا نام مارس انڈس تھا وہ بھی ایک دفعہ اسلامی ممالک کی سیاحت کیلئے گیا تو اس نے بعد میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ:۔

”دمشق ، بیروت، بغداد، مکہ، طہران قاہرہ اور اُن کے ساتھ لنڈن اور واشنگٹن بھی ایک پیغمبر کے انتظار میں ہیں جو سماجی مقصد و اصلاح کا جھنڈا لیکر کھڑا ہو“۔

(بحوالہ ”نگار“ جنوری فروری ۱۹۵۱ء)

یوروپ کا ایک پروفیسر جس کا نام میکنزی ہے اُس نے ایک کتاب ”انٹروڈکشن ٹو سوشیولوجی“ میں اس امر پر بحث کرتے ہوئے کہ کامل انسانوں کے بغیر سوسائٹی معراج کمال تک نہیں پہنچ سکتی لکھا کہ:۔

”ہمیں بھی ترقی کیلئے ایک مسیح کی ضرورت ہے“

(بحوالہ مکاتیب اقبال صفحہ ۴۹۲-۴۹۱)

علامہ اقبال نے بھی اسی حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

یہ دور اپنے ابراہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ

پھر اور لوگ تو الگ رہے مولانا مودودی صاحب (۱۹۰۳-۱۹۷۹) کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ

”اکثر لوگ اقامتِ دین کی تحریک کرنے کیلئے کسی ایسے مرد کامل کو ڈھونڈتے ہیں جو اُن میں سے ایک ایک شخص کے تصور کمال کا مجسمہ ہو اور جس کے سارے پہلو قوی ہی قوی ہوں۔ کوئی پہلو کمزور نہ ہو دوسرے الفاظ میں یہ لوگ دراصل نبی کے طالب ہیں۔ اگرچہ زبان سے ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں اور کوئی اجراء نبوت کا نام بھی لے تو اس کی زبان گدی سے کھینچنے کیلئے تیار ہو جائیں۔ مگر اندر سے ان کے دِل ایک نبی مانگتے ہیں اور نبی سے کم کسی پر راضی نہیں“۔

(ترجمان القرآن دسمبر و جنوری ۴۳-۱۹۴۲)

حضرت مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحبؒ بانی مدرسہ دیوبند نے خاتم النبیّین کے معنے کرنے میں غلطی کرنے والوں کی اصلاح کرتے ہوئے صاف فرمایا ہے:۔

”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیؐ میں کچھ فرق نہیں آئے گا“ (تحذیر الناس صفحہ ۲۸)

مولوی ابو الحسن علی ندوی (۱۹۱۴-۲۰۰۰) نے بھی اس امر واقعہ کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

”عوام کی بڑی تعداد کسی مردِ غیب کے ظہور اور کسی ملہم اور موید من اللہ کی آمد کی منتظر تھی۔ کہیں کہیں یہ خیال بھی ظاہر کیا جاتا تھا کہ تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا ظہور ضروری ہے۔ مجلسوں میں زمانہ آخر کے فتنوں اور واقعات کا چرچا تھا“۔

(قادیانیت صفحہ ۱۵ مطبوعہ ۲۰۰۱ء مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ)

پھر جہاں تک ضرورت نبوت یا نبی کی شخصیت کا تعلق ہے تو اس کی اہمیت اور نزاکت بھی ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ یعنی ”کفر وایمان“ کا معاملہ آجاتا ہے۔ خلفا کے انکار سے کفر واقع نہیں ہوتا مگر نبی کی رائے سے ادنیٰ اختلاف بھی کفر تک ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

”یہ ٹھیک ہے کہ خلفاء اور مجددین بھی اچھی باتیں بتاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ نبیوں ملائکہ اور کتب کی باتوں اور اُن کی باتوں میں ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ ایمانیات میں وہ داخل ہیں جن کی کسی چھوٹی سے چھوٹی بات سے اختلاف کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے“۔

(ملائکۃ اللہ صفحہ ۱۴۸-۱۴۹ مطبوعہ ربوۃ)

جس نبی کا تعلق ایمان سے ہے پھر ایمان کیا ہے اور اُس کے شرائط کیا ہیں انہیں بھی جاننے کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ مکتوب بنام حضرت نواب محمد علی خانؓ فرماتے ہیں۔

”ایمان اس بات کا نام ہے کہ جو بات پردہ غیب میں ہو اس کو قرائن مرجحہ کے لحاظ سے قبول کیا جاوے یعنی اس قدر دیکھ لیا جائے کہ مثلاً صدق کے وجوہ کذب کے وجوہ پر غالب ہیں اور قرائن موجودہ ایک شخص کے صادق ہونے پر بہ نسبت اس کے کاذب ہونے کے بکثرت پائے جاتے ہیں“۔

(مکتوبات احمد جلد پنجم نمبر چہارم صفحہ ۲۳)

بہر حال نبوت کا مقام ایک غیر معمولی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت اقدس اس کی غیر معمولی حیثیت کے تعلق سے سنت اللہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

”اس جگہ سنت اللہ کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کوئی پیشگوئی کسی عظیم الشان مرسل کے آنے کیلئے ہوتی ہے اس میں ضرور بعض لوگوں کیلئے ایک ابتلا بھی مخفی ہوتی ہے“۔ (حقیقۃ الوحی)

(نیز ملاحظہ ہو تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳ تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۴۵۷)

ضرورت نبوت اور ایمان کی نزاکتوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے حضرت امام مہدی کے ظہور اور نبی اللہ عیسیٰ ابن مریم کے نزول کے حوالہ سے مسلم مشاہیر نے بہت کچھ وضاحتیں بھی کی

ہیں اور خطرات سے بھی آگاہ کیا ہے صاحب فتوحات مکیہ محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے۔

" واذا خرج هذا الامام المهدى فليس له عدومبين الا الفقهاء خاصةً فانه لا يبقى لهم رياسةُ ولا تميز من العامة (فتوحات مکیہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۴ یعنی جب امام مہدی آئیں گے اس کے سب سے زیادہ شدید دشمن اُس زمانہ کے علما اور فقہا ہوں گے کیونکہ اگر مہدی کو مان لیں تو اُن کی عوام پر برتری اور ان پر امتیاز باقی نہ رہے گا"۔

(منقول از احمدیہ پاکٹ بک صفحہ ۶۶۰)

تاہم نبوت کی پیاسی دُنیا ہر وقت رہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحم کرتے ہوئے محروم نہیں رکھا۔ کبھی براہ راست نبی کو بھیج کر برکات نبوت سے فیضیاب کیا تو کبھی خلافت راشدہ سے پیاس بجھائی ہے۔ غرض حضرت مسیح موعودؑ کی آمد سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ایسی رو چلادی کہ تمام دُنیا بڑی بے تابی سے ایک مسیح اور مہدی کا انتظار کرنے لگ گئی۔

یہ بھیگی بھیگی ہوائیں اس بات کا ثبوت تھیں کہ اب جلد ہی آسمانِ رُوحانیت پر ایسا بادل چھانے والا ہے جو اپنی موسلا دھار بارش سے پیاسی روحوں کو سیراب کردے گا اور ان کی بیقراری کو دور کردے گا۔ اس لئے بانی سلسلہ احمدیہ (حضرت امام مہدی) نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔

" اے بندگانِ خدا آپ لوگ جانتے ہیں کہ جب امساک باراں ہوتا ہے اور ایک مدت تک مینہ نہیں برستا تو اس کا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کنوئیں بھی خشک ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔ پس جس طرح جسمانی طور پر آسمانی پانی بھی زمین کے پانیوں میں جوش پیدا کرتا ہے اسی طرح روحانی طور پر جو آسمانی پانی ہے (یعنی خدا کی وحی) وہی سفلی عقلوں کو تازگی بخشتا ہے۔ سو یہ زمانہ بھی اس روحانی پانی کا محتاج تھا۔ میں اپنے دعویٰ کی نسبت اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں عین ضرورت کے وقت خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں جبکہ اس زمانہ میں بہتوں نے یہود کا رنگ پکڑا اور نہ صرف تقویٰ اور طہارت کو چھوڑا بلکہ ان یہود کی طرح جو حضرت مسیح کے وقت میں تھے سچائی کے دُشمن ہوگئے۔ تب بالمقابل خدا نے میرا نام مسیح رکھ دیا نہ صرف یہ کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانے نے مجھے بلایا ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم یاد داشتیں صفحہ ۱۴ پیغام صفحہ کی یادداشتیں)

ضرورت نبوت کے متعلق مختصراً تحریر کرنے کے بعد اب چند ایسے حوالہ جات تحریر کئے جاتے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ ختم نبوت کے متعلق مسلم مشاہیر اور امت کے بزرگان کا بھی وہی عقیدہ ہے جو آج جماعت احمدیہ کا ہے۔

مولانا محمد عثمان فارقلیط صاحب ایک جید عالم تھے ایک لمبے عرصہ تک مذہبی امور پر ہفت روزہ نئی دنیا کیلئے لکھتے رہے۔ مولانا فارقلیط مرحوم کا ایک مضمون شبستان اردو ڈائجسٹ نومبر 1974 میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں مولانا فارقلیط مرحوم لکھتے ہیں۔

" ہمارے اسلاف نے یہ اصول مقرر کیا ہے کہ کسی کی بات کی ایسی توجیہہ کرنا جو قائل کو منظور نہ ہو باطل ہے۔ توجیه القول بما لا يرضى، قائلها باطل پس قادیانی حضرات سے یہی پوچھو کہ مرزا صاحب نے خاتم النبیّن کی کیا تشریح کی ہے۔ ان پر دعویٰ نبوت کا الزام لگانا اور ان کی تکفیر کرنا ایک ایسا طریقہ ہے جو تمام مسلمانوں کو کافر بنا دیتا ہے قائل کو یہ حق دینا چاہئے کہ وہ خود اپنے قول کے معنی اور اس کی تشریح بتائے"

حضرت مسیح علیہ السلام نے (جن کو ہمارے علما آنحضرتؐ کے بعد لاکر خاتم النبیّن بنانا چاہتے ہیں قرآن کریم کی زبان میں فرمایا کہ: وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِى اسْمُهٗ اَحْمَدُ۔ (میں ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام نامی احمد ہوگا)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی پیغمبر اسلامؐ کو اپنے بعد آنے والا خاتم النبیّن مانتے ہیں۔ یہ قرآن مجید کی نص قطعی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے گزر چکے اور ان کے بعد سب سے آخر میں اسلام کے پیغمبر آئیں گے۔ اگر بقول علما اہل سنت حضرت عیسیٰ حضورؐ کے بعد آئے تو خاتم النبیّن کا تاج ان کے سر پر رکھا جائیگا اور آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کا عقیدہ غلط ہو جائے گا۔ پس جو شخص بھی حضرت مسیحؑ کو آنحضرتؐ کے بعد لاتا ہے وہ ختم نبوت کا منکر ہے۔ اگر قادیانی اس لئے کافر ہیں کہ وہ آنحضرتؐ کے بعد مرزا صاحب قادیانی کو مسیح موعودؑ اور نبی مانتے ہیں تو ہمارے علما بھی کافر قرار پائے کیوں کہ وہ بھی حضرت عیسیٰؑ کو لاکر ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں یہ علما حضرت مسیح کو لاکر انہیں نبی بھی مانتے ہیں اور ان کو صاحب وحی بھی مانتے ہیں اور حضرت جبرائیل کو وحی لانے والا بھی تسلیم کرتے ہیں۔ ان علما نے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک حقیقی نبی کو واپس لاکر نبوت کا سارا کاروبار جاری کردیا پھر بھی وہ ختم نبوت کے منکر نہیں اور قادیانی ختم نبوت کے منکر قرار پائے؟

(شبستان اُردو ڈائجسٹ نومبر 1974)

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

" جہاں تک میری نظر سے خود بانیٔ سلسلہ احمدیہ جناب مرزا صاحب مرحوم کی تصنیفات گذری ہیں ان میں بجائے ختم نبوت کے انکار کے اس عقیدہ کی ایک خاص اہمیت مجھے ملی ہے بلکہ مجھے ایسا یاد پڑتا ہے کہ احمدیت کے بیعت نامہ میں ایک مستقل دفعہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیّین ہونے کی موجود ہے لہٰذا مرزا صاحب مرحوم اگر اپنے تئیں نبی کہتے ہیں تو اسی معنی میں ہر مسلمان ایک آنے والے مسیح کا منتظر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں۔ پس اگر احمدیت وہی ہے جو خود حضرت مرزا صاحب مرحوم بانی سلسلہ کی تحریروں سے ظاہر ہوتی ہے تو اسے ارتداد سے تعبیر کرنا بڑی ہی زیادتی ہے۔

(منقول از اخبار الفضل 21 مارچ 1925)

علامہ نیاز فتح پوری ایڈیٹر نگار لکھنؤ نے فرمایا:

" سب سے بڑا الزام احمدیوں پر یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الرسل ہونا تسلیم نہیں کرتے اس سلسلے میں مجھے احمدی جماعت کا لٹریچر دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اور میں نے جب مرزا صاحب کی تصانیف کا مطالعہ شروع کیا تو اس میں اور زیادہ حیران ہوا کیوں کہ مجھے اُن کی کوئی تحریر ایسی نہیں ملی جس سے اس الزام کی تصدیق ہوسکتی بلکہ اس کے برخلاف میں نے ان کو (مرزا صاحب) ختم رسالت کا اقرار کرنے والا اور صحیح معنی میں عاشق رسول پایا۔ اسی کے ساتھ میں نے حضرت مرزا صاحب کی زندگی کا مطالعہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ یقیناً بڑے عزم و ہمت والے انسان تھے۔ انہوں نے مذہب کی صحیح روح کو سمجھ کر اسلام کی وہی عملی تعلیم پیش کی جو عہد نبوی اور راشدین کے زمانے میں پائی جاتی تھی"۔ (رسالہ نگار 1961)

مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند اپنی کتاب تحذیر الناس صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں۔

" عوام کے خیال میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپؐ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپؐ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولكن رسول الله وخاتم النبيّن فرمانا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے"۔

پھر مناظرہ عجیبہ صفحہ 49 پر لکھتے ہیں

" تاخر زمانی افضلیت کیلئے موضوع نہیں۔ افضلیت کو مستلزم نہیں افضلیت سے اس کو بالذات کچھ علاقہ نہیں"

پھر وہ خاتم النبیّن کے معنے یہ بیان کرتے ہیں۔

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپؐ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض۔ اوروں کی نبوت آپؐ کا فیض ہے مگر آپؐ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ اس طرح آپؐ پر سلسلہ نبوت ختم ہوجاتا ہے۔ غرض جیسے آپؐ نبی اللہ ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں"۔ (تحذیر الناس صفحہ ۴۔۳) آپ نے بیان کیا کہ " غرض خاتمیت زمانی سے یہ ہے کہ دین محمدیؐ بعد ظہور منسوخ نہ ہو۔ علوم نبوت اپنی انتہاء کو پہنچ جائیں۔ کسی اور نبی کے دین یا علم کی طرف پھر بنی آدم کو احتجاج باقی نہ رہے۔

(مناظرہ عجیبہ صفحہ 40-41)

مولانا محمد قاسم صاحب مولوی عبد العزیز صاحب کے جواب میں لکھتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۸۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عدیم المثال فیضان

مولانا قاری محمد طیب صاحب مرحوم، مہتمم دارالعلوم دیوبند

الحاج مولانا قاری محمد طیب صاحب مرحوم مہتمم دارالعلوم دیوبند کا شماران روشن خیال اور متین وفہیم علماء و فضلاء میں ہوتا ہے جنہوں نے عمر بھر مسند تعلیم و تدریس کو رونق بخشی اور آخر دم تک گلستان علم و حکمت کی آبیاری میں مصروف رہے۔

آپ کی یادگار تصانیف میں تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام، کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ علامہ نے اس مشہور کتاب میں دجال اکبر کی ہولناکیوں کا ذکر فرمایا ہے اور اس کو نیست و نابود کرنے کیلئے خالق ارض وسماء کی آسمانی و آفاقی سکیم پر نہایت محققانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عدیم المثال فیضان کا نہایت اہم پہلو ہمارے سامنے آتا ہے۔

مولانا صاحب نے اس پہلو کو شاندار رنگ میں اجاگر کرتے ہوئے دنیا بھر کے مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کو دعوتِ فکر و عمل بھی دی ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

''اگر ہم دنیا کے سارے مسلم اور غیر مسلم افراد سے یہ امید رکھیں کہ وہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جامع اور خاتم سیرت کے مقامات کو سامنے رکھ کر اس آخری دین کو اپنائیں اور اس کی قدر و عظمت کرنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھیں تو یہ بے جا آرزو نہ ہوگی''۔
(خاتم النبیین صفحہ ۷ ناشرادارہ عثمانیہ لاہور)

مولانا موصوف کی اس دِلی خواہش کی تکمیل کیلئے کتاب ''تعلیماتِ اسلام اور مسیحی اقوام'' کا متعلقہ حصہ درج ذیل ہے۔

آنحضرتؐ تمام کمالات نبوت کا منبع فیض ہیں

''جس طرح غیبی جہانوں میں ملائکہ کا مقابلہ شیاطین سے ہے ملائکہ مخزنِ صلاح ہیں اور شیاطین مخزنِ فساد اسی طرح اس محسوس جہان میں انبیاء کا مقابلہ دجالوں سے ہے۔ انبیاء مخزنِ خیر و کمالات ہیں اور دجال مخزن شر و فسادات۔ پھر جس طرح ملائکہ و شیاطین میں ایک ایک فرد خاتم ہے جس پر اس نوع کے تمام مراتب ختم ہوجاتے ہیں اور وہی اپنی نوع کیلئے مصدرِ فیض ہے ملائکہ کیلئے جبریل علیہ السلام جس سے کمالاتِ ملکیت ملائکہ کو تقسیم ہوتے ہیں اور شیاطین کیلئے ابلیس لعین جس سے تمام شیاطین کو فسادات شیطنت تقسیم ہوتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء و دجاجلہ میں بھی ایک ایک فرد خاتم ہے جو اپنے دائرہ میں مصدرِ فیض ہے۔ انبیاء علیہم السلام میں وہ فرد کامل اور خاتم مطلق جو تمام کمالاتِ نبوت کا منبع فیض ہے اور جس کے ذریعہ سارے ہی طبقہ انبیاء کو علوم و کمالات تقسیم ہوئے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ادھر دجالوں میں وہ فرد واحد جو تمام تلبیسات و مکائد اور شرور و مفاسد کا مخزن ہے اور سارے ہی طبقہ دجاجلہ کو جس کے باطن سے فیض دجل پہنچ رہا ہے ''دجال اعظم'' ہے پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام کمالاتِ بشریہ کے خاتم ہیں اور دجال تمام شرور بشریہ کا خاتم ہے وہ دریائے روحانیت کے درِ شاہسوار ہیں اور یہ میدانِ مادیت کا پیکِ چالاک.....''

دجالِ اعظم کا اصل مقابلہ ذات بابرکات نبویؐ سے ہے

''.....اس عمومی تقابل اور نسبت تضاد کو سامنے رکھ کر نمایاں ہوتا ہے کہ دجال اعظم کا اصل مقابلہ ذات بابرکات نبویؐ سے ہے کہ آپؐ تمام قرون دنیا کے خاتم کمالات ہیں اور وہ خاتم فسادات آپ عبدیت مجسم ہیں اور وہ رعونت مجسم۔ آپ بفحوائے حدیث وہ محمد فرق بین الناس فارقِ حق و باطل ہیں اور وہ مہر دجل و کفر سے ممتاز ہے۔ آپؐ بندگی محض کے مدعی ہیں وہ خدائی محض کا مدعی ہے۔ اسلئے اگر خاتم النبیین کے دور..... میں ہمہ گیر کمالات کا ظہور ایک امر طبعی تھا تو اُسی کے دور..... میں ان کمالات کی اضداد اور ہمہ انواع فسادات کا شیوع بھی ایک امرِ طبعی تھا اور اس لئے خاتم الدجالین کو بھی جو خاتم فسادات ہے خاتم النبیین ہی کے دور..... میں خروج کرنا چاہیئے تھا کہ اس کے عمیق دجل و فساد کا مقابلہ محض نبوت کی طاقت نہ کرسکتی تھی جب تک کہ اس کے ساتھ خاتمیت کی بے پناہ قوت نہ ہو۔ نیز خاتم کمالات کی پوری پوری عظمت و شان اور روحانی قوت بھی اس وقت تک نہ کھل سکتی تھی جب تک اس کے کمالات کی اضداد یعنی سارے ہی شرور و فسادات اپنے پورے کروفر کے ساتھ اپنی آخری شخصیت خاتم الدجالین کے ہاتھ پر ظاہر ہوکر بری طرح شکست نہ کھا جائیں۔

دجال اعظم کا ظہور زمانہ نبوی میں کیوں نہ ہوا؟

''..... ہاں مگر مقابلہ کی اگر یہ صورت ہوتی کہ دجال اعظم کو حضور کے زمانہ خیر میں ظاہر کر کے شکست دلادی جاتی تو ظاہر ہے فتح و شکست کا یہ مظاہرہ ناقص رہ جاتا کیونکہ نہ فساداتِ دجال ہی سب کے سب بتدریج نمایاں ہوسکتے اور نہ کمالاتِ نبوی ہی سب کے سب کھل کر انہیں شکست دے سکتے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ خیر کے ہر ہر پہلو کی طاقت اور شر کے ہر ہر پہلو کی کمزوری کھلے بغیر ہی مقابلہ ختم ہوجاتا اور دنیا آخرت کے کنارے جالگتی۔ حالانکہ خاتمیت سے مقصود تکمیل ہوتی ہے اور اسی لئے خاتم کو سب سے آخر میں لایا جاتا ہے۔ مگر اس صورت میں کسی پہلو کی بھی تکمیل نہ ہوتی اور خاتموں کا آنا عبث ہوجاتا۔ اسلئے دجال اعظم کو بھی قیامت تک موقعہ دیا گیا کہ وہ ہر ہر پہلو سے چھپ کر اور کھل کر فساد پھیلائے بواسطہ اور بلا واسطہ اپنی دجالیت سے دنیا میں ابلیس حق بالباطل کا جال پھیلائے تاکہ ایک دفعہ یہ ساری شرور اپنی سطحی چمک دمک کے ساتھ ظاہر ہو جائیں اور اپنا فروغ دکھلا کر بے وزن قلوب کو اپنی طرف مائل کرسکیں۔ اِدھر ختم نبوت کی طاقت کو بھی قیامت تک باقی رکھ کر موقعہ دیا گیا کہ وہ اپنی مخفی طاقتوں سے دجالی کروفر کے پرخچے اڑاتی رہے۔ اگر یہ دجل وفساد علوم نبوی میں فتنۂ شبہات کی ظلمت پیدا کرے تو یہ حقانی طاقت نورِ یقین سے اسے شکست دے اور اگر اعمال میں فتنۂ شہوات کھڑا کرے تو صبر و تحمل کے نبوی اخلاق سے اسے پسپا کردے اگر تمدنی لائن میں فتنے برپا کرے تو سیاست نبوت آڑے آکر انہیں ختم کردے غرض جس رنگ میں بھی دجل و فساد ظاہر ہو اسی رنگ میں کمالاتِ نبوت اس کو دفع کرتے رہیں یہاں تک کہ فساد کی استعداد کامل ہوکر گویا دجال اعظم کے ظہور کا تقاضا کرنے لگے اور ادھر اصلاح و کمال کی قابلیت بھی اپنا دورہ مکمل کر کے اس کی کھلی شکست کی طلبگار ہوجائے تا آنکہ ختم نبوت اس خاتم الدجالین کو شکست دیکر ہمیشہ کیلئے دجل کا خاتمہ کردے''۔

آنحضرتؐ کا مقابلہ دجال کیلئے قبر مبارک سے تشریف لانا شانِ اقدس کے منافی ہے۔

''پس جب خروجِ دجال زمانہ نبوی میں مناسب نہ ٹھہرا بلکہ خاتمہ دنیا پر مناسب ہوا تو پھر اب اس کے مقابلہ کی ایک صورت تو یہ تھی کہ حضرت خاتم الانبیاؐ کو خروجِ دجال کے وقت قبر مبارک سے تکلیف دی جاتی کہ آپ بنفسِ نفیس اس کے مفاسد کو مٹائیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ صورت شانِ اقدس سے فروتر تھی اور آپؐ اس سے اعزو اکرم تھے کہ آپؐ پر دو موتیں طاری کی جائیں یا ایک دفعہ قبر مبارک سے نکال کر پھر دوبارہ قبر دکھلائی جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خروجِ دجال تک زندہ نہ رکھنے کی حکمت

''پھر ایک شکل یہ تھی کہ حضور کو خروج دجال تک دنیا ہی میں مقیم رکھا جاتا لیکن اس صورت کا شانِ اقدس کیلئے نازیبا ہونا پہلی صورت سے بھی زیادہ واضح ہے کیونکہ اوّل تو اس صورت میں حضور کی بعثت کا آخری اور اصلی

مقصد محض مدافعت دجّال ٹھہر جاتا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ دوسرے دجّال کی اہمیت اسقدر بڑھ جاتی کہ گویا اسی کے خوف کی خاطر حضور کو دنیا میں صدیوں ٹھہرایا جارہا ہے نیز امت کے کمالات بھی اس صورت میں پردۂ اخفاء میں رہ جاتے۔ کیونکہ آفتاب نبوت کی موجودگی میں کس ستارہ کی مجال تھی کہ اپنا نور نمایاں کرسکے۔ اس طرح تمام طبقات امت کے جوہر چھپے رہ جاتے۔ اور گویا علماء امتی کانبیأء بنی اسرائیل کا ظہور ہی نہ ہوسکتا۔ اور اس سب کے علاوہ یہ صورت خود اصل موضوع ہی کے خلاف پڑتی۔ یعنی دجال کا خروج ہی ناممکن ہو جاتا جس کے لئے مدافعت کی یہ صورتیں درکار تھیں کیونکہ دجّال اور اس کے مفاسد کا زور پکڑنا تو حضور ہی کے زمانہ سے بُعد ہو جانے کے سبب سے ہوسکتا تھا۔ اور جبکہ آپ خود ہی قیامت تک دنیا میں تشریف رکھتے تو اس کے یہ معنی تھے کہ عالم میں کوئی فتنہ ہی نہ پھیلتا کہ قلوب میں شرّ کی استعداد بڑھے اور خروجِ دجّال کی نوبت آئے۔ پس اس صورت میں خروجِ دجّال ہی ممکن نہیں رہتا چہ جائیکہ اس کی مدافعت کی کوئی صورت فرض کی جائے۔ بہرحال اس صورت میں نہ اُمت کے کمالات کھلتے نہ ختم نبوت کی بے پناہ طاقت واضح ہوتی جس سے یہ واضح ہوسکتا کہ ذاتِ بابرکات خاتم مطلق کی سب سے اکمل روحانیت اور بے انتہاء مکمل انسانیت جس طرح اگلوں کو فیض روحانیت پہنچارہی تھی اسی طرح وہ پچھلوں میں تکمیل کمالات کا کام کررہی ہے اور وہ ان محدود روحانیتوں کی مانند نہیں ہے جو دنیا میں آئیں اور گزر گئیں اور امتوں میں ان کا کوئی نقش قدم باقی نہ رہا"۔

اُمّت میں حضرت خاتم النبیّن کے عکس کامل کی ضرورت

"لیکن پھر سوال یہ ہے کہ جب خاتم الدجالین کا اصلی مقابلہ تو خاتم النبیّن سے ہے مگر اس مقابلہ کیلئے نہ حضور کا دنیا میں دوبارہ تشریف لانا مناسب نہ صدیوں باقی رکھا جانا شایانِ شان نہ زمانہ ٔنبوی میں مقابلہ ختم کرادیا جانا مصلحت اور ادھر اس ختم دجالیت کے استیصال کیلئے چھوٹی موٹی روحانیت تو کیا بڑی سے بڑی ولایت بھی کافی نہ تھی۔ عام مجددین اور ارباب ولایت اپنی پوری روحانی طاقتوں سے بھی اس سے عہدہ برآنہ ہوسکتے تھے جب تک کہ نبوت کی روحانیت مقابل نہ آئے بلکہ محض نبوت کی قوت بھی اس وقت تک مؤثر نہ تھی جب تک کہ اُس کے ساتھ ختم نبوت کا پاور شامل نہ ہو تو پھر شکستِ دجالیت کی صورت بجز اس کے اور کیا ہوسکتی تھی کہ اس دجّال اعظم کو نیست و نابود کرنے کیلئے امّت میں ایسا خاتم المجددین آئے جو خاتم النبیّن کی غیر معمولی قوّت کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے ہو اور ساتھ ہی خاتم النبیّن سے ایسی مناسبت تامہ رکھتا ہو کہ اس کا مقابلہ بعینہٖ خاتم النبیّن کا مقابلہ ہو۔ مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ ختم نبوت کی روحانیت کا انجذاب اُسی مجدد کا قلب کرسکتا تھا جو خود بھی نبوت آشنا ہو محض مرتبہ ولایت میں یہ تحمل کہاں کہ وہ درجہ نبوت کی بھی برداشت کرسکے چہ جائیکہ ختم نبوت کا کوئی انعکاس اپنے اندر اتار سکے۔ نہیں بلکہ اس انعکاس کیلئے ایک ایسے نبوت آشنا قلب کی ضرورت تھی جو فی الجملہ خاتمیت کی شان بھی اپنے اندر رکھتا ہو تاکہ خاتم مطلق کے کمالات کا عکس اس میں اتر سکے۔ اور ساتھ ہی اس خاتم مطلق کی ختم نبوت میں فرق بھی نہ آئے۔

(تعلیماتِ اسلام اور مسیحی اقوام صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۹۔ ندوۃ المصنفین دہلی ۱۳۵۶ھ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ نبوت بخشی

مولانا طیب صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ خاتمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے مزید تحریر کرتے ہیں:

"حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخشی بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آگیا نبی ہوگیا۔۔۔ آپ کی یہ فیض رسانی اور سرچشمہ کمالاتِ ہونے کی امتیازی شان آغازِ بشریت سے شروع ہوئی تو انتہائے کائنات تک جا پہنچی"۔ (آفتاب نبوت صفحہ ۱۰۹۔۱۱۱۔ ناشر ادارہ عثمانیہ ۳۲ پرانی انارکلی لاہور)

❁❁❁

بقیہ: ضرورت نبوت کے متعلق مسلم مشاہیر کے اقوال۔ از صفحہ ۸۴

"اسے بھی جانے دیجئے آپ خاتمیت مرتبی کو مانتے ہی نہیں۔ خاتمیت زمانی کو ہی آپ تسلیم فرماتے ہیں۔ خیر اگر چہ اس میں درپردہ انکار افضلیت نامہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لازم آتا ہے۔ لیکن خاتمیت زمانی کو آپ اتنا نہیں کرسکتے جتنا ہم نے خاتمیت مرتبی کو عام کردیا تھا" (مناظرہ عجیبہ صفحہ 40)

مولانا محمد طیب صاحب مرحوم سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:۔

"حضورؐ کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخش بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپؐ کے سامنے آگیا نبی ہوگیا اور یہی شان خاتم کی ہوتی ہے...... آپؐ کی یہ فیض رسانی اور سرچشمہ کمالاتِ نبوت ہونے کی امتیازی شان آغاز بشریت سے شروع ہوئی تو انتہائے کائنات تک جا پہنچی"۔

(آفتاب نبوت 109-111)

اب بہتر یہی ہے کہ اخبار نئی دنیا کے ایڈیٹر شاہد صدیقی صاحب اپنے ان موجودہ نام نہاد علماء کے خود ساختہ عقیدہ ختم نبوت کو چھوڑ کر اپنے بزرگ علما کی راہ نمائی میں احمدیت کا مطالعہ کرکے احمدیت قبول کریں اسی میں ان کی اور مسلمانوں کی نجات مضمر ہے۔ ان علماء کے خود تراشیدہ عقیدہ ختم نبوت کی بنیاد نہ قرآن کریم میں ہے نہ حدیث شریف میں ہے یہ صرف ملاؤں کے پرفتن دماغ کی اختراع ہے یہ سمجھتے ہیں کہ احمدیت کی ترقی سے ان کے حلوے مانڈے کیلئے خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔

مولانا وحید الدین خان صدر اسلامی مرکز الرسالہ لکھتے ہیں

"موجودہ زمانہ کے مسلمان نہایت جوش وخروش کے ساتھ تحفظ ختم نبوت کی تحریک چلاتے ہیں۔ مگر اس قسم کی تحریکیں مضحکہ خیز حد تک بے معنی ہیں۔ ختم نبوت کے تحفظ کی ذمہ داری تو خود اللہ نے لے رکھی ہے پھر مسلمان اس میں کیا رول ادا کرسکتے ہیں؟ اس قسم کی تحریک اتنی ہی بے معنی ہے جتنا شمس وقمر کے تحفظ کی تحریک چلانا"

(الرسالہ نظام الدین ویسٹ مارکیٹ نئی دہلی 13 مارچ 2003ء صفحہ 42)

قارئین کرام! ان تمام حوالہ جات سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ قدیم سے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ دنیا کی اصلاح کیلئے نبی مبعوث فرماتا رہا ہے اور یہ ضرورت نبوت کسی زمانے میں مفقود نہیں ہوئی نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ جس طرح گزشتہ زمانوں میں امت کی اصلاح کیلئے نبی مبعوث کرتا آیا ہے آئندہ بھی جب بھی ضرورت ہوگی اللہ تعالیٰ لوگوں کی اصلاح کیلئے نبی مبعوث کرکے رہے گا۔ ہاں فرق صرف اتنا ہے کہ وہ نبی امت محمدیہ میں ہی مبعوث ہوں گے۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ آپ خود فرماتے ہیں کہ میں آپؐ کی کامل اتباع کے نتیجہ میں ہی اس مقام نبوت تک پہنچا ہوں۔ اور یہ ختم نبوت کے بھی منافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کو ہدایت دے آمین۔

❁❁❁

فہرست کتب بابت ختم نبوت

(ادارہ)

✤ ۔خاتم الانبیاء از دوست محمد شاہد مولانا۔اردو صفحہ ۳۲، ناشر: حبیب احمد گنج مغل پورہ لاہور، ماخذ : خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✤ ۔خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور صوفیاء و اولیاء امت کے ایمان افروز ارشادات از حبیب احمد اردو، ص ۳۲: ناشر: حبیب احمد گنج مغل پورہ لاہور، ماخذ : خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✤ ۔خاتم الانبیاء کا عدیم المثال مقام از نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ۔(اردو، ص:۸ ناشر: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ، مطبع : نصرت آرٹ پریس ربوہ، ماخذ : خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✤ ۔خاتم النبیّن از نظارت دعوت و تبلیغ قادیان۔ اُردو ماخذ : فہرست واذا الصحف نشرت، دستیاب نہیں۔مطبوعہ۔

✤ ۔خاتم النبیّن از شریف احمد امینی۔اردو، ماخذ: فہرست واذا الصحف نشرت، دستیاب نہیں مطبوعہ۔

✤ ۔خاتم النبیّن از ابوالعطاء جالندھری۔اردو، ماخذ: فہرست واذا الصحف نشرت، دستیاب نہیں مطبوعہ۔

✤ ۔خاتم النبیّن از اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز یوکے۔
اردو، ص ۳۷، ناشر اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز یوکے مطبع رقیم پریس یوکے اشاعت ۱۹۸۹، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب ہے۔

✤ ۔خاتم النبیّن از عبید اللہ بسمل احمدی حضرت۔اردو ، ص:۱۲۸ ناشر: خالق رضا احمدی قادیان۔ مطبع اللہ بخش سٹیم پریس قادیان۔ ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✤ ۔خاتم النبیّن المفہوم الحقیقی از عبد المجید طاہر۔عربی :ص ۱۲۵، ناشر الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ لنڈن، مطبع رقیم پریس یوکے ، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب ہے۔ کیفیت : ترجمہ از مضمون حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔

✤ ۔خاتم النبیّن اور اجراء نبوت از شاہ عالم۔اردو، ص ۴، مطبع : اللہ بخش سٹیم پریس قادیان ماخذ: خلافت لائبریری دستیاب نہیں، مطبوعہ

✤ ۔خاتم النبیّن اور بزرگان امت از محمد نذیر قاضی لائلپوری مولانا۔اردو ص ۱۶ ناشر: مہتمم نشرواشاعت ربوہ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✤ ۔خاتم النبیّن وسلف صالحین از محمد یوسف قاضی حضرت۔اردو ص ۳۲، ناشر صدر انجمن احمدیہ سرحد پشاور۔ مطبع اللہ بخش سٹیم پریس قادیان۔ اشاعت ۱۴ اپریل ۱۹۳۵ ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✤ ۔خاتم النبیّن کا حقیقی مفہوم از محمد یار عارف۔ اردو، ص ۸ ، ناشر جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✤ ۔خاتم النبیّن کی پاکیزہ تفسیر از حمید الدین شمس۔
اردو ص ۷۴ مطبع: کوہ نور پریس حیدرآباد، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✤ ۔خاتم النبیّن کی شان کا اظہار از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب۔اردو، ماخذ۔فہرست واذا الصحف نشرت دستیاب نہیں مطبوعہ۔

✤ ۔خاتمہ بشارت احمد از بشارت احمد سید۔اردو ، ماخذ، فہرست واذا الصحف نشرت دستیاب نہیں مطبوعہ۔

✤ ۔خاتمۃ مسیح آسمانی از محمد اللہ دتا عمر قادیانی۔اردو، ماخذ، فہرست واذا الصحف نشرت دستیاب نہیں مطبوعہ۔

خادم خاتم النبیّن حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہم السلام از محمد اسماعیل حکیم۔ اردو ص ۳۲ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✤ ۔ختم نبوت از خدام الاحمدیہ ربوہ۔اردو، ص ۳۲، ناشر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب ہے۔

✤ ۔ختم نبوت از محمد اسحاق حضرت سید میر۔اردو ص ۱۸ ناشر: محمد یامین تاجر کتب قادیان۔ مطبع: عزیزی پریس آگرہ، اشاعت ۲۲ ستمبر ۱۹۲۸، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں، فوٹو کاپی۔

✤ ۔ختم نبوت اور بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام از خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔اردو ص ۳۲، ناشر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ ، ماخذ: خلافت لائبریری دستیاب ہے۔

✤ ۔ختم نبوت اور بزرگان امت از ربوہ۔
اردو، ص ۳۲ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ، ماخذ: خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✤ ۔ختم نبوت اور جماعت احمدیہ از اے ایچ ایم انور علی۔اردو، ماخذ: خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✤ ۔ختم نبوت اور غیر احمدی علماء اور جو احادیث وہ اپنے مسلک کی تائید میں پیش کرتے ہیں ان کی حقیقت از نور الحق تنویر اردو ص ۲۲۷، ماخذ : لائبریری جامعہ احمدیہ دستیاب نہیں، مقالہ جامعہ احمدیہ ربوہ۔

✤ ۔ختم نبوت بجواب اسلامی چیلنج از عبید اللہ مولوی
اردو، ماخذ فہرست واذا الصحف نشرت دستیاب نہیں، مطبوعہ۔ختم نبوت پر بحث یا مباحثہ بمبئی از محمد اسحاق حضرت سید میر ۔ اردو ص ۴۴ اشاعت ۱۹۱۷، ایڈیشن اول، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں، فوٹو کاپی کیفیت مناظر، مابین: محمد اسحاق میر: محمد حسین حکیم۔

✤ ۔ختم نبوت پر فیصلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام از محمد فخر الدین ملتانی۔اردو، ماخذ: فہرست واذا الصحف نشرت دستیاب نہیں، مطبوعہ۔

✤ ۔ختم نبوت کا حقیقی مفہوم از محمد عبد الباقی۔اردو، ص ۱۷۶ ناشر: جماعت احمدیہ برہ پورہ بہار، مطبع: فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان، اشاعت ۱۹۷۹ ایڈیشن اول، ماخذ خلافت لائبریری، دستیاب نہیں۔

✤ ۔ختم نبوت کا منکر کون از شریف احمد امینی۔اردو، ص ۲۰ ناشر شعبہ نشر و اشاعت نظارت دعوۃ وتبلیغ قادیان، مطبع ہمدرد پرنٹنگ پریس جالندھر، اشاعت ۱۹۸۷، ایڈیشن دوم، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✤ ۔ختم نبوت کی حتمی دلیل از عباس احمد خان۔اردو ص ۲۰ ناشر: انصر الیاس پبلیکیشنز کراچی، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✤ ۔ختم نبوت کی حقیقت از محمد سعید میر حیدرآباد دکن۔
اردو، ماخذ: فہرست واذا الصحف نشرت ، دستیاب نہیں مطبوعہ۔

✤ ۔ختم نبوت کی حقیقت از محمد نذیر قاضی لائلپوری ، مولانا اردو، ص ۶۴، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ، ماخذ: خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✤ ۔ختم نبوت کی حقیقت از حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے۔اردو، ص ۲۲۴ ناشر: مرزا وسیم احمد ناظر دعوت وتبلیغ قادیان، مطبع جے ہند پرنٹنگ پریس جالندھر، اشاعت : نومبر ۱۹۷۴۔ایڈیشن دوم، ماخذ: خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✤ ۔ختم نبوت کی حقیقت از مبارک احمد شیخ۔اردو، ص ۶۲ ناشر: مہتمم نشرواشاعت ربوہ، مطبع : ضیاء الاسلام پریس ربوہ، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب ہے۔

✤ ۔ختم نبوت کی حقیقت از عمر دین احمدی شملوی۔
اردو، ص ۲۲۴ مطبع: الحق پریس دہلی، اشاعت مئی ۱۹۱۴، ایڈیشن اول، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✤ ۔ختم نبوت کی حقیقت کا مہتم بالشان اظہار از مسعود اللہ خان دہلوی۔اردو ص ۸۸، ناشر: مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ، ماخذ: خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✤ ۔ختم نبوت کی حقیقت رسول پاک کا عدیم المثال مقام از حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے۔اردو، ص ۱۷۶، ناشر: عبد المالک خان، مطبع کلیم پریس کراچی، اشاعت ۲۷ مارچ ۱۹۵۳، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✤ ۔ختم نبوت کی حقیقت یا فیض محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم امت محمدیہ میں جاری ہے از عطاء اللہ کلیم۔اردو ص ۶۳ ناشر: شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی، اشاعت اگست ۱۹۹۷، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✤ ۔ختم نبوت کے معنی از جماعت احمدیہ نیروبی۔ اردو، ماخذ: فہرست واذا الصحف نشرت، دستیاب نہیں۔مطبوعہ۔

(بحوالہ: فہرست کتب مصنفین سلسلہ احمدیہ باعتبار حروف تہجی۔سن اشاعت: اکتوبر ۲۰۰۸۔مطبع بلیک ایرو پرنٹرز لاہور)

کمپوزنگ ــــ وڈیزائننگ ــــ: کرشن احمد قادیان

2012ء میں احمدیہ مسلم جماعت بھارت کی مختلف سرگرمیاں

محترم محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ قادیان محترم او۔پی۔اُپادھیائے صاحب وائس چانسلر گوروویداس آیورویدک یونیورسٹی ہوشیار پور کی خدمت میں 26/اگست 2012ء کو قادیان دارالامان میں منعقدہ عید ملن پارٹی کے موقع پر قرآن مجید کا تحفہ پیش کرتے ہوئے

آرٹ آف لیونگ کے روحانی پیشوا شری شری روی شنکر صاحب کی خدمت میں 7 جون 2012ء کو قرآن کریم کا تحفہ پیش کرتے ہوئے محترم مولانا کلیم احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ بنگلور

تربیتی کیمپ ہبلی کرناٹک کا ایک منظر

فروری 2012ء میں کولکتہ بک فیئر کے موقع پر لگائے گئے جماعتی بک اسٹال کا منظر

محترم مظفر احمد صاحب زونل امیر آگرہ اُتر پردیش سونہار ضلع ایٹہ میں بتاریخ 8 جنوری 2012ء احمدیہ مسجد کی بنیاد رکھتے ہوئے

26/اگست 2012ء کو احمد آباد گجرات میں احمدیہ مسلم جماعت گجرات کی طرف سے منعقدہ عید ملن پارٹی میں خطاب کرتے ہوئے محترم مولانا فضل الرحمٰن بھٹی صاحب امیر جماعت احمدیہ گجرات

بھاگلپور بہار میں منعقدہ ایجوکیشنل کانفرنس 2012ء کا منظر

فروری 2012ء میں ورلڈ بک فیئر دہلی میں لگائے گئے جماعت احمدیہ کے بک اسٹال کا منظر

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax : (0091) 1872-224757
Tel : 0091 99153 79255 (Editor)
Tel. : (0091) 98763-76441 (Manager)
Website : akhbarbadrqadian.in
: www.alislam.org/badr
E-Mail : badrqadian@rediffmail.com

Registered with the registrar of the newspapers for India at No. RN 61/57

هفت روزه
بدر
قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 61 Thursday 20-27 December 2012 Issue No. 51-52

SUBSCRIPTION
ANNUAL: Rs. 500
By Air : 45 Pounds or 70 U.S $
: 50 Euro
: 70 Canadian Dollars

2012ء میں احمدیہ مسلم جماعت بھارت کی جانب سے منعقدہ مختلف جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ کی جھلکیاں

جلسہ سیرت النبی ﷺ بنگلور کرناٹک میں محترم زونل امیر صاحب صدارت کرتے ہوئے

جلسہ سیرت النبی ﷺ گوداوری آندھرا پردیش کا ایک منظر

جلسہ سیرت النبی ﷺ فیض آباد سرینگر کشمیر کا ایک منظر

جلسہ سیرت النبی ﷺ سورو اوڈیشہ کا ایک منظر

موسابنی مائنز جھارکھنڈ میں منعقد جلسہ پیشوایان مذاہب میں
محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ناظم ارشاد وقف جدید خطاب کرتے ہوئے

25رجون 2012ء کو بھرت پور مرشدآباد بنگال میں مرکزی نمائندہ شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب
امن کانفرنس میں صدارت کرتے ہوئے

26راگست 2012ء کو سرائے طاہر قادیان دارالامان میں منعقدہ عید ملن پارٹی کا ایک منظر

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر:۔نگران بدر بورڈ قادیان